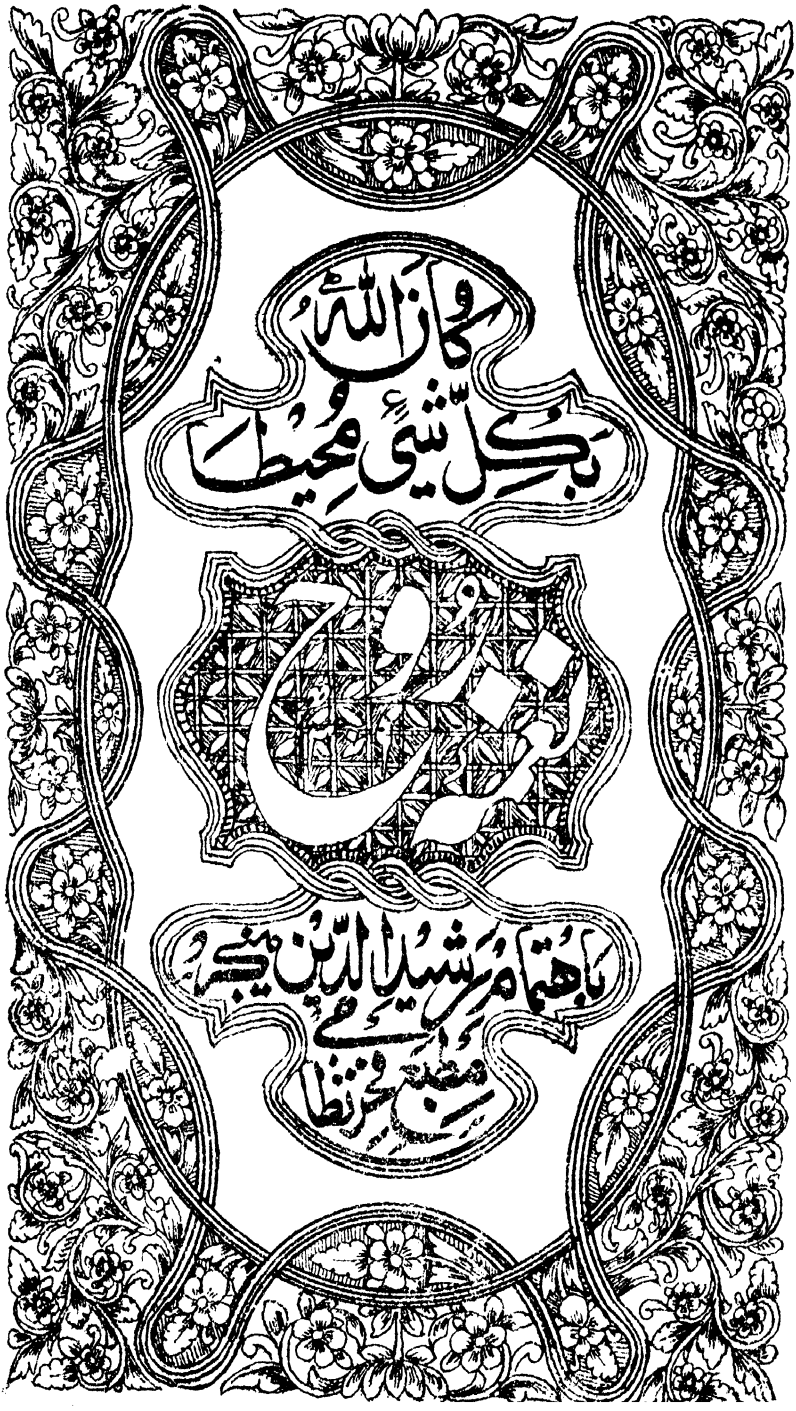
TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222538
UNIVERSAL
LIBRARY


وکان اللہ بکل شیء محیطا
نوروز
باهتمام رشید الدین بیگ
مطبع محرنطا

وفی انفسکم افلا تبصرون

بحمداللہ دیوان عالیجناب نواب صولت جنگ میر عابد علیخاں بہادر مخلص بہ عابد دام اقبالہ



بحسن سعی سید قادر حسین صاحب قادر و مولوی محمد عبدالقادر صاحب ابوطاہر

طبع فی مطبع فخر نظامی حیدرآباد دکن

CATALOGUED. 1951

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ خدا وظیفہ ہے برنا و پیر کا
نعتِ رسول ورد صغیر و کبیر کا

دیکھا ہی حقکو حق ہی یہہ حق رتبہ پیر کا
گر عقل ہو تو مان سخن اس حقیر کا

ہون خاکسار مین نہین خواہان سر یرکا
کافی ہی گر ملے مجھے بستر حصیر کا

الفقر فخری احمد مرسل نے جب کہا
سلطان سی بڑہکے جانئے رتبہ فقیر کا

ہے آسرا جو صاحبِ لولاک کا مجھے
مطلق نہین ہے خوف گناہ کثیر کا

راتدن محو تصور ہے میر یجان کسکا
عشق رکھتا ہے تو پنہان دل نادان کسکا

کسکے سایہ مین خط و زلف کو ہاتھہ آئے بجات
آسرا ڈھونڈتے ہین سنبل و ریحان کسکا

جستجو رہتی ہے کسکی یہہ شب و روز تجھے
عشق ہے دل کو ترے تیر خشان کسکا

کیا کہون پوچھہ رہین ہین وہ دکہا کر زلفین
دل بیتاب ہے اسطرح پریشان کسکا

تم جو دل مین ہو تو کیا کچھہ نہین دلمین میرے
کسکی حسرت مین کرون عشقمین ارمان کسکا

حال عابد کے کہون مذہب و ملت کا مین کیا
دین ہی دل سے بہلا بیٹھا ہے ایمان کسکا

غیر ونکو بھی معلوم ہے مین یار ہون اوسکا
اے عشق بہرحال خریدار ہون اوسکا

اے مالک کونین بنایا مجھے جس نے
شرمندہ تمہارا تو گنہگار ہون اوسکا

کرتا ہون جو مین حق سے طلب حقکی محبت
صد شکر کہ اوس سے ہی طلبگار ہون اوسکا

مجھہ خاک کے پتلے کو حقارت سے نہ دیکھو
ذرہ ہون مگر محرم اسرار ہون اوسکا

دیوانہ مجھے کہتے ہین کیون اہل خرد سب
وہ میرا ہے مین دل سے طلبگار ہون اوسکا

ہونے کی فدا جسپہ سلیمان کو ہے حسرت
مین مور ضعیف ایک گرفتار ہون اوسکا

کرتے ہین عبث فکر مری حضرت عیسے
صحت سے غرض کیا مجھے بیمار ہون اوسکا

مسجد مین جو عابد ہون تو بتخانہ مین راہب
میخانۂ عالم مین مین سرشار ہون اوسکا

جس جگہہ آنکہہ پڑی یار کا جلوہ دیکہا
اسی جلوہ کا زمانہ مین تماشا دیکہا

اپنے زیور کی وہ تعریف بھی یون کرتے ہین
چاند تو چاند ہے ماتہے کا بھی تارا دیکہا

ساری محفل مین مرے حال پہ ہے اوسکی نظر
آنکہہ سے اوس نے کیا مجھکو اشارا دیکہا

دین و دنیا کا کیا عشق نے تیرے نقصان
نفع کے بدلے ہوا میرا خسارا دیکہا

دل کو آئینہ کیا مین نے کہ صورت دیکہون
دیکہنے والے نے افسوس نہ دیکہا دیکہا

کنگی کرتے ہوے مجہہ سے وہ یہہ فرماتے ہین
تیرے دل کے لئے رکہا ہے یہہ آرا دیکہا

چھوٹا کمان سے جاکے لگا وہ نشانہ پر
اپنا سخن مقابلہ کرتا ہے تیر کا

دنیا کی مشکلات سے عابد نہین ڈرے
مشکلکشا ہے نام مرے دستگیر کا

مظہر ہے خاص بندہ خدا کے ظہور کا
پھر دیکھئے تو جلوہ محمد کے نور کا

نزدیک آئیے تو کہون رازدور کا
قادر ہو قلب پر تو تماشا ہے طور کا

زاہد کو صرف شوق ہے جنّت کی حور کا
رندونکو اعتراف ہے اپنے قصور کا

کیون عاشقونکو کرتے ہین ناصح نصیحتین
کیا کام اہل عشق مین عقل و شعور کا

کیا ہے عجب جو بخشدے مجھہ تیرہ روز کو
وہ ہے کریم بندہ ہون ربّ غفور کا

شیطانکی کیا مجال کرے آدمی سے بحث
اوستاد ہے یہہ اوس سے بھی بڑھکر فتور کا

خطا اونکا مجھکو آیا ہے مضمون ہی یہی
اک کام تمسے آج ہے مجھکو ضرور کا

عابد کو کیون نہ فخر ہو اس اختصاص پر

فدوی بھی ہے تو خاص ہے اپنے حضور کا

ہے یہہ بیگانہ آشنا سب کا
دل بھی معشوق ہے نئے ڈھب کا

ہو وفا وعدہ ہم سے ہی کب کا
بوسہ رخسار کا دے یا لب کا

میری تیری ہے دوستی کب کی
کچھہ تعلق نہین ہے یہہ اب کا

مے پندار پی ہے زاہد نے
پاک ہے نفس رند مشرب کا

کافرِ عشق بھی مسلمان بھی
ہے جدا ڈھنگ میرے مذہب کا

تو نے کیون دی ذرا سی مے ساقی
تشنہ ہون ساغرِ لبالب کا

عید کا دن ہے آیئے ملئے
ہم سے ہوتا ہے وعدہ کیون شب کا

کون مجھسا ہے دوسرا عاشق
تجھکو اک مین ملا ہون مطلب کا

عید مجھکو کیا جو اے عابد
مجھہ پہ احسان ہے مرے رب کا

سخت مایوس ہوا ہون جو گئہ کے باعث
یا نبی آپ کا ہی مین نے سہارا دیکھا

نامہ پڑھتے ہی میرا ساتھہ وہ قاصد کے ہوا
آکے کہتا ہے کہ کیون شوق ہمارا دیکھا

قدم شاہ دکن خلد اللہ ملکہ ہم نے تو دیکھے عابد
نہ سم قند ہی دیکھا نہ بخارا دیکھا

آنکھہ اب تمسے لڑی دیر و حرم چھوڑ دیا
اک تمہارے لئے کس کس کو صنم چھوڑ دیا

خط تمہین لکھنے کو بیٹھا تہا کہ تم آہی گئے
اسلئے ہات سے اب مینے قلم چھوڑ دیا

میرے مشرب سے جو ناصح کو ہوئی آگاہی
پند گوئی کو دہن کھا کے قسم چھوڑ دیا

تو نے جس روز کیا وصل کا وعدہ مجھہ سے
دل مضطر نے خیال سب غم چھوڑ دیا

ہات کو مین نے بڑہایا تہا کہ چھولون رخسار
ہات ظالم نے میرا رکے قلم چھوڑ دیا

دی مجھے عشق کی سرکار نے روشن چوکی
مین نے وہ ماہی مراتب وہ علم چھوڑ دیا

آگیا رحم تمہین یا میری قسمت جاگی
شکر اللہ کا یک لخت ستم چھوڑ دیا

کیا ہوئے پہلے کے الطاف و مہر و الفت
واہ جی تمنے تو سب لطف و کرم چھوڑ دیا

بات اوٹھانا تو مری ارمان سے مسکین عابد
خط مین اوس شوخ نے یہ کہکے قلم چھوڑ دیا

بت کو لاکر کسنے میرے دل کے اندر رکھدیا
خانۂ اللہ مین کیسا یہ تحیر رکھدیا

کردیا منہہ بند میرا بات ہی کہنے ندی
ایک کڑی ایسی سنائی دلمین نشتر رکھدیا

شیخ صاحب عزم کعبہ ہو مبارک آپکو
ہمنے اپنا کوچۂ جانان مین بستر رکھدیا

جو بڑھاپا ہو بڑھاپے جو لٹیا ناہو گیا
کاتب تقدیر نے آگے مقدر رکھدیا

ہو گیا حیران عابد دیکھکر یہ صورتین
سب قدم اس آئینہ خانہ کے اندر رکھدیا

جس نے ایسا تجھے شاداب دیا
اوس نے ہی ہم کو اضطراب دیا

شب کا وعدہ کیا نہین آیا
رات بھر مجھکو یون عذاب دیا

کیون نہ جلجاؤن غیر کو تو نے
بھر کے ساغر دیا کباب دیا

کتنے بوسے دئے لئے کتنے
اسکا تو نے نہین حساب دیا

خلق سے کیا تو مانگ خالق سے
اوسنے ہی سب کو بیحساب دیا

شیخ نے کرکے غیبتِ رندان
زہد و تقوے کا سب ثواب دیا

ہمنے کیا پوچھا آپ کیا سمجھے
بات کیا تھی یہہ کیا جواب دیا

عابدِ حق پرست کو ہے ہے
تم نے کیون ساغرِ شراب دیا

کھوج اوس نام کا نہین ملتا
کچھہ پتا کام کا نہین ملتا

کوئی کیا پہنچے آپ تک صاحب
رستہ اس بام کا نہین ملتا

یون تو برسون ہی پی ہے ساقی
لطف اِس جام کا نہین ملتا

کون وحشی گیا کہ کعبہ مین
جامہ احرام کا نہین ملتا

غیر کا خط وہ دیکھتے ہین مجھے
پر چہ پیغام کا نہین ملتا

یون ہین کہنے کو سیکڑون احباب
دوست اک کام کا نہین ملتا

سود سر کار عشق سے ہمکو
درہم و دام کا نہین ملتا

دل جو اوس زلف مین پھنسا وہ گیا
صید اِس دام کا نہین ملتا

تری طاعت سے ایک پل ہمکو
وقت آرام کا نہین ملتا

اوس نے گہا یل کیا ہے در پردہ
زخم صمصام کا نہین ملتا

غیر کی وجہ سے مذ و گالی
لطف دشنام کا نہین ملتا

کہا عابد سے دیکھے درہم داغ
عوض اِس دام کا نہین ملتا

اپنے ہی دلمین ہے خدا ملتا
کعبے جاتے تو ہم کو کیا ملتا

اپنا زاہد کو گر پتا ملتا
کیا کہون مین کہ کیا مزا ملتا

دولتِ عشق تھی ترا ملنا
مل گیا تو تو اور کیا ملتا

تو نے گھر کر لیا ہے دلمین مرے
اب کہان دوسرا نیا ملتا

تیرے ملنے سے ملگئے دارین
تو نہ ملتا تو مجکو کیا ملتا

دل مین جو ہے مین صاف کہدیتا
گر وفادار آشنا ملتا

کشتئ عمر کے لئے حائل
ناخدا کے عوض خدا ملتا

کیا خدا کا پتا ہمین ملتا
تو نہ گر مصطفےٰ ہمین ملتا

منزل عشق ہات آتی جب
خضر سا رہنما ہمین ملتا

دل ہی کرتا نہ رہنمائی تو
رستہ کب عشق کا ہمین ملتا

خانۂ دلمین ہم جو کرتے تلاش
جانِ جان کا پتا ہمین ملتا

تیغ قاتل گلے سے ملتی تو
قتل کا جب مزا ہمین ملتا

تیرا جلوہ ہے دو نو عالم مین
کیا کوئی دوسرا ہمین ملتا

جستجو مین ہے جسکے تو عابد
وہ تو ہے جا بجا ہمین ملتا

جب سے کہ آشنا مرا نا آشنا ہوا
مین کیا کہون کہ حال مرا کیا سے کیا ہوا

نیت تری ہے بدلی ہوئی دل پھرا ہوا
ظاہر یہہ ہے بہید آج مجھے دلربا ہوا

پہلے تو آسمان تہا اب تم بھی ہو گئے
قاتل جہان کا ایک تہا اب دوسرا ہوا

آئے نہین جو بہر نصیحت وہ میرے پاس
کیا جانے آج حضرت ناصح کو کیا ہوا

مین نے کہا کہ مرتا ہون بولا بگڑ کے وہ
قدرت خدا کی آپ کو یہہ حوصلہ ہوا

اونسے حجاب کیجئے آنکہین ہون جنکی بند
پردہ یہان ہے دیدۂ دل سے اوٹہا ہوا

عابد بقا اوسی کیلئے ہے جہان مین
زندہ رہا جو ذات خدا مین فنا ہوا

رونق فزا چمن مین جو وہ گلبدن ہوا
شہر مندہ شہر مسار گلِ نسترن ہوا

معبود تہا مین ہستی مین آکر ہوا ہون عبد
کوئی یہان فریب نہ کچہہ مکر و فن ہوا

نام و نشان سے بھی تو واقف نہتا کوئی
چرچا مجہی سے تیرا سرِ انجمن ہوا

کیا کیجے ذات آکے بہین بنتی ہے صفات
کچہہ ایسا اس زمانہ کا اولٹا چلن ہوا

دریا سے چہوٹ کر مرا قطرہ ہوا ہے نام
مین کیون وطن سے اپنے غریب الوطن ہوا

عابد یہی کلام ہے تیرا تو جان لے
مشہور عشق والون مین تیرا سخن ہوا

یہہ خوشی کے بدلے ایدل مفت کا غم ہو گیا
بات اچھی بھی نہ سمجہا وہ تو برہم ہو گیا

جو تصور عشق مین تہا وصل مین وہ کہان
بڑہ گیا تہا پیار اوسکا گہٹ گیا کم ہو گیا

پان کا بیڑا بنا کر تم نے جو مجکو دیا
وہ سرِ مخمل عدو کے واسطے سم ہو گیا

خلوت و حدت مین ظاہر اسقدر کثرت ہوئی
ایک جلوہ سے ترے معمور عالم ہو گیا

جلوۂ محبوب کا جلوہ ہے محبوبِ علیؑ
جان لوا سواسطے وہ فخرِ عالم ہوگیا

ہوتے ہین رندون سے عابد عابدون سے رند و مست
حضرتِ ناصح کو کیون بیفائدہ غم ہوگیا

زاہد مرا نجیر یہہ انجام ہوگیا
تہابت پرست کفر ہی اسلام ہوگیا

صیاد تو نے کسلئے چہوڑین ہین کاکلین
تیرا بناؤ میرے لئے دام ہوگیا

مین اور قیس شیفتہ لیلے وشون کے ہین
دونون کا ایک عشق مین انجام ہوگیا

مانگا جو بوسہ مین نے تو گالی ملی مجھے
لو یہہ سوال قابلِ دشنام ہوگیا

شہرہ تمہارا میری محبت نے کردیا
جا کر دکن سے روم کو تا شام ہوگیا

ابرو وہان ہلا تو یہان کٹ گیا گلا
اوسکا اشارہ موت کا پیغام ہوگیا

بیمارِ ہجر کی ہے دوا شربتِ وصال
تسکین دل کو ہوگئی آرام ہوگیا

کس لطف سے وہ کہتے ہین مجکو پکار کر
اب عاشقون مین میرے ترا نام ہوگیا

تسبیح پڑھکے ہات اٹھانا سوے فلک
عابدا کے واسطے یہہ بڑا کام ہوگیا

داغ سے نالان ہین مرہم مین تو شادان ہوگیا
حال میرا دیکھہ کر حاسد پریشان ہوگیا

یہہ قصور اوسکا ہے یار واہمین میرا کچھہ نہین
ولولہ دل کو ہوا نخچیر مژگان ہوگیا

کانٹے بوئے تمنے میرے رونے کو واہ جی
دھجیان ہین جیب کی اور پرزے دامان ہوگیا

یہہ نئی ہین نے نکالی دوستی ہین اوسکی چال
جب ظہور اوسکا ہوا مین آپ پنہان ہوگیا

عشق کے دربار مین خلعت ہے یہہ میرے لئے
ہوگیا دیوانہ مین پرزے گریبان ہوگیا

ہوگیا کیا کہین اوس مست کو شوق کباب
دل مرا اچھا بھلا تھا کل تو آج بریان ہوگیا

یار کا تمغہ ہے یہہ صولت حفاظت کیجئے
داغ کی الفت ہے دلمین دل نگہبان ہوگیا

ہوگئے ہین داغ کے شاگرد عابدا دہوم سے
دوست سنکے خوش رہین دشمن تو گریان ہوگیا

سامنا ہوتے ہی تجھسے اک زمانہ ہوگیا
سم ترے عاشق کے حق مین آب دانہ ہوگیا

کیون نہ مین عاشق بنون کیونکر نہ دون آنیدا ہے
خود مجھے منظور جب دل کا جلانا ہوگیا

قیس اور فرہاد کا قصہ نہین سنتا کوئی
مشتہر مخلوق مین اپنا فسانہ ہوگیا

آپ کو ہمنے مٹایا تو ہوا تجھسے وصال
اک یہی تو کام ہے عاقل نہ ہوگیا

بہیس مین آکر مرے ظاہر کیا ہے آپکو
کنت کنزاً مخفیاً کا کیا بہانہ ہوگیا

یہہ تو عابد ہے سراسر حضرت ناصر کا فیض
عاشقانہ تہا مذاق اب عارفانہ ہوگیا

کثرت کو دیکھکر دل نادان مخمل گیا
وحدت کے جب مقام مین آیا سنبہل گیا

مانند سیم و زر کی تپ عشق سے یہان
دل بھی پگل گیا ہے جگر بھی پگل گیا

شیشہ مین دل کے بادۂ توحید کو ہے جوش
ساقی غضب ہوا خم وحدت اُبل گیا

الفقر کی حدیث کا جب سے کہ ہے خیال
دل سے مرے تصور اہل دول گیا

مین ذات سے صفات مین ہونے لگا شمار
ہستی مین آکے بہس جو میرا بدل گیا

سترِ انا کی رمز مین جب سے ہوا ہون گم
اللہ رے بیخودی مین خودی سے نکل گیا

جب سے پڑا ہے یار تجلی کا تیر عکس
سینہ ہمارا طور کے مانند جل گیا

کیا پوچھتے ہو عابدا مضطر کا حالِ زار
جاتا تہا کل وہ کہتا ہوا ہائے جل گیا

کہان ہے وہ تمہارا یاد کرنا
وہ سر باز و فا ارشاد کرنا

یہی ہے عاشقون کو شاد کرنا
کہ تم بیداد پر بیداد کرنا

تسلی جہوٹے وعدہ سے بھی ہوگی
دل ناشاد کو یون شاد کرنا

بنا کر اپنا بندہ پھر یہ کیا بات
غلامی سے مجہے آزاد کرنا

مرا دل ہوگیا خود مثل نخچیر
نہ کچہہ تکلیف اے صیاد کرنا

رکہا ہے نام شیطان فعل بد کا
انہین آتا ہے یون برباد کرنا

اُدھر ہی سے ہے جو کچھ خیر و شر ہے
نہین آتا ہمین ایجا د کرنا

یہہ عابد کی دعا ہے میرے مولا
دم آخر مری امداد کرنا

یہی الطاف خدا کیلئے جاری رہنا
بھولنا اِدس کو نہ تم یاد ہماری رہنا

کہین برباد نہ ہو خاک ہماری در پر
اوسکے کوچہ ہی مین ہے آباد ہماری رہنا

وہ گنہگار ہین دنیا مین نہین ہے ہمسا
یا نبی روز جزا لاج ہماری رہنا

سب سواری ہین مرے پاس بدولت شہ کی
اونکے افضال سے آسان ہے عاری رہنا

یار کے مست ہو عابد ہمین معلوم ہوا
آپ کا رنگ ہے آنکھون کو خماری رہنا

آجکل اوج پہ چمکا ہے مقدر اپنا
اپنے آغوش مین رہتا ہے وہ دلبر اپنا

جا کے کس کوچہ سے آتی ہے نسیم سحری
ہو رہا ہے جو دماغ آج معطر اپنا

دغدغہ حشر کا اور ونکو رہے دنیا مین
ہجر دلدار مین ہر روز ہے محشر اپنا

ہم تو کشتہ ہین تری تیغ ادا کے ظالم
کیا ڈراتا ہے ہمین کھینچ کے خنجر اپنا

فکر فردائے قیامت کی نکر اے عابد
شافع روز قیامت ہے پیمبر اپنا

اس سے بہتر نہین دنیا مین ٹھکانا اچھا
یار کے کوچہ مین بستر ہے لگانا اچھا

اپنے عاشق سے نہین منہہ کو چھپانا اچھا
ایسے مشتاق کے ہے سامنے آنا اچھا

ہوس خلد نہین تیری گلی ہے مرغوب
نہین کونین مین اب اس سے ٹھکانا اچھا

وصل ہو یا نہ ہوا اپنا تو یہی ہے مذہب
عشق مین یار کے اپنے کو مٹانا اچھا

عشق صادق ہو جنہین کچھہ نہین اونکو پروا
گر کہین بد کہین یا سا رازمانا اچھا

انتہا بھی ہے نصیحت کی جناب ناصح
چپ رہین آپ نہین دل کا جلانا اچھا

دیر و ویران ہوا بت ہے خدا اپنا بنا
کعبہ دل کو خدائی سے بسانا اچھا

مردے زندہ ہوے ہے تیرے کرشمہ کا یہہ فیض
تو مسیح اپنا ہے ہم کو بھی جلانا اچھا

بادۂ عشق کی عابد ہے یہی کیفیت
اسکا پینا بھی ہے خوب اور پلانا اچھا

نہا حقیقت مین جو معبود ہوا عبد نما
بندہ مین کیون نہ ہو پیدا صفت ذات خدا

واعظا مجھکو نکر منع گنہ سے اصلا
صفتِ عفو خدا ہوگی گنہہ سے پیدا

جتنے دیکھا نہین دنیا مین خدا کا جلوہ
یان بھی اندھا ہے وہ ناکام وہان بھی اندھا

ہے بلا عین عرب اور بلا میم احمد
شکل انسان مین ہوا آکے یہان جلوہ نما

جو ہوا تیری غلامی مین اوسے اے آقا
اوسکو رضوان نے کہا میوۂ جنت لے کھا

کبھی معبود کبھی عبد کبھی ہے عابد
رنگ اپنے وہ دکھاتا ہے جہا نمین کیا کیا

جسے دیکھا تجھے دیکھا جو کچھہ پایا تجھے پایا
بجز تیرے نظر مجکو نکوئی دوسرا آیا

کوئی حد بھی ہی اس وحشت کی یارب ہجر جانا مین
کہ کوسون بہاگتا ہی آجکل مجھہ سی مرا سایا

بناہے شمع محفل وہ ہین گرداگرد سب عاشق
وہی پروانہ سان ہوگا کہ جسنی داغ ہی کہایا

مجھے اس بیقراری نے بنایا اور بھی مضطر
الٰہی کیا ہوا نامہ نہ ابتک نامہ بر لایا

عبادتگاہ مین رہکر ہوا ہے راندن مغرور
نکر نخوت کبھی عابد تکبر کا ہے یہہ پایا

اوسکا آنا نظر نہین آتا
نہین آتا نظر نہین آتا

آنکہہ ملتی ہے یار سے لیکن
اوسکا ملنا نظر نہین آتا

وہ جوانی کدہر گئی افسوس
عیش ڈہونڈہا نظر نہین آتا

جان لینی تو ہے انہین منظور
آزمانا نظر نہین آتا

سب ہین دیوانے عشق مین تیرے
ایک سیانا نظر نہین آتا

کعبہ و دیر مین بھی ٹہیک ترا
کچہہ ٹہکانا نظر نہین آتا

اندنون ڈہنگ آپکا عابد
ہم کو اچھا نظر نہین آتا

غیرت ماہ درخشان کو نہین جانتے کیا
اوسکو ہم جانتے ہین دوسرے پہچانتے کیا

جب یہہ ٹہہری ہے کہ ہم عاشق صادق ہین تیرے
مال کیا جان ہم اپنی نہین گذرانتے کیا

صاف ہو چیز تو پہر کیا ہے تامل ساقی
مئے بے درد ہے شفاف اوسے چہانتے کیا

اونکو محفل مین نہ دیکہا تو مری جان بچی
دیکہکر دل مین خدا جانے اوسے ٹہہرانتے کیا

سن لو عابد کا بہی کہنا یہہ جناب ناصح
دوست کی دوست کوئی بات نہین مانتے کیا

شوق ہے ہر دم نئے بیداد کا
حوصلہ دیکھو ستم ایجاد کا

نسخ کی تصویر وہ کھینچے اگر
ہاتہہ کانپے مانی و بہزاد کا

مین جنون مین رہنمائے قیس ہون
عشق مین اوستاد ہون فرہاد کا

کیسے غافل کیسے بے پروا ہوتم
منتظر مدت سے ہون مین یاد کا

دل مرا نخچیر اوس کا ہو چکا
ہے نصیبا اوج پر صیاد کا

المدد اے سخت جانی المدد
تیز کند ہے خنجر بہت جلاد کا

ہے خلش دل مین مرے مژہ آٹھون پہر
وہ مژہ ہے نیشتر فصاد کا

دو جواب صاف عابد کو کوئی
منتظر ہے آپ کے ارشاد کا

بھر قلم تیز کن صمصام را
شہرۂ آفاق کن گمنام را

ساقیا جامے بدہ این خام را
تا شناسد مایہ انجام را

آرزوے صید میدارد دلم
صید کن صیاد بر چین دام را

سجدہ گاہ من خم ابروے تست
زان دوگانہ میگذارم شام را

بعد عمری گشت حاصل آن صنم
صرف کردم در طلب ایام را

نامہ بر مقتول شد نامہ کجا | عالم بالا کنی پیغام را
می خوری زان شیوۂ خود کردہ ام | می پسندند اہل دل بدنام را

عابد اہست این معما با غزل
کے شود مفہوم شعرت عام را

ردیف الباء

ہے یون عزیز خاطر اغیار کیا سبب | مین ہو گیا ہون دلپہ ترے بار کیا سبب
گستاخ تمنے کر دیا سرکار کیا سبب | ڈرتے نہین ہین غیر گنہگار کیا سبب
گر مشورہ نہین ہے مرے قتل کا تو پہر | کرتے ہین غیر سے مرا ذکار کیا سبب
ہر بات مین شکل مین تو جلوہ گر بھی ہے | پوشیدگی کے ساتہہ پہر اظہار کیا سبب
اقرار ہے یون تو کیا تمنے لاکہہ بار | لیکن وفا کے کچہہ نہین آثار کیا سبب
یہہ دام عشق گر نہین عاشق کے واسطے | پہر ہے گلے مین تیرے یہہ زنار کیا سبب

آدم کا نورِ پاک سے سارا خمیر ہے
عابد علاقہ ہمسے رکھے نار کیا سبب

آدمی کو آدمی دیگا برابر کا جواب
تم تو بت ہو وہ یکے کیا کوئی تمہر کا جواب

کعبہ دل کو بنا کر بتکدہ بت نے کہا
کیا بنایا ہمنے بے اللہ کے گھر کا جواب

گالیون سے تم نہ باز آئے دعائین مین نے دین
خیر ہو سکتی ہے کب فرمائے شر کا جواب

سیکڑون اوسمین بلائین ہین ہزارون آفتین
ہے شب فرقت ہماری روز محشر کا جواب

فرض کر لو ہم شہنشہ بھی ہوے پھر ایکدن
کھو پری اپنی بھی ہے فغفور کے سر کا جواب

ابرو و مژگان ہین تیری مین برابر کیا کہین
تیر بھی رکھا ہی تونے یار خنجر کا جواب

عرصہ محشر مین عابد جمع ہونگے سب نبی
پر نہو گا کوئی بھی اپنے پیمبر کا جواب

ایسی باتون سے ہو گا نام خراب
تم کو زیبا نہین کلام خراب

کہو دیا تم نے دل مرا لے کر
اسکو کہتے ہین انتظام خراب

بندۂ باوفا نہین ملتا
بیوفا ہوتے ہین غلام خراب

چلتے ہین داغِ عشق کے سکّے
حسن کے شہر مین ہین دام خراب

اسکو کہتے ہین عالم ناسوت
بہر آدم ہے یہہ مقام خراب

مشرکو بد کہین نہین پروا
ہوتا ہے عاشقون کا نام خراب

غیر کو ساغر لطیف ملین
ہمکو دیتے ہین ٹوٹے جام خراب

روٹی ملتی نہین ہے کہانیکو
پینے والے رہے مدام خراب

زہد و تقوے کہان گیا عابد
کام کرتے ہو تم تمام خراب

جاکے قاصد اوسے سنا مطلب
کہ سنے مطلب آشنا مطلب

دیکھا خط سارا پڑہ لیا مطلب
کیا جواب آپکا ہے کیا مطلب

دید مین دید ہے مجھے منظور
نہین ہے کوئی دوسرا مطلب

بندۂ بت ہون شیخ سے کہدو
بت پرستی سے میری کیا مطلب

خوب کی قدر ایک ہی سمجھا
میرا مطلب رقیب کا مطلب

ہجر مین کھوج تہا تجسس تہا
تیرے ملتے ہی مل گیا مطلب

ارے ظالم مین تجھپہ مرتا ہون
اب بھی سمجھا نہین مرا مطلب

اب چھپانے سے فائدہ کیا ہے
تیرے ہی خط سے کھلگیا مطلب

بات میری کہین نہ غیر سنے
اوسپہ افشار نہ ہو مرا مطلب

عشق مین داغ اپنے دیتے ہو
مل گیا خوب مدعا مطلب

عابدِ حق پرست ہون صاحب
کچھہ نہین ہے بجز خدا مطلب

آئیگا میرے گھر وہ بتِ بدشعار کب
تسکین پائیگا یہہ دلِ بیقرار کب

وہ وہ سہے فراق کے صدمہ کہ مر گئے
گر اب نہین تو آئیگا غفلت شعار کب

جو مین طلب کرون وہ عنایت سے مجکو دے
گر اب نہین تو پھر مرے پروردگار کب

تجکو تو وصل مین بھی وہی اضطراب ہے
تسکین اب نہین تو دل بیقرار کب

وعدہ خلافیون سے ترے نا امید ہے دم
نکلی نہ میری جان دم انتظار کب

عابد وہ یار دیکھئے ملتا ہے کب مجھے
ہوتا ہے سازگار مرا روزگار کب

روبرو اپنے بلا لیجئے آپ
ہم سے پردہ نکیا کیجئے آپ

جس جگہے آپ ہی ہون غیر نہو
اوس جگہے ہمکو بلا لیجئے آپ

چاک دل چاک جگر ہے عاشق
ہاتھہ سے اپنے ذرا سیجئے آپ

دل مرا لیکے مکرنا کیا
سر پہ قرآن اٹھا لیجئے آپ

نشہ کی آئے گی پھر کیفیت
ہاتھہ سے میرے کبھی پیجئے آپ

آپ معبود ہین عابد بندہ
جو وہ مانگے اوسے اب دیجئے آپ

اتنے باتین نکیا کیجئے آپ
غنچہ سان چپ کے رہا کیجئے آپ

عاشق زار کو اپنے بدنام
ملئے ہرگز نہ کیا کیجئے آپ

دل مرا صاف ہے آئینہ مثال
دلکو اپنے بھی جلا کیجئے آپ

اک نئی شانسے آکر ہر وقت
ہمکو دھوکا نہ دیا کیجئے آپ

نقد دل اے شہ خوبان جہان
نذر عاشق سے لیا کیجئے آپ

عابد ساکن مسجد سے بھی
جاکے خلوت مین ملا کیجئے آپ

ردیف التاء

گذری ہے میری پوچھو نہ کیونکر تمام رات
وحشت سرا بنا تہا مرا گھر تمام رات

گھر مین مرے رہے گا وہ دلبر تمام رات
ساقی رُکے نہ اب مئی احمر تمام رات

وہ وعدہ کرکے شب کو جو آئے نہ میرے گھر
تڑپا کیا مرا دلِ مضطر تمام رات

رویا خیال کرکے جو دندان یار کا
گرتے تھے میری آنکھ سے گوہر تمام رات

ہاتون سے تنگ تھا مین دلِ بیقرار کے
بیچین ہی رہا ہے یہہ کافر تمام رات

مانو بھی بات ضد نہین اچھی وصال مین
برپا کروگے کیا یونہین محشر تمام رات

عابد بتاؤن کیا دل سوزان کا اپنے حال
اُڑتے تھے میری آہ سے اخگر تمام رات

بعد مدت کے یہہ آئی ہے ملاقاتی رات
ہے مکان آپکا رہجاؤ یہین آتی رات

دلکی دل ہی مین رہی جاتی ہے حسرت ساری
بات کرنے مین گذرتی ہے ملاقاتی رات

شام سے حضرت زاہد ہین یہ رندون مین
ہوگی آفتمین بسر قبلہ حاجاتی رات

مست و مخمور ہین دنیا کی خبر کچھ بھی نہین
واہ کیا رات ہے یہ اہل خرابات کی رات

شب معراج ہے ملنے مین نہ تکرار کرو
کس فضیلت کی ہے یہ آج ملا قا کی رات

یار آغوش مین اور ہاتھ مین ہے ساغر مے
عابد اب لطف بہت دیتی ہے برسا کی رات

سوز پنہان سے ہے یہ دیدۂ تر کی صورت
اشک آنکھون سے نکلتے ہین شرر کی صورت

دشمنونکی سی مگر طرز ہے تم مین ناصح
گو یہ ظاہر نظر آتی ہے بشر کی صورت

محفل غیر کا احوال نہ پوچھو ہم سے
رات بھر جلکے بجھے شمع سحر کی صورت

صرف بوسہ کی طلب پر یہ بگڑنا کیا خوب
کس سے پیدا ہوئی فرمائے شرر کی صورت

کس جگہہ آپکی شہرت نہین اے ماہ جمال
کسنے دیکھی نہین دنیا مین قمر کی صورت

مجکو حاصل یہہ ہوا عشق کمر مین صاحب
ہوا معدوم زمانہ سے کمر کی صورت

ذبح کے بعد نہ دل چیر کے دیکھو میرا
دیکھتے کیا ہو تم اجڑے ہوے گھر کی صورت

اک نظر دیکھہ تو لے آنکھہ اوٹھا کر ظالم
گھر کرینگے ابھی ہم دل مین نظر کی صورت

صورت اچھی نظر آئی تو ہوئی کچھ تسکین
آجکل ہے یہہ مرے درد جگر کی صورت

سیر گلزار سے ہے سیر طبیعت اپنی
روش دلپہ کھڑے ہین وہ شجر کی صورت

عابد اب آپ مقرر ہین کسی کے عاشق
زرد صورت نظر آتی ہے جو زر کی صورت

یون نہ پردے مین تو چھپا صورت
اے ظالم مجھے دکھا صورت

محو یا تنک ہون تیری الفت مین
مطلقا تیری بنگیا صورت

اور تسکین ہو مرے دل کو
اک ذرا اور بھی دکھا صورت

آئینہ بن گیا ہے دل میرا
دیکھنا ہو تو دیکھہ جا صورت

مختلف ہون اگرچہ پیرائے
نہین ہے ایک کے سوا صورت

سیکڑون صورتون مین اے عابد
ایک ہوتی ہے دلربا صورت

حیدرآباد فیض آباد است | بلکه بیشک فخر جمله بنیاد است
قامتِ یار رشک شمشاد است | صفتش مثل سرو آزاد است
کارِ دنیا که سُست بنیاد است | زینکه بنیاد هر برباد است
نرود شکل خوبرو از دل | شیشه اش مجلس پریزاد است
عشق عشاق را دهد شاهی | تیشه اش فرقِ فرهاد است
ساقیا ساغرے عطا فرما | کشورِ دل زباده آباد است

در فراقش مدام عابد را
نالہ و آہ و شور و فریاد است

می خور که یار در بر تو هست این مزاست | هر بیخودی که مست خدا میکند رواست
بگذر ز رنج خار اگر خواهی وصل گل | شو عندلیب قدس و نظر کن چه خوش فضاست
بیدا ز وصف لم یزل و لایزال تست | ذاتت ز ابتدا بری و پاک ز انتهاست

بیهوده گفتگوئے تو با عاشقان خطاست
کن گوش و اعظا شنم عقل تو کجاست

انصاف لست در حق عشاق یا که جور
شاهنشهی ترا و مرا خدمت گداست

ناصح خموش عیب زمانه چه می کنی
بر عیب خود نگر که همین بهر تو سزاست

تا آنکه همنشین منی زنده دان مرا
واندم که دور باشی همه دم مرا فناست

فاعل چو گشته و مرا فعل ساختی
در اختیار لست صوابست و با خطاست

بشنو کلام عابد و این نکته یاد دار
تو بنده را بعین و بدان صورت خداست

ردیف الثاء

اکثر یہان جو کرتے ہین قال جناب غوث
معلوم ہی نہین انہین حال جناب غوث

حاصل ہے جس کسیکو کمال جناب غوث
کھلا ہے اوسکے دل مین ہلال جناب غوث

مطلب کی بات دیدۂ حق بین مین کیون نہو
ہے نور کا ظہور جمال جناب غوث

محبوب حق کے آپ ہین ہم نام اس لئے
خلق محمدی ہین خصال جناب غوث

تکریم کرتے ہین جو ربیع دوم کی ہم
اس ماہ مین ہوا ہے وصال جناب غوث

پیران پیر کیون نکہین جان و دل سے ہم
حق مین ہین ہو کے ہین کرتے خیال جناب غوث

وہ نامراد ہے جسے حضرت سے ہے خلاف
قہر خدا ہے رنج و ملال جناب غوث

کرتی ہے عاشقون کو یہہ نعلین سرفراز
سر پر رہے ہمیشہ نعال جناب غوث

عابد کے آگے اب نہین صولت کسیکی کچھہ
دیکھا ہے اوس نے جاہ و جلال جناب غوث

زندگی مین تھی مجھے نخوت عبث
اب یہہ سمجھا ہون کہ ہے دولت عبث

جب یہہ ٹھہری موت کا ہے ایکدن
سات اقلیمونکی بھی شوکت عبث

کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
سچ تو یہہ ہے دولت و حشمت عبث

ہے یہہ دنیا فاحشہ اک پیر زال
آشنائی اس سے ہے صولت عبث

یار کی جانب سے جب ہے خیر و شر
پھر تو عابد دوزخ و جنت عبث

وہ یہان آتے نہین کیا باعث
لطف فرماتے نہین کیا باعث

غیر بیٹھے ہین جو گھر مین تیرے
یار سے اٹھہ جاتے نہین کیا باعث

آرزو دل سے ملاقات کی ہے
آپ گھر آتے نہین کیا باعث

مر گئے پر بھی خیال اوس بت کے
دل سے یہہ جاتے نہین کیا باعث

عاشق دشت نشین کو احباب
شہر مین لاتے نہین کیا باعث

حال عابد پہ تم اے جان جہان
لطف فرماتے نہین کیا باعث

ردیف الجیم

مسیح سے نہ ہوا ہے نہو ہمارا علاج
وہی کرینگے یہہ ہوگا انہین سے سارا علاج

طبیب دیکھہ کے حالت مری یہہ کہتے ہین
ہوا ہے اور نہوگا کبھی تمہارا علاج

مین مرر ہا ہون کسی پیاری پیاری صورت پر
علاج ہو بھی تو میرا ہو پیارا پیارا علاج

مریض عشق ہون مرجاؤنگا یونہین اک روز
کرو نہ اب مرا بہر خدا دوبارا علاج

طبیب تھک گئے عاجز ہوے تنگ آئے
مگر نہ حضرت عابد ہوا ہمارا علاج

دل مضطر بہت تپان ہے آج
رنج ہے درد ہے فغان ہے آج

مین بھی حاضر ہون مدت بھی ہے گھڑی
لیجئے وقت امتحان ہے آج

کل اسی منہہ مین خاک ڈالے گا
مرے منہہ مین تری زبان ہے آج

تہا جسے کل غرور دولت پر
وہی دنیا سے بے نشان ہے آج

خوب بر آئین گے مرے مقصد
متفق مجھسے آسمان ہے آج

جسکو مین چاہتا تہا مدت سے
میرے گھر مین وہ مہمان ہے آج

خوب گذرے گی آج عابد کی
ہم بغل ایک نوجوان ہے آج

دلربائی ہے دلربا کی سیج
بے وفائی ہے بے وفا کی سیج

تیرا وعدہ ہے انتہا کا جھوٹ
بات میری ہے انتہا کی سیج

لعل و یاقوت اور مرجان مین
نہین رنگت تری حنا کی سیج

جھوٹ جانے زمانہ گو اوسکو
بات ہے اپنے آشنا کی سیج

اک نہ اک روز ہم کو مرنا ہے
آئے گی اک گھڑی قضا کی سیج

جھوٹے وعدون پہ کیون بگڑتے ہین
کہتے ہین آپ انتہا کی سیج

عابد اپنے حضور آصف جلد اللہ ملکہ کی
مدح کرتا ہے انتہا کی سیج

ردیف الحاء

نہ آنہ آمرے آگے کبھی نہ آنا صبح
دکھانہ صورت منحوس جلد جانا صبح

یہہ سہنے مانا بُرائی ہے دل لگانیمین
دلیل کیا ہے ترے پاس اسکی لا ناصح

مزا کچھہ آئیگا تجھکو بھی مہر و الفت کا
مرے عوض مین کبھی تو بھی رنج کہا ناصح

نصیحتون سے تری ناک مین ہے دم میرا
خدا کے واسطے میرا نہ سر پھرا ناصح

نکر تو پند و نصیحت ستانہ عابد کو
کر اب تو بیٹھہ کے اک جا خدا خدا ناصح

ردیف الخا ر

مری آنکھونمین ہے وہ خوشنما رخ
جسے نظر نمین پھر کیا دوسرا رخ

گرے شمس و قمر رتبہ سے اپنے
نظر آیا ہمین جس دم ترا رخ

اگر منظور ہے الفت بڑہانی
تو پردے سے مجھے اپنا دکہا رخ

حسینان جہان کے اے مری جان
ترے ہی رخ سے پاتے ہین جلا رخ

ترا عابد کھڑا ہے کب سے مشتاق

جھروکے سے ذرا اپنا دکھا رخ

ردیف الدال

خدا مجھکو پہونچا دے سوے محمدؐ
دکھا دے مجھے جلد روے محمدؐ

مرے دلمین ہے جستجوے محمدؐ
مرے دل مین ہے آرزوے محمدؐ

یہی خلد ہے مین یہین جان دونگا
پسند آگیا مجھکو کوے محمدؐ

صبا اور کیہہ دلمین حسرت نہین ہے
سنگھا دے مجھے لاکے بوے محمدؐ

تمناے عابد کے دل مین یہہ ہردم
رہے اوسکی آنکھون مین روے محمدؐ

اور ہوتے ہین صنم طور پسند
صرف ہمکو ہے ترا نور پسند

تجکو کوثر ہو مبارک ناصح
مجکو ہے شربت انگور پسند

شیفتہ ہین جو تمہارے رخ کے
کیونکر آئے گی انہین حور پسند

ذکر ہونا ہے جہان اوس بت کا — مجکو آتا ہے وہ مذکور پسند

شیفتہ دل سے ترا ہے عابد
نہ پری ہے نہ کوئی حور پسند

ردیف الذال

اے مرے دلربا دکھا تعویذ — دل ہے چوٹی مین تیری یا تعویذ

داغ ہے سینہ کا کہ تمغہ ہے — یا یہہ سرکار سے ملا تعویذ

نون نگینہ ہین نورتن کے جڑے — واہ کیا خوب ہے ترا تعویذ

مرے مرنے کے بعد اے ظالم — میری مرقد کا تو بنا تعویذ

حول دل جس سے کم ہو عابد کا
ارے مُلّا تو ایسا لا تعویذ

ردیف الراء

ہے کیا غرض مجھے جو کروں میں جھانکی سیر
ہر وقت ہے نصیب مجھے لامکانکی سیر

اس نالۂ رسا کی رسائی تو دیکھیے
کرتا ہے ہجر یار میں یہہ آسمانکی سیر

جینے میں مرنیکا مجھے حاصل ہوا ہے لطف
ہر دم میں کر رہا ہوں میں ہر دو جہانکی سیر

کیا حال ہم بتائیں دل داغدار کا
کیجے کبھی تو آپ بھی اس گلستانکی سیر

معلوم ہو گیا ہمیں معلوم ہو گیا
عابد کرے گا محفل پیر مغانکی سیر

اس در پہ ہم آ بیٹھے ہیں اب گھر سے نکلکر
ہم جائیں کہاں یار ترے در سے نکلکر

مضطر کبھی نالاں کبھی حیران کبھی گریاں
آتا نہا کوئی کوچۂ دلبر سے نکلکر

اب دشت نوردی میں گذرتی ہے ہماری
ہم چھانتے ہیں خاک ترے گھر سے نکلکر

یوں ہوتی ہے ایک ایک مژہ دل سے مقابل
جس طرح سپاہی لڑے لشکر سے نکلکر

الحضرت عابد یہہ بتائیں تو ہمیں آپ

جائینگے کہان کوچۂ دلبر سے نکلکر

مینہہ برستا نہین گلشن مین مے خوارون پر
سایہ افگن تری رحمت ہے گنہگارون پر

اب کوئی دم مین ہمین غم سے امان ملتی ہے
مہربان موت ہوئی عشق کے بیمارون پر

واہ کیا جھوم کے آتا ہے ہوا پر بادل
واہ کیا رحمت غفار ہے میخوارون پر

محفل غیر مین مانا کہ نہ تہا رات کو تو
بہہ جو بوسون کے نشان ہین ترے رخسارون پر

صومعہ مین ہے کہان واعظ ناداں ایسا
دیکہہ کیا نور ہے میخانہ کی دیوارون پر

دیکہو ایہا نہین عابد یہہ برہمن اطوار
جان دیتے ہین عبث آپ دل آزارون پر

نہین ہے ایہا غرور اتنا یہہ صورت اپنی دکہا دکہا کر
کہ تم سے اچہے ہزارون نقشے مٹا دئے ہین بنا بنا کر
کیا برہمن نے بت ہے ہمکو بتون کا جلوہ دکہا دکہا کر

مگر یہہ دل کہہ رہا ہے اپنا خدا خدا کر خدا خدا کر

وہ صورت اپنی دکہا گئے ہین وہ ہمکو عاشق بنا گئے ہین

ہین اپنے گھر وہ ہنسی خوشی سے کن آفتونمین ہمین پہنسا کر

رضا و تسلیم اور کیا ہے یہی تو اے عاشقو مزا ہے

وہ قاتل آتا ہے وار کرنے کو گردن اپنی جہکا جہکا کر

ہوا ہون محو جمال ایسا رہا شب وصل بھی تو بے خود

وہ جانتے ہین یہہ سو رہا ہے اٹہا رہے ہین جگا جگا کر

نثار پروانہ شمع پر ہے تو اوسکی پروا نہین ہے ہمکو

کرینگے اوس شمع رو پہ قربان ہم اپنے دل کو جلا جلا کر

مری ہے خاطر کچہہ اوسکو ایسی پسند کوئی جگہہ نہین کی

نہ عرش پر ہے نہ فرش پر وہ رہا مرے دلمین گہر بنا کر

پڑی ہے عابد یہہ مشکل ایسی یہان خموشی کو فرض جانو
جو چاہون کہدون مین راز اونکا وہ مار ڈالین گلا دبا کر

دل پر جو پڑا عکس اُٹھی یار کی تصویر
عشاق کے سینہ مین ہے دلدار کی تصویر

غفار مصور ہے ہمین خوف گنہ کیا
بول اُٹھے گی منہ سے یہہ گنہگار کی تصویر

اے برہمنو صورت بمثیل کو پوجو
یہہ خاک مین مل جائیگی احجار کی تصویر

اس صورت زیبا کو تو زیبا ہے، بہی گھر
آئینہ دل مین رہے دلدار کی تصویر

بازار کے نقشون سے ہمین کام نہین ہے
ہو شاہ دکن کے کوئی دربار کی تصویر

مکاری مکار کو سمجہا نہ تہا عابد
اب ذہن نشین ہو گئی مکار کی تصویر

اتنا گہمنڈ زندگی مستعار پر
یہہ نخوت و غرور ہے کس اعتبار پر

افشا نہین ہے اوس بت غفلت شعار پر
صدمے جو ہین مرے دل امیدوار پر

پڑتا ہے عکس تیرے جو گالونکا ساقیا
جوبن ہے آج اور مئی خوش گوار پر

اب جان بھی بچیگی نہ اوس دام زلف سے
قبضہ تو کرلیا ہے دل بیقرار پر

بے سوچے سمجھے یون جو ہوا اوسکا شیفتہ
افسوس ہے مجھے دل ناکردہ کار پر

صیاد عندلیب کو کرتا ہے کیون ہلاک
ہین اس غریب مین تو فقط تین چار پر

عابد نہ مجھ سے پوچھ مرے دل کا حال تو
مین مر رہا ہون ایک بت پردہ دار پر

مری قسمت ہے یہ مری تقدیر
ہجر مین مین ہون اور تری تصویر

ترے کوچہ کی خاک کے آگے
مرے نزدیک خاک ہے اکسیر

سب کے آنکھون کا ہے تو نور نظر
کون کرتا نہین تری توقیر

سحر آمیز ہے نگاہ تری
اک اشارہ مین کرلیا تسخیر

ناز و انداز مین حسینون مین
کون تیرا زمانہ مین ہے نظیر

دونون زلفونکی ہے اندھیری رات
اوسمین رخ کی ہے مہر کی تنویر

اوسکو لایا نہ راہ سے گہر تک
دل نادان کی رہ گئی تدبیر

بے سبب رنج کا سبب نہ کہلا
کیا خطا کی تھی مین نے کیا تقصیر

تیرے دشمن کے واسطے عابد
ہو گیا حکم بنتی ہے زنجیر

آنکھونکی سرشک اور صدف مین ہین گہر اور
در کی ہے جلا اور مرے لولوی تر اور

اب تخم محبت کا تری بو یا ہے دلمین
اے رشک چمن پائین گے ہم اسکے ثمر اور

نسبت نہین لیلیٰ کو مرے حور لقا سے
جنگل کا درخت اور ہے جنت کا شجر اور

تم عرش پہ کیون جلوہ نما ہو ادہر آؤ
دلمین ہے تمہارے یہ گہر اور وہ گہر اور

منہ پھیر کے کیون جاتے ہو تم صبح شب وصل
دیکھو تو مجھے مڑ کے ادہر ایک نظر اور

دل چلنی ہے یان پہلے ہی سے تیر نظر سے
کیون باندھی ہے چوگنگ لگانے پہ کمر اور

کب داغ دلی کم ہے سہیل یمنی سے
یاقوت سے رنگین ہے مرا لخت جگر اور

لذت وہی جانے کہ جو لے بوسۂ جانان
شیرینئ لب اور ہے اور شہد و شکر اور

اول تو ترے گیسوے پرخم نے پھنسایا
ہے واسطے دل لینے کے دزدیدہ نظر اور

زاہد کو پئے حور ہے فردوس کی خواہش
دیکھو جو ذرا غور سے ہے وضع بشر اور

یہہ شعبدہ بازی ہے عجب آپکی صاحب
صورت کو دکھا دیتے ہین شام اور سحر اور

عابد کی جو خواہش ہے وہ صورت نہین بنتی
اکبار تو دیکھا ہون کئی بار مگر اور

تری قدرت سے ہے جہان معمور
اسکو سمجھے بشر کا کیا مقدور

نہین کونین کی خبر ہمکو
اپنی حالت مین آپ ہین مسرور

کیون انا الحق کہا یہہ تھی کیا بات
راز کیون فاش کر دیا منصور

جہلا ہائے تجکو کیا جانین ؟
اُنکی آنکھون سے تُو ہُوا مستور

کُلُّ شَیْءٍ مُحِیْط جس نے کہا ہے یہہ کونین مین اوسی کا ظہور
اور کچھہ مدعا نہین میرا اک نگاہ کرم ہو مجھہ پہ ضرور
شیخ کعبہ چلا برہمن دیر جستجو ایک ہی کی ہے منظور
چار دن کی یہہ مکر چاندنی ہے حسن پر اپنے تو نہ ہو مغرور

بندۂ باوفا ہون عابدا ہون
کیون بلاتے نہین ہو اپنے حضور

ردیف الزاء

دیکھا نہین ہمنے تو اس انداز کا انداز اوس شوخ کو آتا ہے یہہ کس ناز کا انداز
معبود کہین ہی تو کہین صورت محبوب دیکھے کوئی اوس یار فسون ساز کا انداز
کیا بھید ہے کیا بات ہے اے قاصد ناداں کچھہ آج الگ ہے ترے آواز کا انداز
باتون پہ مرے جاتے ہین عشاق ہزارون دیکھو تو لب صاحب اعجاز کا انداز

سر پھوڑتے ہو تم در دلدار پہ عابدا
دیکھا نہین ایسا کسی جانباز کا انداز

مرے دلمین آتے ہین جہان شب و روز
غم و درد و اندوہ ارمان شب و روز

رخ صاف دیکھون کہ زلف سیہ کی
یہی ہے مرے دل مین ارمان شب و روز

ترے زلف کی یاد مین اے ستمگر
مین رہتا ہون اکثر پریشان شب و روز

وہ نیرنگیان ہین ترے زلف و رخ کی
ہوے جاتے ہین جسپہ قربان شب و روز

جدائی مین عابدا کے کب چین پایا
تڑپتے ہی گزری مری جان شب و روز

ردیف السین

ہم کیا بتائین آپکو کیا ہے ہمارے پاس
کافی ہے بس یہی کہ خدا ہے ہمارے پاس

ہمارے عشق جو ہین چلے آئین شوق سے
اک آزمودہ اسکی دوا ہے ہمارے پاس

ہم جسکو دیکھتے ہین وہی ہے نگاہ مین
عاشق ہین جسکے ہم بخدا ہے ہمارے پاس

دل آئینہ ہے رخ جانان کی یاد مین
بے مصقلے کے ہوتی جلا ہے ہمارے پاس

شاہ دکن پہ شاہ امم کی رہے نظر
عابد یہی تو ایک دعا ہے ہمارے پاس

ذات اقدس دیکھہ لے دم ہو تو اپنے دم کے پاس
کیون بھٹکتا ہے تو ہر کہ اپنے ہی ہمدم کے پاس

کہدو پیہر جراح سے ہم زخمی تیغ ادا
مر بھی جائین تو جائینگے کبھی مرہم کے پاس

پان کا لا کہا جمائین اس لب رنگین پہ آپ
چاہئے یاقوت بھی اس لعل گون خاتم کے پاس

آنکھہ ہے تخمو اوسکی اور بھوین خمدار ہین
خم ہین دو رکھے ہوے محراب ہی کے خم کے پاس

مقتضاے وقت نادانی کہون غفلت کہون
کیا بجز گندم نہ تہا دانا کوئی آدم کے پاس

آپکی دریادلی کی اک نظر بس ہے حضور
خاص فدوی کے ہو پہر کیا جاؤ تمین جاتم کے پاس

راقمون اچہی گذرتے ہین خدا کا شکر ہے

کیا غرض عابد کو جائے کیوں وہ رنج و غم کے پاس

ردیف الشین

ہوتا نہیں دل سے مرے دلدار فراموش
گر یہہ ہو تو ہو جاؤں نگاہیں یار فراموش

وہ فتنہ ہیں اس میں کہ ہر اک شخص کے دل سے
کر دیگی قیامت کو یہہ رفتار فراموش

کیا وجہہ کہ اوس شوخ ستمگار کے دل سے
اک لحظہ بھی ہوتے نہیں اغیار فراموش

ہوگا نہ ہوا ہے کبھی اے غیرت خورشید
کردیں جو تجھے تیرے پرستار فراموش

مجکو بھی کبھی یاد تو کر اے بت خود کام
ہو مجھہ سے نہ اس طرح سے ہر بار فراموش

مجھہ سے ہیں ہزاروں تمہیں تم ایک ہو مجکو
مجکو نہ کرو اے مرے سرکار فراموش

عابد کی خبر لی نہ بس مرگ بھی افسوس
کیا ایسا ہوا وہ بت عیار فراموش

نہیں ہے اور کوئی گھر کی تلاش
مجکو کافی ہے ترے در کی تلاش

اے مرے سیمتن ترے عاشق
کہین کرتے ہین سیم و زر کی تلاش

تجکو ڈہونڈا تو کیا برائی کی
کیا بشر کو نہین بشر کی تلاش

اوسکی تیر مژہ کو رہتی ہے
کبھی دل کی کبھی جگر کی تلاش

خانۂ عشق کی ہے منزل دور
فرض و واجب ہے راہبر کی تلاش

مر گئے اوسکی جستجو مین ہم
ہو گئی خاک عمر بھر کی تلاش

ہم عدم کو چلے گئے آخر
کرتے کرتے تری کمر کی تلاش

عرش پر فرش پر اوسے ڈہونڈو
ہو اُدہر کی کبھی ادہر کی تلاش

اب مرے گہر وہ روز آتے ہین
اب نہین مجکو نامہ بر کی تلاش

اب ملا ڈہنگ اوسکے ملنے کا
تھی وہ ناکام پیشتر کی تلاش

جستجو اور کچہہ نہین عابد
صرف ہے شوخ سیمبر کی تلاش

کس جا کہان نہ گیگئی دلدار کی تلاش
افسوس رائیگان گئی سب یار کی تلاش

پھرتا ہون گرد باد کی مانند دشت مین
آٹھون پہر ہے مجکو اوسی یار کی تلاش

جز تیرگی ملی نہ ہمین اس جہان مین
ہم کر کے تھک گئے ترے انوار کی تلاش

اوس بت کی شوق دید مین افسوس آج مین
کرنی پڑی ہے خانۂ اغیار کی تلاش

مسجد مین رہ کے حضرت عاقل کرینگے کیا
اب آپ کیجے کوچۂ دلدار کی تلاش

ردیف الصاد

مرغ دل کو ہے اسی دام کی حرص
حلقۂ زلف سیہ فام کی حرص

ساقیا کوئی غرض اور نہین
صرف ہے ایک تیرے جام کی حرص

ہر جگہ ہے جلوہ ترا دیکھتے ہین
کون کرتا ہے در و بام کی حرص

اور ناموں سے یہان کام نہین
ایک باقی ہے ترے نام کی حرص

قدرتی اپنا ہے جامہ عابدا
کیون کرین جامہ احرام کی حرص

اوسکی نگاہ مین ہین اگر تیر کے خواص
ہین یان ہمارے دل مین یہی نخچیر کے خواص

اچھے ہین جو ہمسے کوئی کہ ہم اوس سے دور ہین
تدبیر کے الگ ہین کہ تقدیر کے خواص

زندہ کیا کسیکو کسیکو کیا ہلاک
ہین سب الگ الگ تری تقریر کے خواص

چھوڑا کسیکو بیچ مین لائی کسیکو یہ
مین کیا بتاؤن زلف کی زنجیر کے خواص

بندہ کے واسطے ہے توکل عجیب شئے
اب اور کیا بتاؤن مین تدبیر کے خواص

جسپر پڑی نگاہ وہین کٹ گیا گلا
ہین سارے اوس نگاہ مین شمشیر کے خواص

یا ننگ ہو امین محو تری یاد مین صنم
ہین مری شکل مین تری تصویر کے خواص

وہ آجکل زمین دکن پر ہین رونقین
پیدا ہین اسمین خطۂ کشمیر کے خواص

عابدا جوان ہوکے یہہ توبہ شراب سے

پیدا کہان سے تو نے کئے پیر کے خواص

ردیف الضاد

عصیان ہمارے رہتے ہین غفار سے غرض
رحمت کو اوسکے ہے جو گنہگار سے غرض

ساری جہان مین ہمکو ہے دلدار سے غرض
جب عشق ہمکو ہے تو ہمین یار سے غرض

گر ہے غرض تو کوچۂ دلدار سے غرض
جنت سے ہمکو کام نہ گلزار سے غرض

دولت نے عشق کی وہ غنی کر دیا ہمین
درویش سے غرض ہے نہ زردار سے غرض

عابد کو کام کچھہ نہین اسلام و کفر سے
تسبیح سے غرض ہے نہ زنّار سے غرض

دنیا مین مجھکو کب کسی مردم سے ہے غرض
مطلب تمہین سے اور فقط تم سے ہے غرض

عاشق ہون تیرا مجھکو تکلم سے ہے غرض
گریہ نہین تو پھر بھی تبسم سے ہے غرض

دریا کو ایک قطرہ سمجھتے ہین بادہ نوش
کیا ہے بساط جرعہ کی یان خم سے ہے غرض

اوس رشک آفتاب کے گھر سے ہے ہمکو کام
عیسائیونکو چرخ چہارم سے ہے غرض

بیداد ہے تمہاری زمانہ مین مشتہر
کہتا ہے کون تمکو ترحم سے ہے غرض

افشان تری نظر مین جو اپنی سما گئی
آٹون پہر تصور انجم سے ہے غرض

بہکائین لاکھ غیر تمہین تم نہ ماننا
تمکو ہے مجھسے اور مجھے تم سے ہے غرض

بہاتی نہین کچھ اور غذا ہمکو دوستو
ہم آدمی ہین ہمکو تو گندم سے ہے غرض

ہے زندگی میری تری ٹھوکر مین اے صنم
مطلب مسیح سے نہ مجھے تم سے ہے غرض

عابدا نہ خاک چھان تو سر رکھ صنم کے پاس
پانی نہ جب ملے تو تیمم سے ہے غرض

فیاض کو ہے فیض ہوا بالسان فیض
شمہ بھی ہمسے ہو نہین سکتا بیان فیض

برپا بمحفل شعرا ہے نشان فیض
شاہی جملہ ملک سخن ہے ازان فیض

ہے فیض بخشیون سے جہانمین نشان فیض
روشن ہے صفحہ خلد برین ہین مکان فیض

سیارہ نجم اوس کے مضامین نجس سبھی
زیبا ہے بر زمین سخن آسمان فیض

بوئے گل سخن سے زمانہ ہے خوش مشام
ہے تم سے بہار سے یہ بوستان فیض

توصیف کیا ہو وہ ہے مکمن نہین بہہ سکے
خورشید چشمہ چلمن نما بان فیض

اقبال و عمر کے لئے عابد دعا کرو
شاہد کرن کا وار ہے یہہ آسمان فیض

ردیف الف

اوس آنکھ مین نہین ہے ہوشیاری شرط
ایسی کوئی نہین ہے پیاری شرط

بوالہوس ہین جو شور کرتے ہین
عاشقی مین ہے رازداری شرط

جب تجھے کہہ بنا دکی صورت
دونو جانب ہے دوستداری شرط

سیم و زر کی نہین ہے کچھہ اوقات
دوستی مین ہے جانثاری شرط

جان دیدین جو وصل کی ٹھہرے
پہلے پوری کرو ہماری شرط

مری جان جسکو عشق ہے تیرا
اوسکے دل کو ہے بیقراری شرط

یون وہ کہتے ہین وصل مین مجھسے
آپنے جیتی ہمنے ہاری شرط

اوس کے دیدار کے لئے عابد
ہے مجھے اب گناہگاری شرط

مین نے اونسے کہا وفا ہے شرط
تو وہ کہنے لگے جفا ہے شرط

بوسہ لینے مین آپ کا صاحب
کیا کوئی اور بھی جدا ہے شرط

گر بلانا ہے اونکو گھر اپنے
پہلے اسکے لئے دعا ہے شرط

بوسہ جبراً لیا تو کہتے ہین
اسمین پہلے مری رضا ہے شرط

تجکو ناصح ہے شرط خاموشی
اور میرے لئے صدا ہے شرط

یون نہ دل دیگا آپ کو عابد
غمزہ وعشوہ وادا ہے شرط

ردیف الظاء

راتدن کرتا ہے رندونکو ملامت واعظ
جنکو ہے اوسکو ہے میخوارونکی عظمت واعظ

تونے پی بھی ہے کبھی بہر خدا کہہ تو سہی
خود بخود کرتا ہے یا مئی کی مذمت واعظ

کوچہ یار سے رکہتا ہون قدم کب باہر
رہے تجکو ہی مبارک تری جنت واعظ

مئی گلگون سے خدا نے ہے ترا منہہ مارا
پائی ہے تونے عجب طرحکی قسمت واعظ

عابد مست ہون مشرب ہے مرا رندانہ
تو نکر بہر خدا مجکو نصیحت واعظ

کہتے ہو آدمی کے طبیعت مین ہو لحاظ
کس بات کا بتائیے الفت مین ہو لحاظ

کیا لطف آئے عاشق مضطر کو وصل مین
جب اسطرح کا تیری طبیعت مین ہو لحاظ

جو جو گنہہ کئے ہین شفاعت پہ آپکی
اسبات کا حضور قیامت مین ہو لحاظ

ایسا نہ ہو کہ دل ہی مچلجائے ناصحا
کچہہ جی بہلنے کا بھی نصیحت مین ہو لحاظ

عابد بُرا جو کہتے ہین مجھکو بُرا کہین
توہین وطعن وطنز وشکایت مین ہو لحاظ

ردیف العین

صبح کی ہے شام کی ہے اطلاع
آپ کے ہر کام کی ہے اطلاع

قادر و قہار ہے غفار ہے
تیرے ہر ایک نام کی ہے اطلاع

صبح ترا حال ہے مجھپر کھلا
ہوتی ہر اک شام کی ہے اطلاع

اے دل نادان تو محبت نکر
تجکو نہ اس دام کی ہے اطلاع

آپ تو عابد سے ہین واقف بہت
بدکی ہے بدنام کی ہے اطلاع

آپ کی خاطر ہین مہمان مجتمع
دل مین حسرت اور ارمان مجتمع

کعبہ دل ہوگیا ہے کوہ قاف
ہین ہزارون اسمین پریان مجتمع

یون ہی دل مین گر رہے خط کا خیال
چند دن مین ہوگا دیوان مجتمع

مشرب رندانہ جب سے ہوگیا
ہوتی ہے اک بزم رندان مجتمع

اوسکا غصہ اور انداز و ادا
قتل کے سب ہین سامان مجتمع

خاص خادمہ کے لیے اجناس ہین
یہہ دل و جان دونون بریان مجتمع

گر یہ عابد یہ ہنستے آپ ہین
ایک جگہہ ہین برق و باران مجتمع

ردیف النون

غیر دونے کب ملیگا مجھے یار کا سراغ
پوچھونگا اپنے دل سے ہی دلدار کا سراغ

لاغر تمہارے عشق نے ایسا بنا دیا
ملتا نہین کسیکو تن زار کا سراغ

پھرتا ہون آہ عشق مین میں ہو کے بیخبر
منصور کیطرح ترے دار کا سراغ

برسون سے خاک چھانتا پھرتا ہون کیا کہون
ملتا نہین مجھے در دلدار کا سراغ

عابدؔ اُسکی زلف مین دیکھو تو غور سے
ملتا ہے کچھہ یہان دل بیمار کا سراغ

دیکھو تو داغ دل کہ ہے کیا خوشنما چراغ
پاتا ہون اپنے سینہ مین جلتا ہوا چراغ

شعلے نکلتے ہین دل مضطر سے ہجر مین
مین دیکھتا ہون جب کہین جلتا ہوا چراغ

وہ آتے آتے رہگئے یان دم نکل گیا
افسوس شام ہی سے مرا گل ہوا چراغ

کافی ہے داغ دل ہی مرا قبر مین مجھے
رکھتے ہین میری قبر پہ کیون آشنا چراغ

دیکھے تو کوئی چیر کے داغون سے ہجر کے
روشن ہین میرے سینہ مین بے انتہا چراغ

تعبیر ہے یہی کہ جلائے گا دل کوئی
مجکو جو کوئی خواب مین کل دیگیا چراغ

سوز تپ فراق سے عابد شب فراق
روشن ہوے ہین گھر مین میرے جا بجا چراغ

ردیف الف

پڑتی ہو آنکھ جب ترے رخسار کیطرف
مین دیکھتا نہین کبھی گلزار کیطرف

سجدہ کیا جو کعبہ کی جانب کو ہمنے
منہہ پھر گیا مراد دلدار کیطرف

روز جزا یقین ہے مرے لکھوا لے کریم
رحمت تری رہی گنہگار کیطرف

دن رات سجدہ کرتا ہے گو شیخ ہاتھہ مین
رغبت ہے دلکی رشتہ زنار کیطرف

کعبہ سے خالی آیا ہوا دیر مین ذلیل
جاکر پھرا جو احمد مختار کیطرف

عابد بنا ہے سینہ کے جو داغ دیکھہ لے
تا حشر منہہ کرے نہ وہ گلزار کیطرف

جوش وحشت کہہ رہا ہے چل بیابان کیطرف
دلکی حسرت ہے کہ جاؤن کوچۂ جانان کیطرف

آنکھہ اوس عارض کی شیدا دل اسیر زلف یار
ایک کافر کیطرف ہے اک مسلمان کیطرف

پھر بہار آئی ہوئی پھر مجھکو وحشت ہمراہ
پھیلا ہے پھر جنون کو وہ بیابان کیطرف

برسو کیا دعائے وصل کیجے ہے جنون اس حد پہ اب
ہاتھہ اٹھتا ہے تو جاتا ہے گریبان کیطرف

آجکل عابد مجھے صحرانوردی کا ہے شوق
لیجیے احباب میر مجنوں زندان کی طرف

کہو منہ سے یہ اے مہربان صاف صاف
نہیں ہے تمہارا بیان صاف صاف

لڑتے ہیں بسمل وہان نامہ بر
یہہ ہے اوسکے گھر کا نشان صاف صاف

مرا راز دل سنکے کہتے ہیں وہ
سنا ہی ہے کیا داستان صاف صاف

کہا ہے جو اوسنے وہ کہہ نامہ بر
تو کہتا ہے کیوں کر بیان صاف صاف

خدایا بچا اسکے فتنوں سے تو
رہے مجھہ سے یہہ آسمان صاف صاف

طلب اوس سے بوسہ تو عابد نکر
سناتا ہے وہ جان جان صاف صاف

ردیف القاف

مارے ہین دل پر وہ اوس نے تیر عشق
بنگیا گویا کہ یہہ نخچیر عشق

ہون ازل سے مین اُسیکا شیفتہ — ہے کہیں دلمین مرے تصویر عشق
قیس اور فرہاد پر کیا منحصر — پڑ گئی ہے مجھپہ بھی تاثیر عشق
جان و دل سے اوسپہ ہون جانثار — سب سے اچھی ہے یہی تدبیر عشق
جھوٹ ہی وہ کیون نہو اے ہمدمو — دل سے بھاتی ہے مجھے تقریر عشق
ہے یہہ تیرے وحشی خستہ کا حال — سر مین چکر پاؤن مین زنجیر عشق

خاک پا اوسکی ملی عابد مجھے
تھی جو قسمت مین مرے اکسیر عشق

جو زمانہ مین تیرا ہے عاشق — ایسے عاشق کا خدا ہے عاشق
ماسوا سے نہین مجکو مطلب — پیر اللہ صدا ہے عاشق
کب ترے عشق کے قابل کوئی — آپ تو اپنا ہوا ہے عاشق
وہ ترے حسن کا رتبہ پہونچا — مرا معشوق ترا ہے عاشق

عابد خستہ جگر کی ہو خیر
سنتے ہین اب وہ ہوا ہے عاشق

ردیف الکاف

سخن آتا نہین لب سے زبان تک
مری پہونچی ہے اب حالت یہان تک

شکایت کیا کرون تمسے عدو کی
گلہ رہجاتا ہے آکر زبان تک

ارادہ ہے کہ اب چلّا کے رؤون
کرون ضبط فغان آخر کہان تک

بس اب کیا عذر ہے ملنے مین مجھسے
لیا تمنے ہمارا امتحان تک

کچھہ ایسے روٹھہ کر واپس چلے وہ
انہین لایا تو تہا اپنے مکان تک

بجز تیرے نہین آنکھو مین میری
نظر تو ہی پڑا دیکھا جہان تک

اب آگے میری قسمت ہے خدایا
مین پہونچا تو ہون اوس کے آستان تک

ہوا کیون کر بہر افشا حال میرا
نہین میرا ہے کوئی راز دان تک

شب فرقت جو کرتا ہون مین آہین
پہونچ جاتی ہین اکثر آسمان تک

خداجاہا تو اب شاہ دکن کی (خلداللہ ملکہ)
رسائی ہوتی ہے ہندوستان تک

پڑا رہتا ہے عابد مست و بیخود
کیا جلوہ ترا بیخود یہان تک

مری جائیگی شاید روح واں تک
گذر قاصد کا کب ہو لامکان تک

کروں توصیف مین تیری کہانتک
مرے منہ مین نہین ہے اب زبان تک

کئے سجدے ہزارون ہر قدم پر
مین یون پہونچا ہون اوسکے آستان تک

کہون کیا حال مین سوز جگر کا
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

نہو مسجد مین بیٹھے سست عابد
چلو ہم چلتے ہین پیر مغان تک

زور پر ہے یون جواب طوفان اشک
کیا ڈبائیگا جہان باران اشک

رحم کب آتا ہے اوس بے رحم کو
ہے عبث یارب جو ہون نازان اشک

یاد مین دندان کی جب روتا ہون مین
ہوتے ہین پیدا در غلطان اشک

جان عاشق کی چلی روئے نہین
کب نکالوگے کہو ارمان اشک

عابدا اب رونے سے میرے نہ رکھنا
ہوگیا ہے جا بجا باران اشک

ردیف اللام

مین سن لیتا ہون تیری بار ہا دل
کبھی تو مان لے میرا کہا دل

نہ پون بہر خدا میرا اجلا دل
نہ کر میرا تو مٹی مین ملا دل

یہہ دشمنی چال کیون تیری بنی ہے
تجھے کیا ہوگیا کیا ہوگیا دل

دیا تھا صرف مین نے دیکھنے کو
سمجھکر مفت اوس نے رکھ لیا دل

نہ کچھ خواہش میرے دل مین ہے باقی
تمہارا سا میرا کیا اب ہوا دل

ترے رخ کے تصور نے جلادی — مجلّے ہے بغیر از مصقلا دل

امامت ہے تری تسلیم ہم کو — کیا جاتا ہے اب تو اقتدا دل

ہزارون حسرتین اسمین بہرین ہین — بنا ہے آجکل وحشت سرا دل

لگا لایا اوسے باتونمین یانتک — کیا کیا کام تو نے مرحبا دل

خدا کے دیکھنے کا ہے ارادہ — جو یون اب کر رہا ہے ولولا دل

ہوا جب روبرو ناصر کے عابد
باخلاق حسن پایا خدا دل

بہت ہمنے پی ہے شراب اول اول — یہہ حالت تھی اپنی خراب اول اول

وہ چہیتے ہین پردے مین اسرار کیا ہے — نہ تہا اونکے منہہ پر نقاب اول اول

انہین کے ہین دل اب بخیلون سے بدتر — جو کرتے تہے کار ثواب اول اول

وہ اب مجہہ سے کرتے ہین الفت کی باتین — جو کرتے تھے مجہہ پر عتاب اول اول

گو آخر مین تشریف فرما ہوے ہین | ہین سب سے رسالت مآب اول اول

کہان ہین اب عابد وہ اگلی سی بانین
کہ تھے لطف جو جو جناب اول اول

بھولونگا مین نہ وصل کی وہ رات کا خیال | آٹھون پہر ہے اوسکی ملاقات کا خیال
جسپر نظر پڑی وہی آیا نگاہ مین | ہر وضع سے ہے پیش نظر ذات کا خیال
وعدہ وفا ہو وعدہ خلافی کبھی نہ ہو | خود غور سے تو کیجئے اوس بات کا خیال
توبہ تو کی ہے مے سے مگر پیر بھی اتدن | باقی ہے دلمین پیر خرابات کا خیال
کرتے ہین جانکر ہمین ناصح نصیحتین | بدلا نہین ہے قبلہ حاجات کا خیال

شکوے عدو ہزار کرین فکر کیجیو نہین
عابد کو بس ہے اونکی عنایات کا خیال

ردیف المیم

عاشق ہین ترے شایق گلشن تو نہین ہم
ہین دوست ترے دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیون اتنی صفائی پہ کدورت ہوا کیا
دل صاف کہو ہم سے کہ بدظن تو نہین ہم

بوسہ بھی جو لینگے تو رضا سے تری لینگے
کچھ غیر نہین ہاتھ سے رہزن تو نہین ہم

ذرے ہین تجسس مین تری مشرق مہر کے
ہم ہین تری دیوار کے روزن تو نہین ہم

خاکی ہے بشر اسلئے ہین خاک سے نسبت
کیون تیری درخت کریں آہن تو نہین ہم

ملنا جو ہو بہت کو تو ملے کعبہ دل مین
کاشی مین نہ بلوا برہمن تو نہین ہم

بہاتی نہین دکھنی کو ادا سے بت انگلستہ
اے ساحبو کچھ ساکن لندن تو نہین ہم

سو موتی کی درخواست جو رہ کرتے ہین ہمسے
اے آئین کہان کہو معدن تو نہین ہم

معاملات سے یہان آپ چھپتے ہین حال نکہ برین
یہ بات معنی ہے تم مدفن تو نہین ہم

ترے گھر سے کبھی نہ جائین ہم
مسکن اپنا یہین بنائین ہم

اب یہہ ٹہانی ہے زہر کہائین ہم
رنج کب تک ترا اٹہائین ہم

تہا جو کچہہ نذر کر دیا تیری
دوسرا دل کہانسے لائین ہم

دل منتظر کو چین آجائے
آترے منہہ سے منہہ ملائین ہم

پوچہتے ہین وہ کسپہ مرتے ہین
ہمکو حیرت ہے کیا بتائین ہم

یون وہ جہنجلا کے وصل مین بولے
پہر نہ ایسونکو منہہ لگائین ہم

جی مین ہے ان بتونکی الفت مین
دلکو ہندوستان بنائین ہم

غیر سے دان مفت اڑا تم
اور یہان اپنا جی جلائین ہم

مینکہ عابد سے یون وہ کہتے ہین
آ تجہے آج آزمائین ہم

ہجر مین دل ہے کب کیا روتے ہین ہم
ہاتہہ اپنی جانسے دہوتے ہین ہم

خلد کے ملنے مین ہے پہر کیا کلام
حضرت آدم کے جب پوتے ہین ہم

واں اجل سر پر ہمارے آگئی
اور ابھی غفلت مین یاں سوتے ہین ہم

پھر وہین سر پر شب ہجر آگئی
اور ابھی یاں اٹھ کے منہہ دھوتے ہین ہم

اوسکی ابرو دیکھکر روتے نہین
تیغ کو جلاد کی دھوتے ہین ہم

واں اُنہین پروا نہین ہوتی ذرا
اور ذلیل وخواریان ہوتے ہین ہم

عاشقونکے ساتھہ ہنستے ہین مدام
عابد ونمین بیٹھکر روتے ہین ہم

جب عشق مین تیرے مرگئے ہم
دنیا ہی سے بس گذر گئے ہم

شکل آئی نظر تمہاری اوسمین
جب آئینہ دل کو کر گئے ہم

آتا ہے ترا خیال بھی ساتھ
دوڑے دوڑے جدہر گئے ہم

کعبے کو چلے تھے دیر پہونچے
جاتے تھے کدہر کدہر گئے ہم

جب وصل ہوا کسیکا عابد

خوش ایسے ہوے کہ مر گئے ہم

ردیف النون

تم نور حق نہان ہین ہزارون حجاب مین
مشتاق دید کیون نہ رہے اضطراب مین

وہ مہر وش نہایا جو دریا کے آب مین
ہے نور آفتاب کا ہر ہر حباب مین

ہے شیخ کیا یہہ مسئلہ تیری کتاب مین
مے نوشیان جلال نہین ہین شباب مین

عکس جمال یار نہین ہے شراب مین
چمکا ہے ماہتاب نیا آفتاب مین

تکرار نامہ بر سے ہے کچھہ میرے یا بعین
تاخیر ہو رہی ہے جو خط کے جواب مین

تھوڑی سی پیکے گہر کا پتا پوچھنے لگا
زاہد کے ہوش اڑ گئے جلوہ شراب مین

یارب ہو ربط عاشق و معشوق یون بہم
جیسا ہے ارتباط شراب و کباب مین

وہ لالہ رو ہوگا لون سے سرخی ٹپکتی ہے
رنگت کہان سے آئیگی ایسی شہاب مین

عاشق کو اپنے بوسہ بھی دینا ثواب ہے
اقبال کرلے آپ ہون داخل ثواب مین

افشاء راز آپکی الفت نے کردیا
قصہ ہمارا درج نہین کس کتاب مین

کھینچی ہے کسکے زخم کے انگور کی مغان
آتا ہے خونِ دل کا مزہ جو شراب مین

دل مین ہو اور خیال مین پر سامنے نہین
کرسی پہ آکے بیٹھو تو میرے جواب مین

یوسف کا حسن سنتے ہی معلوم ہوگیا
بڑکر ہو تم تو اونسے بہت آب و تاب مین

بے ہوشیان پسند ہین نفرت ہے ہوش سے
سوتے ہین ہم تو آتے ہین اکثر وہ خواب مین

رشک و حسد سے پاک خدا نے ہمین کیا
حاسد تمام رہتے ہین کس پیچ و تاب مین

موسم شباب کا تو نہین اس سے فایدہ
داڑھی جو تو نے شیخ رنگی ہے خضاب مین

اوس بادہ کش کو بادہ کشی کا جو شوق ہے
ساغر ہے آفتاب کا بزم شراب مین

ملکی ہمارا شاہ کریگا ہمین عطا
نوبت ہماری آئیگی اسکے خطاب مین

ہون جرم سارے عفو بحق حبیب خویش
عابد کی یہہ دعا ہے خدا کی جناب مین

کیا کچھہ مزے تھے اپنے بھی عہد شباب مین
رہتے تھے مست آٹھہ پہر ہم شراب مین

تڑپا رہے ہین اور مجھے اضطراب مین
جھلکی سی اک دکھا کے وہ اپنی نقاب مین

در پردہ جان لیتے ہو عاشق کی جان جان
اچھی ادا نکالی ہے تمنے حجاب مین

پڑتے ہین وہ نماز جنازے کی بعد قتل
لیکر عذاب ہوتے ہین داخل ثواب مین

ممنون جان و دل سے ہون تیرا ہین جذب عشق
وہ آپ آ گئے مرے خط کے جواب مین

پیش نظر ہزارون کتابین رہین مگر
جو وصف تیرے رخمین ہین کب ہین کتاب مین

عابد عبث ہے ناز تمہین اوسکی چاہ پر
فرمائے تو آپ ہین وان کس حساب مین

کب خوشی ہوگی مجلس غم مین
لطف جنت کہان جہنم مین

یہہ صفت ہوگئی ہے اب ہم مین
مرکے جیتے ہین اپنے ہر دم مین

تعزیت کو میری وہ آئے ہین
کیا خوشی ہو رہی ہے ماتم مین

اوسکی مرضی پہ ہو گیا راضی
جو مزہ بیش مین وہی کم مین

کیف پینہ ہے اوسکے چہرہ پر
گہر گیا آفتاب شبنم مین

تلخ دشنام نے مجھے مارا
ہے کہان یہہ اثر کسی سم مین

قابل دید ہے یہہ آئینہ
شکل ہے تیری چشم پرنم مین

دل کا ناسور بھر نہین سکتا
کچھہ اثر اب نہین ہے مرہم مین

عابدون کے لئے ہو آب طہور
غسل دو مجھکو آب زمزم مین

مین ہون عابد بھی اور عاشق بھی
ہے یہ مشہور سارے عالم مین

لگا ہے اسلئے دل عاشقی مین
یہہ سر جائیگا اوسکی پیروی مین

یہہ طراری یہہ شوخی ہے کسی مین
لیا کرتے ہین وہ دل کو ہنسی مین

خدا شاہد ہے اون سا اور کوئی
نہ دیکھا مین نے اپنی زندگی مین

کہین مطلب کی باتین فاش ہونگین
کہون کیا تم ذرا سوچو تو جی مین

بہت دن ہوگئے چھوڑے ہوے گھر
ٹھکانہ کرلیا تیری گلی مین

زمانہ مین خوشامد مال کی ہے
نہین کوئی کسیکا مفلسی مین

جو باتین راز کی مخفی ہین عابدا
سر بازار کہتے ہو خوشی مین

شور محشر عشق مین برپا کرون
تو ہی ڈر جائے تو پھر مین کیا کرون

کاشی جاؤن یا حرم جایا کرون
اوسکے ملنے کیلئے کیا کیا کرون

اس جبین کا یہہ مقدر ہو خدا
سنگِ در پر اوسکے سر گڑا کرون

باغبان کی تو توجہہ ہی نہین
مثلِ گل کب تک مین کملایا کرون

وصل مین ہوتا رہے میرا وصال
آپ فرمائین تو مرجایا کرون

درد دل اپنا ہے اپنے واسطے
چیز یہہ ایسی نہین بانٹا کرون

صبح ہوتے ہی وہین پہر شام ہے
اس جہان پر کس طرح تکیہ کرون

عاشق صادق ہون طالب وصل کا
کیا طلب تجھسے مین اک بوسہ کرون

ہے زمانہ کی تکا پو بے حصول
اُسپہ ہی عابد نکیون تکیہ کرون

تذکرہ کچھہ آپ کا اچھا کرون
صورت منصور مین چرچا کرون

دل مین آتا ہے کہ بت پوجا کرون
تیری صورت رات دن دیکھا کرون

ایک خموش ہوگا تو اک ہوگا خفا
کافر و مومن کہو مین کیا کرون

بے سمجھے کے کوئی کام اپنا نہین
ناصح نافہم کیون توبہ کرون

حسن آرائی کا اوسکو ہے خیال
اوسکی خاطر دل کو آئینہ کرون

کسکو جنت چاہئے اور کسکو حور
تو ملے تو اونکو لے کر کیا کرون

اس محبت پر یہہ دوری کسلئے
تم نہین آتے تو مین آیا کرون

دل مرا کعبہ بھی ہے اور دیر بھی | ایک مین دو جلوہ مین دیکھا کرون

رند مشرب ہون مجھے کچھہ ڈر نہین
عابد و زاہد کو مین سیدھا کرون

مرے دلمین کر چکا گھر خدا مجھے اب خیالِ بتان نہین
مگر اپنے بُت کی کرون صفت مرا منھہ نہین یہہ زبان نہین

ملے برہمن مجھے دیر مین ملے شیخ کعبہ مین بھی اگر
کوئی پوچھے مجھسے ترا پتا کہون کیا کہان ہے کہان نہین

جو احد مین میم بڑھا دیا تو حقیقت اوس کی ہو کب جدا
فقط اتنا پردہ ہے درمیان یہہ سمجھہ نہان ہے عیان نہین

مجھے تیرے بھید ونکی ہے خبر کوئی مجھسے پوچھے او نہین اگر
وہ کہون پتے کی ذرا ذرا وہ بتاؤن جسکا گمان نہین

میرے دم کے سات خدائی ہے نہیں دم تو بات پر آئی ہے

نرہون مین جبکہ جہان مین تو جہان نہین یہہ جہان نہین

وہی دیر مین وہی کعبہ مین تجھے واعظا نہی نہین خبر

یہہ بتا تو کہ کوئی جگہہ کہ جہان خدا کا مکان نہین

یہہ عبادت آپکی سب ادا کرے وہ کریم قبول سب

تہین فکر جس کی ہے رات دن اوسے دیکہلو وہ نہان نہین

اہل زبان یہہ ہین فصیح اللسان نہین

جو داغ کی زبان ہے ایسی زبان نہین

وہ کونسی جگہہ ہے جہان وہ عیان نہین

دیکہو تو میری آنکہہ سے اوسکو نہان نہین

جلوے اوسی کے ہین یہہ اوسی کا ظہور ہے

واعظ یہہ ظاہر اکوئی حسنِ بتان نہین
مجھکو وفا سے کام اطاعت سے مدعا
پروا نہین بلا سے جو وہ مہربان نہین
لیلے وشون سے پوچھئے مجنون کی حالتین
جسکو کہے ہر ایک یہہ وہ داستان نہین
سر کاٹ کر جو غیر کا وہ بھیجدین مجھے
دنیا مین بڑھکے اس سے کوئی ارمغان نہین
رہ رہ کے پوچھتے ہین مری دل لگی کا حال
پھر اور بات کیا ہے جو یہہ امتحان نہین
واعظ کو ضبط ناصح نادان ہے بیوقوف
دونون مین ایک اوسکا نہین رازدان نہین

اوس بت کے گھر مین دیکھئے کسکی طلب ہے آج

دربان ہین در سے دور کوئی پاسبان نہین

عابد جو کچھہ کہے اوسے ہر دم سنا کرو

مانو بھی بات کو نکہو میری جان نہین

مین تجھسے نا امید ہون ایسا بشر نہین
وہ کونسی جگہہ ہے جہان تیرا گہر نہین

مجھپر نظر ہے یار کی تجھپر نظر نہین
واعظ مین مست ہون مجھے اپنی خبر نہین

مطلق کو قید کر دیا نازان ہو عقل پر
اے ناصحو کہو وہ کہان ہے کدھر نہین

ضدی مزاج شوخ طبیعت ہے یار کی
نکلی اگر نہین تو وہ پھر عمر بھر نہین

تو غیرت پری نہین بیشک ہے شک حور
دعوی ہے جھوٹ سچ تیری باز و مین پر نہین

حاجت جبھی تھی ہجر مین اب تو وصال ہے
پروا نہین ہے عاشقو گر نامہ بر نہین

اوکا دہن ہے تنگ تو غنچہ دہن ہوے
یہہ عیب بھی ہوا ہے ہنر جو کمر نہین

طمعِ جہان جہانمین ہے بے سود و بے ثبات
جیسا درختِ سرو کو حاصل ثمر نہین

بے یار دیار کوئی نفس رائگان نکر
اِس دم کا کیا بھروسہ اِدھر ہے اُدھر نہین

دھوکا ندیجیے عطر کو بیچا نتا ہون خوب
یہہ عطر ہے سہاگ کا عنبر اگر نہین

سمجھائین کس کو کون سے کس سے ہم کہین
اونکو ہماری بات کا مطلق اثر نہین

ناصح جنہین ہو کہنا اونہین کہدیا کرین
عابد کے باب مین تو نہین اسقدر نہین

اونہین معلوم کیون ہونگین جو سرکارونکی باتین ہین
کہان سمجھین گے بازاری یہہ دربارونکی باتین ہین

تمہاری ایسی باتین ہین کہ عیارون کی باتین ہین
ہماری یہہ جو باتین ہین خریدارون کی باتین ہین

پیئے ہین خُم کے خُم سارے ابھی ہوشیار بیٹھا ہون

ذرا سی پی تو زاہد یہہ ہوشیارون کی باتین ہین

مقام عشق مین اپنے یہان کیا کام ناصح کا

بہت یہہ دور کی باتین خبردارون کی باتین ہین

خبر لے آتے ہین ونرات اپنے یار کی دایم

مرے ہر ایک دم مین صاف ہرکارونکی باتین ہین

تری مجلس بھی واعظ ہوگئی ہے میکدہ سی کچھہ

شرابون کا بیان ہے اور میخوارونکی باتین ہین

لیا دلبر نے دل عابد سے پھر کہنے لگا ایسا

یون ہی لیتے ہین دل تیرا یہہ دلدارون کی باتین ہین

ہندو کے گھر مین ہین نہ مسلمان کے گھر مین ہین

حق بات پوچھتے ہین تو وہ میرے بر مین ہین

جلوہ فروزیون وہ ہماری نظر مین ہین

مشہور خیر مین ہین تو ستور شر مین ہین

واعظ کی پند عاشقون کے کام کی نہین

مصروف یہہ تو مدحتِ دیوار و در مین ہین

بے پردہ آئے یہان اغیار کون ہے

پردہ ہے کس سے کسلئے خوف و خطر مین ہین

عالم وہی تو لوگ ہین گفتہ ہے جن کو یاد

یہہ زاہدانِ خشک تو تحصیل زر مین ہین

داروے وصل کہتے ہین اور جان دیتے ہین

ملنے کے ڈہنگ اونسے نہان کچھہ خمر مین ہین

منزل کا کچھہ پتا نہ ٹہکانے کا کچھہ سراغ

عابد تمام بھٹکے ہوے رہگذر مین ہین

شب وصل کا لطف پائے ہوئے ہین
اسیواسطے ہم پہر آئے ہوئے ہین

یہہ جُل دیکے دربانونکو آئے ہوئے ہین
نہ روکو ہمین ہم بلائے ہوے ہین

رقیبونکی تعلیم سے کچھہ نہ ہوگا
وہ مدت کے اپنے سدھائے ہوئے ہین

مجھے اونکی نظرون سے ثابت ہوا ہے
بغل مین مرا دل دبائے ہوے ہین

مسلمان مین مومن ہین ہندو مین مندو
وہ ماتھے کا قشقہ مٹائے ہوئے ہین

نصیحت ہمین خود فضیحت ہے ناصح
یہہ باتین تری آزمائے ہوے ہین

نہین کام اب تیرا قاصد چلا جا
یہان خود وہ تشریف لائے ہوے ہین

اگر ہوگئی ہے خطا عفو کیجئے
کہ لاتقنطوا سُن کے آئے ہوئے ہین

ٹہرنے نہ پائے وہان جاکے عابد
گلی سے جو اونکے پہر آئے ہوئے ہین

سن تو لون منہ سے ذرا اونکے وہ کیا کہتے ہین
نیک کہتے ہین مجھے یا وہ بُرا کہتے ہین

رہتی ہے شیخ و برہمن مین یہہ تکرار عبث
کسکو سب جانتے ہین کسکو خدا کہتے ہین

اپنی چاہت کا خطاوار مجھے ٹہرایا
مہربان خوب کہا اسکو خطا کہتے ہین

اس زمانہ مین نہین جاکے چھپا ہے کسجا
نام باقی ہے فقط جسکو مزہ کہتے ہین

عشق کو ناصحِ نافہم بُرا کہتا ہے
لوگ اسوا سطے سب اوسکو بُرا کہتے ہین

آپکا گر ہون خطاوار تو پھر دیر ہے کیا
جلد فرمائیے کیا بہر سزا کہتے ہین

آپ ہی وعدہ کرین اور وفا بھی نکرین
اس سے بڑھکر کسے بیداد و جفا کہتے ہین

ہین زمانہ کے عجب طور خدا خیر کرے
ہان دعا کیجئے عابد یہہ بجا کہتے ہین

دوست پر جور و ستم آپ یہہ کیا کرتے ہین
دشمن اپنے انہین باتو نہ ہنسا کرتے ہین

چال یہہ کیسی زمانے نے ہے سیکھی تم سے
دوست تھے دشمن ہو سب میرا گلا کرتے ہین

دل چُراتے ہین جو میرا اُنہین تم جانتے ہو
نہین معلوم کہان اب وہ رہا کرتے ہین

پہلے ہی مانگنے سے ملگئے بوسے شبِ وصل
حسن کہتا ہے ترا قرض ادا کرتے ہین

ہمکو آرام سے رکھا ہمین راحت دی ہے
اپنے مالک کی شب و روز دعا کرتے ہین

دوست عابد کے ہوے ہاتھ ہین لیکر تسبیح
رات دن بیٹھے ہوے یاد خدا کرتے ہین

ہم جو مستِ شراب ہوتے ہین
ہاے کیسے خراب ہوتے ہین

دل کے ہاتون سے کیا کہون یارب
جان پر کیا عذاب ہوتے ہین

آجکل دور مین ترے ساقی
ہم بھی خانہ خراب ہوتے ہین

ایک حالت نہین زمانے کی
روز یان انقلاب ہوتے ہین

اونکا زیور ہے وہ حنا ہونا
لڑکے موتی عذاب ہوتے ہین

ٹھہر جائے گی وصل کی شاید
اندنون اچھے خواب ہوتے ہین

تو وہ خورشید ہے تیرے پرتو سے ذرّے بھی آفتاب ہوتے ہین

سچے عاشق وہ اپنے چنتے ہین ہم بھی اب انتخاب ہوتے ہین

تیرے فضل و کرم سے اب ہمکو دیکھئے کیا خطاب ہوتے ہین

چلکے بیٹھو تو تم وہان عابد
ہم بھی حاضر جناب ہوتے ہین

وہ تو کب امتحان لیتے ہین مفت عاشق کی جان لیتے ہین

جیسا ہوتا ہے چاہنے والا دل مین اپنے وہ جان لیتے ہین

مرا دل دیکھکر وہ کہنے لگے ہمتو ایسا مکان لیتے ہین

پہلے برعکس مجھسے چلتے تھے اب جو کہتا ہون مان لیتے ہین

نذر کرتا ہون جب مین دل اپنا ہوکے وہ مہربان لیتے ہین

بارِ عشق اور چرخ پیر کا منہ اپنے سر نوجوان لیتے ہین

دل جو لینا ہے آپ لے لیجے
مفت کیون میرے جان لیتے ہین

اڑ گئے ہین وہ قول پر عابدا
مجھسے میری زبان لیتے ہین

واسطے تیرے مین رسوا سر بازار تو ہون
دل لگی کی تھی فقط اتنا گنہگار تو ہون

زر نہین پاس تو کیا مجکو تو سمجھا مفلس
جان حاضر ہے میری تیرا خریدار تو ہون

جلوہ موسی کو دکھایا مجھے محروم رکھا
گو نہ مین دیکھہ سکون طالب دیدار تو ہون

آپ مجھسے نہ کرین حضرت ناصح صحبت
جان دینی نہ پڑے جان سے بیزار تو ہون

لاغری میری نہین میرے لئے کچھہ بیکا
چشم دشمن مین کھٹکنے کے لئے خار تو ہون

بیوفائی جو کرے تو یہہ ترا منصب ہے
مین نبہاؤنگا بہر طور وفادار تو ہون

کسقدر اوسنے پلائی ہے مجھے اے عابدا
اتنی پیکر بھی مین غافل نہین ہوشیار تو ہون

تمہارا سامنا ہے اور مین ہون
مقابل آئینہ ہے اور مین ہون

جدہر دیکھون نظر اپنی اُٹھاکر
خدا ہے مصطفے ہے اور مین ہون

جہت سے جو مکان سے ہے مُبرا
مرے دلمین بسا ہے اور مین ہون

جدہر دیکھا نمایان خود وہی ہے
نظر مین اینما ہے اور مین ہون

بجز تیرے کہان کوئی رہے گا
جہان دار فنا ہے اور مین ہون

جناب عشق نے نوکر رکھا ہے
نگہبان اب خدا ہے اور مین ہون

عبارت کی ہوس باقی کہان ہے
وہی عابد ہوا ہے اور مین ہون

ہون محو حیرت اے مین مرشد کو کیا کہون
اللہ کہون رسول کہون رہنما کہون

ہے ایک نور نام و نشان ہین جدا جدا
کسکو کہون رسول مین کسکو خدا کہون

آسان مشکلین مری ہو جائین سب وہین
دل سے اگر مین رنج مین مشکل کشا کہون

یہہ گنج فقر ایسا ہوا ہے مجھے نصیب
آئے جو سلطنت بھی تو مین اوسکو جا کہون

عابد عبادتون کو تو عالم بھی علم کو
بھولین گے اوسکی یاد مین عابد جو لا کہون

جو بات آپ کہتے ہین وہ رو بہ رو کرین
غائب مین میر آپ سے کچھہ گفتگو کرین

ہم کیا سفارشون سے تری آرزو کرین
تجھسے ہی ترے وصل کی اب جستجو کرین

کہتا ہون پاؤن پڑکے ادب سے جناب دل
مشہور آپ ہمکو نہ یون کو بکو کرین

خالی نہ پیچ سے ہو ذرا کوئی اپنی بات
توصیف زلف یار اگر مو بمو کرین

جو آئے اپنے پاس کوئی ڈھونڈھتا ہوا
اپنا ہی سا ہم آپ سے اوسے ہو بہو کرین

عابد ہے اپنے سوز ہو اللہ کا وہ اثر
دنیا ابھی جلائین اگر ہا و ہو کرین

صورت مصطفے معین الدین
آل شیر خدا معین الدین

پنجتن کے ہین خاص لختِ جگر
ولبر مرتضے معین الدین

ہین یہہ اولادِ موسئ کاظم
دل وجان رضا معین الدین

ہند مین ہین یہی غریب نواز
سرور اولیا معین الدین

درد مندونکے عیسئ دوران
درد دل کی دوا معین الدین

سب کے دل کی مراد ملتی ہے
ہین وہ حاجت روا معین الدین

شش جہت مین جدہر جدہر دیکھو
ہین یہی جا بجا معین الدین

نور ہین مظہر العجائب کے
خاص شمس الضحےٰ معین الدین

ہین عطاے رسول یہہ مشہور
ہین بجود و سخا معین الدین

عابدِ جان نثار کے ہین بس
پیرِ مشکل کشا معین الدین

زمانیمین ہمارے فردِ یگانا شاہ مسکین ہین
بصارت ہے اگر دیکھو تو ہر جا شاہ مسکین ہین

قناعت اونپہ ہی شیدا توکل اونسے ہی پیدا
مرقع سکل تسلیم و رضا کا شاہ مسکین ہین

غلط کہتا نہین ہرگز نہین ہے فرق کچھ اسمین
مرید و بندگی ہے ہمسر اور آقا شاہ مسکین ہین

صفت اونکی جو سننا ہو تو احمد خیر دین سے سن
خدا کا اور خدا یکا تماشا شاہ مسکین ہین

صفات و ذات کی تعریف عبث اونکی تو سن لے
احد احمد کا ہر اک جا پہ چرچا شاہ مسکین ہین

بزم طرب مین غیر ترا ہمنشین نہین
ہرگز یقین نہین مجھے ہرگز یقین نہین

جب دل ہی آ گیا ہی تو پھر کیا کرے کوئی
گو وہ حسین نہین ہے کوئی مہ جبین نہین

قربان مین تو آپ کے اس اعتقاد پر
کہتے ہین اوسکو آپ کہین ہے کہین نہین

رکھیے تو جام ہات سے ساقی زمین پر
مین خاک ہے پیون کہ مرا ہمنشین نہین

تعریف اونکے خال سیہ کی جو مین نے کی
کہنے لگے کہ تجھسا کوئی نکتہ چین نہین

انکار سے تمہارے ہے اقرار کا ثبوت
کہتے ہو میری بات پہ تم جو نہین نہین

اوس شوخ بیوفا پہ جو مرتے ہین عابد آپ
کہئے تو کیا جہان مین کوئی مہ جبین نہین

اندرون حرم و بتکدہ و دیر ہے کون
ہر جگہ وہی تو ہے اوسکے سوا غیر ہے کون

جسکو دیکھو وہ تمہارا ہی تو دم بھرتا ہے
تمسے رکھتا ہے مریجان کہو بیر ہے کون

پوچھتا ہون مین تجھی سے مے خالق یہہ بات
کون ہے جانب شر اور طرف خیر ہے کون

اے کبوتر تجھے قاصد نہ بناؤن کیونکر
تیز پر مثل ترے تو ہی بتا طیر ہے کون

پھول پھولے نہین گلشن مین تمہارے عابد
آج کرتا روش باغمین یہہ سیر ہے کون

ترے اک اک ادا و ناز کا مین دل سے قائل ہون
یہہ تلوارین نہین خنجر نہین ہین پھر بھی بسمل ہون
کہون کیا حال اپنی بیخودی کا تجھہ سے اے قاتل

تری چتون کا گھایل ہون ترے غمزہ کا بسمل ہون

نہ ادنیٰ تو اعلیٰ کی زمانیمین صفت کیون ہو

تری صورت ہے شکل گل تو مین بھی صورتِ گل ہون

جو تو خلوت مین تنہا ہے تو مین ہون بزمِ کثرت مین

اگرچہ دور ہون ظاہر مگر باطن مین واصل ہون

سراپا رند مشرب ہون نہ زاہد ہون نہ مین عابد

مگر تیرے کرم کا لطف کا رحمت کا سایل ہون

ردیف الواو

یہہ قاصد نے مژدہ سنایا ہے مجھکو — اوسکی زبانی بلایا ہے مجھکو

یہی وقت تہا تیرے آنیکا ناصح — کہ تو نے مزے مین ستایا ہے مجھکو

سکونت مین جنت کی کیا اوسکا بگڑا — وہان سے یہان کیون وہ لایا ہے مجھکو

ہنسایا تہا اک روز پہر عمر بہر ہی
بت سنگدل نے رولایا ہے مجہکو

پری کا نہ جن کا کسیکا نہین ہے
تری زلف شبگون کا سایا ہے مجہکو

تجہے یاد ہوگا بُرے وقت تو نے
کئی مرتبہ آزمایا ہے مجہکو

ہزارون ہی خط مینے لکہے ہین تجہکو
فقط ایک خط تیرا پایا ہے مجہکو

وہ رُوٹہا تہا کل آج راضی ہوا ہے
بڑی منتون سے بلایا ہے مجہکو

کہلا حال کونین کا مجہہ پہ عابد
وہ ساقی نے ساغر پلایا ہے مجہکو

اگر حرص جہان ہو تو شریک عاشقان کیون ہو
جو عاشق ہو گئے اوسکے تو پہر طمع جہان کیون ہو

کہین مئی مفت کی پی لی بہت سی مل گئی شاید
کہو زاہد ہوا کیا آج اتنے شادمان کیون ہو

تمہارے سے مین واقف ہون مری حالت تمہین روشن

یہہ احسان نامہ برکا اور دقت درمیان کیون ہو

کبھی وہ دوست بنتے ہین کبھی دشمن سے بڑھکر ہین

یہی تو چال ہے اونکی پھر اونکا امتحان کیون ہو

مری قسمت تو دیکھو کہتا ہے جان جہان از خود

بلا لو اوسکو جسنے کی ہے محنت رائگان کیون ہو

بلایا خود بٹھایا بھی بنے پھر اجنبی ہم سے

تعجب ہے یہہ کہتے ہو کہ عابد تم یہان کیون ہو

کس طرح اوس صنم سے کوئی بدگمان نہو
وعدہ یہ شرط ہے کہ خدا درمیان نہو

بدنام ہو رہا ہے زمانہ مین کون اب
کہتے نہ تھے کہ غیر سے تم ہم زبان نہو

ایدل نکر تو یاد خدا وقت نزع دیکھہ
اوس بت کا خوف ہے کہ کہین بدگمان نہو

کہتا نہین کسی سے بھی مین اپنا حال زار
منظور ہے کہ کوئی مرا راز دان نہو

دے دے کے عاشقونکو سر بزم گالیان
مشہور اک جہان مین تو بدزبان نہو

کہتے ہین سنکے حال مری عاشقی کا وہ
کیونکر یقین آئے کہ جب امتحان نہو

عابد تو اوسکے عشق سے نادان باز آ
مین چاہتا ہون عمر تری رائگان نہو

شہرت تری زمانہ مین کیون چار سو نہو
ایسا بھی کوئی دل ہے کہ جس دل مین تو نہو

کیا حال تجھسے میرے دل زار کا کہلے
جبتک کہ تجھسے بات مری دو بدو نہو

ویران ہو وہ دل کہ پریشان ہو دماغ
جسمین کہ تیرے عشق و محبت کی بو نہو

ایدل تو اوسکے بزم مین جاتا تو ہے مگر
ایسا نہو کہ تیری وہان آبرو نہو

برہم وہ ہو کے مجھسے خفا ہو رہے ہین آج
ارشاد ہو رہا ہے کہ تو رو برو نہو

مین اور ترک عشق بتان خوب ناصحا
مرد خدا یہہ مجھسے کبھی گفتگو نہو

تیری محبت اور ترے عشق کے سوا
عابد کے دل مین اور کوئی آرزو نہو

جبکہہ دیتا ہے بزم عام مین پہلو مین دشمن کو
نہین آتی ہے کچھہ بھی شرم اوس بے مہر و پرفن کو
گواہی کے لئے روز جزا مجکو یہہ کافی ہے
لگا ہے خون کا دہبہ مرے قاتل کے دامن کو
ترے اس بے نشان کا کچھہ نشان رہنے دے اے ظالم
مٹاتا ہے لگا کر ٹھوکرین کیون میرے مدفن کو
خدا حافظ ہے اے دل اب ہمارے آشیانہ کا
غضب ہے دیکھہ تی ہین بجلیان ہر دم نشیمن کو
کھڑے ہین سیکڑون دیدار کے خواہش مین اے صاحب

اٹھاؤ تو ذرا تم سامنے سے اپنے چلمن کو
سنا ہے طور پر موسیٰ ہوے بے ہوش غش کھا کر
بناؤ مجھکو بھی بیخود دکھا کر روے روشن کو
وہ ہنسکر مسکرا کر مجھہ سے کہتے ہین محبت سے
چلو تم آج عابد ساتھہ میرے سیر گلشن کو

جانکر ہوتا ہے مجھسے کسلئے انجان تو
کون ہون مین دیکھہ تو مجھکو ذرا پہچان تو

یاد ہے کس آئینہ رخسار کی ایدل بتا
صورت آئینہ ہے کیون شدہ حیران تو

اک نظر ملتے ہی عقل و ہوش اور تاب و توان
لیچلا سب لوٹ کر اپنا سر و سامان تو

جان ہی لونگا تجھے پہچان ہی لونگا تجھے
لاکھہ مجھسے اڑ پسند جان من ہر آن تو

تو ہی مالک ہے مرے دل کا مرے ایمان کا
جان عابد کی نہین ہے جان جان جان تو

وہ جھنجلا کر یہہ کہتے ہین محبت اپنی رہنے دو

یہہ الفت اپنی رہنے دو یہہ چاہت اپنی رہنے دو

مرے حال پریشان پر عنایت اپنی رہنے دو

زیادہ کچھہ نہین تھوڑی محبت اپنی رہنے دو

غرور حسن کرتے ہو بُرا کرتے ہو اے صاحب

گھمنڈ اچھا نہین دو دن کی دولت اپنی رہنے دو

نہین رہتے ہو دم بھر بھی تصور مین مرے آکر

کوئی دم میرے دلمین بھی تو صورت اپنی رہنے دو

وہ سنکر حال دل میرا لپٹ کر مجھسے کہتے ہین

چلو بس ہو چکا جھگڑا شکایت اپنی رہنے دو

یہہ مانا حضرت ناصح کہ ہم رندانہ مشرب ہین

بُرے ہین یا بھلے ہین تم نصیحت اپنی رہنے دو
تمہین پروا نہین میری مجھے معلوم ہے لیکن
ذرا میری طرف مایل طبیعت اپنی رہنے دو
نصیحت سے نہین کچھہ فائدہ اے حضرت ناصح
بنائی ہے جو خالق نے وہ قسمت اپنی رہنے دو
وہ دیکر جام اپنے ہاتھہ سے ہنس ہنس کے کہتے ہین
ذرا تم حضرت عابد عبادت اپنی رہنے دو

کھیلین گے غنچہ بہت لب سے لب جدا بھی ہو
منو نہ بت سے زبان سے کوئی صدا بھی ہو
یہہ اکھڑی اکھڑی باتین نہین پسند ہمین
مزہ جبھی ہے کہ ہمسے خلا ملا بھی ہو
عدو سے کہدو محبت ابھی وہ کیا جانے
اٹھائے بار وہ ایسا یہہ حوصلہ بھی ہو
یقین آئے ہمین کس طرح سے ایضاً صاحب
تمہارے وعدۂ خلافی کی انتہا بھی ہو

خدا کرے کہین جلدی ہو نکاح دہلے
غرور کی کوئی حد بھی ہے کچھہ سزا بھی ہو

سناؤنگا دل مضطر کا حال مین سب کچھہ
کبھی تو اوس بت کافر سے سامنا بھی ہو

وہ میکدہ مین مجھے دیکھکر یہہ کہتے ہین
کہ تم تو رند بھی عابد بھی پارسا بھی ہو

بیوفا اور ستمگار نظر آتے ہو
تم ابھی سے مجھے عیار نظر آتے ہو

وعدۂ وصل یہ کہتا ہون مین اوسے ہر دم
تم بہت صادق الاقرار نظر آتے ہو

بے پیے مے کے ہین مخمور تمہاری آنکھین
تم نئی طرح کے سرشار نظر آتے ہو

مجکو وہ دیکھہ کے محفل مین یہہ فرماتے ہین
باعث رونق دربار نظر آتے ہو

دل کا کچھہ حال تو معلوم نہین ہے عابد
تم بہ ظاہر ہمین ہوشیار نظر آتے ہو

اپنی زبان پاک سے اظہار بھی تو ہو
انکار تو ہمیشہ ہے اقرار بھی تو ہو

مثل کتان مین چاک جگر کو بناؤنگا
اوس رشک ماہتاب کا دیدار بھی تو ہو

کچھہ فائدہ نہین ہے مجھے عرض حال سے
منصف مزاج آپکی سرکار بھی تو ہو

مجھطالب وصال پہ کیونکر نہ رحم آئے
مجھسا کوئی جہان مین طلبگار بھی تو ہو

جنت کی ہے ہوس تمہین دیدار کی نہین
عابد بنے ہو گنہگار بھی تو ہو

مرنیکے بعد رنج ندو خاکسار کو
ٹھکراؤ اس طرح سے نہ میرے مزار کو

انداز و ناز و غمزہ کرشمہ ادا و شم
مین دل سے چاہتا ہون انہین تین چار کو

کبتک تے فراق کے صدمے اٹھاؤنگا نہین
کچھہ تو ملے جواب اس امیدوار کو

وہ ہون گناہگار کہ جسکا نہین شمار
کیا اپنا منہہ دکھاؤنگا پروردگار کو

ہوتا ہے یان جدا مرے پہلو سے دل مرا
وہ دان ملا رہے ہین ادا سے ستار کو

جب سے دوئی کا بیچ سے تعلق اٹھا دیا
پاتے ہین ہر مقام پہ ہم روے یار کو

عابد سے ہنسکے بات تو کیجے کبھی کبھی
کچھہ تو ملے قرار دل بیقرار کو

زلف جانان کا تصور ہے ہمیشہ مجکو
کیا بنادیگا خدا جانے یہہ سودا مجکو

ہے گذر کسکا بجز تیرے گلی مین اوسکی
اے صبا اپنے ہی ہمراہ تو لیجا مجکو

جسنے اپنے کو ہے از روئے حقیقت دیکھا
اوسنے بیشک نہین جانا کبھی بیجا مجکو

اپنے دلمین مجھے تہوڑی سی جگہہ دے ظالم
نہ نکالو اکہ محبت نے ہے کھینچا مجکو

حرم و دیر مین کیون شیخ و برہمن کی ہی جنگ
مجھہ مین سب کچھہ ہے مگر کوئی نہ سمجھا مجکو

بزم جانان مین بہت لوگ تھی لیکن عابد
کیا غضب ہے کہ کسی نے بھی نہ پوچھا مجکو

تصور مین ترے رخ کے مین بھولا صاف قرآن کو
خدا شاہد ترے جلوہ نے چھینا دین و ایمان کو

تصور مین یہان آٹھون پہر ہے صورت جانان

ہوا ہے اور نہو گا دخل میرے دلمین شیطان کو

یقین ہے مجکو میرا دل یہین اولجھا ہوا ہو گا

ذرا تم کہولکر دیکھو تو اپنی زلف پیچان کو

ہمارا طایر دل مضطرب ہوتا ہے پہلو مین

نہ یون پہلاؤ اپنے رخنہ تم زلف پریشان کو

نمایش اس سے ہے دونون جہانکی سچہ مین کہتا ہون

نہ سمجہین صرف پتلا خاک کا ہے کوئی انسان کو

قسم حق کی تمہارے مصحف رخ کے تصور مین

کیا کرتا ہون ہر دم ہر گہڑی مین حفظ قرآن کو

نہین دیتا ہے مجکو بار اوسکی بزم مین عابد

الٰہی موت آجائے دردلبر کے دربان کو

کیا بے سبب تمنے مضطر کسیکو
ستاتے ہو کیون بندہ پرور کسیکو

جو دل اونسے مانگا تو ہنسکر یہہ بولے
دیا ہی نہین ہمنے لیکر کسیکو

بہوین تن رہین ہین نگاہین ہین ترچھی
نہ چہوڑینگے جیتا یہہ خنجر کسیکو

بجز میرے اے جان جانان بھولکر بھی
نہ دینا جگہہ دل کے اندر کسیکو

میری شکل دیکہی تو بولے وہ عابد
کہ تو چاہتا ہے مقرر کسیکو

ردیف الہاء

دل بہت بیقرار سا ہے کچہہ
آج پہر انتظار سا ہے کچہہ

یاد آتی ہین کسکی شوخ آنکہین
آج مجکو خمار سا ہے کچہہ

کہکے یون قبر کو وہ ٹہکرائے
یان نشانِ مزار سا ہے کچہہ

یون بظاہر تو صاف ملتا ہے
دلمین تیرے غبار سا ہے کچھہ

رند مکلا وہین ہمارا دل
جسکو سمجھے تھے پارسا ہے کچھہ

کسنے وعدہ کیا ہے حضرتِ دل
آپ کو انتظار سا ہے کچھہ

تم جو پہلو مین ہو تو اے صاحب
آج دل کو قرار سا ہے کچھہ

دل مضطر ہمارے پہلو مین
کسلئے بیقرار سا ہے کچھہ

طایر دل کو دیکھہ کر بولے
نظر آتا شکار سا ہے کچھہ

ابر سمجھین ہین جسکو گردون پر
مرے دل کا غبار سا ہے کچھہ

کس لئے آج عابد مضطر
بیخود و بے قرار سا ہے کچھہ

لطف و کرم ہے آپ کا مجھپر ستم کے ساتھ
اقرار بھی اگر ہے تو جھوٹی قسم کے ساتھ

آتا ہے تیرے بزم مین درد والم کے ساتھ
عاشق کو تیرے ایک محبت ہے غم کے ساتھ

اس زندگی پہ ناز کرین کیا کہ ناقبت
ہمکو ملا نیوالی ہے اہل عدم کے ساتھ

کھچ جائین اور بھی ترے ابرو تو ہے مزہ
تلوار زیب دیتی ہے اے یار خم کے ساتھ

تحریر ہے سوال تو تقریر ہے جواب
اوسکی زبان چلتی ہے میرے قلم کے ساتھ

یہہ دل دکھا رہا ہے مجھے اک جہانکی سیر
کرتا ہون مین مقابلہ اب جام جم کے ساتھ

انکار سے جو وصل بھی ہو تو نہین ہے لطف

اک بوسہ لب کا دیجے سراسر کرم کے ساتھہ

نقارۂ سرور کی نوبت ہے عابدا اب

منصب عطا ہے شاہ سے ہمکو علم کے ساتھہ

اب ناصح نادانکی ہے ہر بات سے توبہ
توبہ ہے مری اوسکی مدارات سے توبہ

بوسہ کی عوض تونے لیا نقد دل اپنا
ظالم ہے تری ایسی مدارات سے توبہ

رندان خرابات اگر چھوڑ دین جب ہے
بیٹھا تو ہون مین کرکے ہر اک بات سے توبہ

رہنے کا نہین بزم مین بے مجکو بلائے
ٹوٹے گی مری یار کے پھر بات سے توبہ

فرقت کے زمانہ سے بچانا مجھے تا حشر
یارب مری اوسدن سے ہی اوس رات سے توبہ

ملتا جو نہین مجھہ سے تو اے شوخ ستمگر
کرلی تو نہین میری ملاقات سے توبہ

جس رات مین جس دن مین نہو پاس تو اپنے
اوسدن سے خدا اور ہی اوس رات سے توبہ

فرقت مین کسیکے تو نہ یون جان دے عابدا

حاصل نہو جس بات سے اوس بات سے توبہ

ردیف الیاء

تم سے نہ ہوتے جو محمدؐ تو نہ ہوتا کوئی
رتبہ ولاکا پایا نہیں ایسا کوئی

تم نہ ہو احمد بے میم کہے کیا کوئی
یا رسول عربی تمکو نہ جانا کوئی

شب معراج کا رتبہ نہیں پایا کوئی
آپ سا جلوہ خدا کا نہیں دیکھا کوئی

یوں تو مرسل ہوا لاکھوں ہی پیمبر لیکن
بخدا آپ کا ہمپایہ نہ آیا کوئی

ذات پر آپکے ہی ختم رسالت بیشک
پھر نبی دہر میں ہوتا نہیں پیدا کوئی

طور پر پہونچے جو موسیٰ تو فلک پر عیسیٰ
عرش پر آپ کے مانند نہ پہونچا کوئی

زلف واللیل تو عارض ہے تمہارا والشمس
پڑھ لی تفسیر تو کیا اونکو نجانا کوئی

حب میں جانبی شافع محشر مخلوق
خوف پھر کا ہمیکو عصیاں کا رہیگا کوئی

یہی افسوس ہے عابد کو شب و روز حضور

آپکی شان کا لکھا نہ قصیدہ کوئی

وصل دلدار کا مرشد سے سوال اچھا ہے
ٹھیک یہہ ہے رہے اور اپنا خیال اچھا ہے

وصل کیوں کر ہو اونسے یہہ سوال اچھا ہے
ماہ اچھا ہے یہہ دن اچھا ہے سال اچھا ہے

تازہ تازہ اونہین دل لینیکا اب شوق ہوا
مرا دل لیکے بتاتے ہین یہہ مال اچھا ہے

عمر بھر لی نہ خبر میری مگر وقت اخیر
پوچھتے ہین وہ مجھے روز وصال اچھا ہے

حور کو دیکھا پری سے ملا یوسف کو سنا
سب حسینون سے ترا حسن و جمال اچھا ہے

غیر کے لطف سے گر لاکھ خوشی ہو تو بری
یار سے ایک بھی پہونچے تو ملال اچھا ہے

وہ عیادت کو مری آ تو ہنس کر بولے
یہہ تو مرنیکا نہین اسکا تو حال اچھا ہے

شکر ساقی کا نشہ مین ہین ادا کرتا ہون
تو بھی اچھا ہے میان تیرا کلال اچھا ہے

عشق کے ساتھ ہی جو وصل ہو بے لطفی ہے
بعد فرقت کے اگر ہو تو وصال اچھا ہے

زلف کو کھولکے پہلا وہ مجھہ سے بولے
طایر دل کے لئے تیرے یہہ جال اچھا ہے

عشق بازی سے معرا ہین تمامی عابد
لطف معشوق سے تجھہ مین یہہ کمال اچھا ہے

ہر مژہ اوس ترک کی اک تیر ہے — دل مرا اوسکے لئے نخچیر ہے

کچھہ بھلا ہو یا برا لکھدیجئے — آپکی تحریر ہی تقدیر ہے

آنکھہ کا پردہ کیا تو کیا کیا — میرے دل مین آپکی تصویر ہے

ہون مریض عشق بوسہ دیجئے — ان لبون کی جان فزا تاثیر ہے

بیل الفت کی بڑہی ہے اسقدر — عاشقون کے پاؤن مین زنجیر ہے

آج تو کچھہ ہے ارادہ قتل کا — تیز خنجر باڑھ پر شمشیر ہے

بات اچھی بھی تو ہوتی ہے بری — کیا مری تقدیر کیا تدبیر ہے

وصل سے شاید ہون شیرین کام ہم — میٹھی میٹھی اونکی اب تقریر ہے

جلوۂ جانان نے دل روشن کیا

دل مین عابد کے وہی تنویر ہے

کہین میرا کہین ترا دل ہے — یہی اک اختلاف مشکل ہے

یہی رسم وفاے قاتل ہے — جس جگہہ دیکھو ایک بسمل ہے

تیری کاکل مین جو مرا دل ہے — ایک دیوانہ ایک عاقل ہے

قشقہ ماتہے پہ تیرے یا تل ہے — کفر اسلام مین بھی شامل ہے

اب ترے ہاتہہ مین مرا دل ہے — دیکہہ لے آئینہ مقابل ہے

یون تو لاکہون حسین ہین لیکن — حُسن مین ایک تو ہی کامل ہے

ہو لے مجہسے حساب جور و وفا — کون باقی ہے کون فاضل ہے

مینہہ برستا ہے مے پلا ساقی — رحمت حق بھی ہم پہ نازل ہے

جامہ عمامہ کا ہے سب دہوکا — سمجہے عالم جسے وہ جاہل ہے

لاکو الامین کیون ملایا شیخ — یہہ تو سب جہگڑا تیرا باطل ہے

کیا کریگا وہ لیکے جنت کو
دل وجان سے جو تیرا واصل ہے

غیر سے کام کچھہ نہین مجھکو
عشق مین تیری ذات حاصل ہے

جسنے چاہا تجھے ہوا بے کار
کوئی دیوانہ کوئی بیدل ہے

وہ حقیقی ہے یہہ مجازی ہے
کہ خدا کا خدا یگان ظل ہے

عابدا تنے سفر کئے پر بھی
عشق مین آج پہلی منزل ہے

تم سے اک مطلب کی کہنی بات ہے
سن لو بچتاؤگے تھوڑی رات ہے

آپ کی تحریر بھی ہے نقش خوب
آپکی ہر بات مین اک بات ہے

دیکھنا اوس گیسو و رخ کی بہار
رات مین دن ہے تو دن مین رات ہے

کوئی ہمدم یار سے کوئی جدا
کوئی غمگین کوئی خوش اوقات ہے

بھیجتے ہین وہ مرے خط کا جواب
اس سے بہتر کیا کوئی سوغات ہے

غیر جو تمنے دیا ہم نے لیا | بوسہ دیکر کہتے ہو خیرات ہے

بازئی شطرنج ہے عارف کے ہات
عاشقون کی عابدون پر مات ہے

مجھسے وہ بار بار ملتا ہے | مضطرب کو قرار ملتا ہے
اوس کے ملنے کو دوستی ہے شرط | کہین غیرون سے یار ملتا ہے
یہہ مرے گلبدن کا ہے ارشاد | طالب گل کو خار ملتا ہے
تیرے ملنے سے اے مرے محبوب | مجکو پروردگار ملتا ہے
جہد سے بھی وصل کا کرلے | یون بھی دل کو قرار ملتا ہے
انتقال مکان ہے اسکا نام | چھوڑکر گھر مزار ملتا ہے

نحن اقرب کے نغمہ کو عابد
رگ گردن کا تار ملتا ہے

میرے دل مین تو جان اور ہی ہے
اور تیرا گمان اور ہی ہے

اولیا سب بزرگ ہین لیکن
اپنے مرشد کی شان اور ہی ہے

تو نے حاجی حرم مین کیا دیکھا
اوس مکین کا مکان اور ہی ہے

میرے قاصد نے راہ ٹھیک نہ لی
اوسکے گھر کا نشان اور ہی ہے

پان کہائے ہین ہمنے اکثر سے
ہاتھہ کا تیرے پان اور ہی ہے

ناصحا بس کر اب نصیحت کو
بات اک میری مان اور ہی ہے

اہل دہلی کے ہے زبان مین لطف
کہ وہان کی زبان اور ہی ہے

ہون زمانے مین لاکھہ اہل سخن
داغ کی آن بان اور ہی ہے

بہت افسانے سُن لئے عابد
اپنے غم کا بیان اور ہی ہے

تم رہو گے کس مکان مین کون سا گھر چاہیئے
کعبہ یا دل یا کلیسا یا کہ مندر چاہیئے

حسن آرا ہو نہیں ہے عیب دل دیکھو مرا
دیکھنی شکل آئینہ مین اپنی اکثر چاہیئے

تم کسی پر وہ مین آؤ ہم ادسی دم تاڑ لین
وضع ہان اچھی ہی پر اس سے بھی بہتر چاہیئے

دل کی وقعت کچھ نہین جبتک حسین و بسر نہو
دل اگر پہلو مین ہو تو کوئی دلبر چاہیئے

ہجر مین زاہد کے خاطر ہو گئی گرمی حرام
وصل مین تو عاشق صادق کو ساغر چاہیئے

کیا غرض عیسی اے مجکو یا ہو سے موکی ہو
میری بخشش کیلئے میرا پیمبر چاہیئے

اس غزل کی قدر جب ہو گی کہ اہل دل سنین
اور فرمائین کہ عابد اس سے بہتر چاہیئے

یہہ طلب میری نہین ہے اور بڑبکر چاہیئے
مرضئ والا جو ہو وہ بندہ پرور چاہیئے

مال و زر سے تو گدا کو مانگنا ہے مال و زر
جسم لطافت محبت تیری ہمبر چاہیئے

وصل کا پیغام دو یا ہجر مین کچھ کام دو
شغل عاشق کیلئے کوئی مقرر چاہیئے

نور سے کیا بحث ہمکو نار سے ہے کیا غرض
دل مین عاشق کے نرالا کوئی اخگر چاہیئے

وعدۂ فردا یہ بھی انکار ہو تو کیا عجب
اوسنے دستاویز لکھوانی مقرر چاہیئے

کیونکر اوسکے رخ کو چھولون سانپ ہین دو پاسبان
دفع کرنیکو مجرب کوئی منتر چاہیئے

کہتے ہین وہ عشق مین دادو ستد کا ہی مزہ
ایک بوسہ لو تو اک بوسہ برابر چاہیئے

یار سائی ہو کہ رندی ہین بھی سب فعل عبث
جس سے تو راضی ہے وہ اپنا مقدر چاہیئے

اوس لب شیرین کا مجھکو ایک ہی بوسہ ملا
آرزو یہ ہے کہ پھر قند مکرر چاہیئے

مشکل آسان جلد کیجے یا علی مشکل کشا
مہربانی آپکی عابد پہ حیدر چاہیئے

سمجھہ اے بیخبر جانان کہان ہے
کہا نکا ہے سفر جانا کہان ہے

مرے پہلو مین کیون بے چین ہے تو
تجھے رشک قمر جانا کہان ہے

مقام عاشقی مین اے محبوب
تمہین کہدو کہ مر جانا کہان ہے

نہین انکار ہے وعدہ سے اونکو
وہ راضی ہین مگر جانا کہان ہے

نہوتا ایک بھی مرنیسے ناخوش
خبر ہوتی اگر جانا کہان ہے

چلا عابد حرم ہند و بنارس
یہہ جاتے ہین کدہر جانا کہان ہے

گو مرے گہر مین مرا آئینہ رو آتا ہے
سخت حیرت ہے کہ ساتھ اوسکے عدو آتا ہے

بیدھڑک محفل جانان مین چلا جاونگا
توبہ توبہ مجھے کب خوف عدو آتا ہے

یہہ ہمارا دل شیدا تو نہوا اے دلبر
کرکے تعویذ جو تو زیب گلو آتا ہے

جب سے نظارہ ہوا نرگس فتان سے تری
جام آتا ہے مجھے خوش نہ سبو آتا ہے

دم بخود ہون تری الفت مین کہان یہہ ظالم
ہاے آتی ہے مرلب پہ نہ ہو آتا ہے

اتنی جلدی نہ پڑہو میر جنازہ کی نماز
ٹھہرو ٹھہرو وہ ابھی کرکے وضو آتا ہے

یہی رونا ہے تو بہر دلکی مرے خیر نہین
اشک کیساتھ اب آنکھون سے لہو آتا ہے

دل کو بہلاتا ہون یون دیکے دلاسا شب ہجر
کوئی دم جاتا ہے وہ آئینہ رو آتا ہے

شیخ کے منہ سے برستی ہے جو مستی ایسی | کیا مے ناب سے یہہ کرکے وضو آتا ہے

کچھہ عجب حال ہے اے عابد مضطر تیرا
آج کس بزم سے اُٹھا ہوا تو آتا ہے

ملگئی آپکے باعث ہمیں دولت دل کی | اسمیں رہتا ہے خدا بڑھگئی وسعت دل کی
ساکن فرش ہے کرتا ہے مگر عرش کی سیر | آزمائی ہے بہت جرأت و قدرت دل کی
دل سمجھتی ہے جہان جسکو وہ ہے مضغہ گوشت | اس سے کیا کام ہو جب ایسی ہو صورت دل کی
آنے جانے کو نفس کے نہ سمجھنا بے کار | یہہ کسی کام کو جاری ہے سفارت دل کی
دوست تو دوست ہے دشمن کو بھی اپنا جانے | ایسا دل چاہئے ایسی ہو مروت دل کی
اب یہہ تنخانہ بنا پہلے خدا کا گھر تھا | کیا کرے کوئی بدل جا جو حالت دل کی
مین مراقب جو ہوا آئی ندا آخر شب | ایسے ہی وقت تو کھلتی ہے حقیقت دل کی
ناہید صبا خوب ہے حالت دل کیا معلوم | ہو جو معلوم تو کہئے میر حضرت دل کی

کوئی حاجت نہین اسوا سے ہے استغنا
تہین معلوم تجھے اب بھی امارت دل کی

لاکہہ ہین تجھسے سوا اور حسین دنیا مین
کیا کرون اور نہ نہین تجھہ پہ رغبت دل کی

نہ تو زاہد سے ہے کچھہ کام نہ عابد سے غرض
وقت آخر مجھے کافی ہے وصیت دل کی

عرش اعظم سے بھی بڑہکر ہوئی رفعت دل کی
اللہ اللہ رہے قسمت مین یہہ عظمت دل کی

جذبہ شوق سے وہ آئے ہین میرے گھر مین
مجھکو معلوم ہوئی ہے یہہ کرامت دل کی

کیفیت جی کی دکہاتی ہے اوسکی صورت
ملتی ہے جام مین بھی خوب شباہت دل کی

اپنے عاشق پہ جفا کہیل یہہ تیرا ٹھہرا
تجھہ پہ الزام نہین ہے یہہ شرارت دل کی

جان و مال سے حاضر ترے کے دم لئے
آزماتا ہے تو کیا میری سخاوت دل کی

کیون کرین میرے لئے حضرت ناصح تکلیف
گوش ادراک سے سنتا ہون نصیحت دل کی

یہہ رقم بیش بہا ہے فقط اون کے نزدیک
دلربا کرتے ہین سب عزت و رفعت دل کی

دل مرا تیرے لئے مجھسے ہی لڑتا ہی مدام
بہی تکرار ہے ہردم یہی حجت دل کی

کیون ڈراتا ہے مجھے ناحق ہو تقصیر ہے کیا
اسمین مجبور ہون مین تجھپہ ہی جا دل کی

دل سے راضی ہی تو ظاہر مین ہو اجھے خفا
تیرے چہرے سے نمودار ہے فرحت دل کی

اعتراض اوسنے کیا مول جو مانگا مین نے
جان یکے تو مجھے لیتا ہی قیمت دل کی

عشق نے گہر سے نکالا ہی مین جنگل کو چلا
مجھکو مجنون سے ملائیگی یہہ وحشت دل کی

حق یہین ہی جو ذرا دل کی طرف غور کرو
ابھی کہل جائے تمہین خوب حقیقت دل کی

میرے آگے نکرو واعظ دوزخ کا بیان
ایسی تسکین کرو جاے جو وحشت دل کی

دل کا مقصد نہ بر آئیگا کسی سے ہرگز
وہ نکالے تو نکل جائیگی حسرت دل کی

اسی انکار سے اقبال کی بو آتی ہے
کیسا بہچانتے ہین کہتے ہین صورت دل کی

لو پہر آتا ہی وہ عارت گر دین اے عابد
اب خبر رکہیے بدل جائے نہ نیت دل کی

جلد بلوا جو بلانا ہو بلانے والے
بزم عالم مین ہزارون ہین ستانیوالے

شمع کہتی ہی کہ پروانہ سے دیکھون ہمت
اے مرے پیاری ہی پر و بال جلانیوالے

دُرِ نایاب سمجھتے ہین مرے آنکھون سے
ہار لے موتی کا اے آنک لڑانیوالے

تو مقابل ہو شفق تیرا یہہ رتبہ ہی کہان
سرخ رُو ہین وہ مرے پان چبانیوالے

آج کیا قحط ہی کیون دیر ہے اتنی ساقی
اپنے ہاتون سے مجھے روز پلانیوالے

کعبۂ دل تو ہے مضبوط بنا مدت سے
کوئی بتخانہ بھی بنجاے بنانیوالے

ہجر کے خوا مین ہے وصل کی نعمت کا مزہ
آپ ہین رنج مین شادی کے دکھانیوالے

دل تو لاکھون کے چراتا ہی بھلا ہم بھی ہین
آنکھہ سے آنکھہ ملا آنکھہ ملانیوالے

آپ ہنستا ہی مرے حال پہ تو ساری رات
شمع سان مجھکو رولاتا ہے رولانیوالے

مجھکو کیا پوچھتا ہے کون ہے یہہ کون ہے
سُن لے ہم ہین تجھی پہلو مین سلانیوالے

اوسکی تعریف کرین رنج ہمین عابد

رہین سرسبز مرے دل کے جلانیوالے

تیرے انداز وہ ہین مجھکو بلانیوالے
میخ وبنیاد کو عاشق کی مٹانیوالے

ملتفت گر نہو معشوق مجازی تو خیر
کیا نہین ہین دل عاشق مین منانیوالے

منتظر تیری طلب کا رہون آخر کبتک
دیر سے بیٹھا ہون مشتاق گہر آنیوالے

کیا کمی ہے تیری درگاہ مین اے رب کریم
دینے والے مجھے اور دون سے دلانیوالے

دیر ویران کئے مسجدین خالی کردین
تیری پہلو مین ہین پہلو کے بسانیوالے

میری سنتا نہین سنتا ہے تو ہوتا ہے خفا
اپنا ہی حال سنا خیر سنانیوالے

کیجئے گا ہمین پامال پس مردن بھی
خاک امید ہے مٹی مین ملانیوالے

وہ تو ہر جا ہے دعا دل سے تو کر اے عابد
ہاتھ کیون خالی اوٹھاتا ہے اوٹھانیوالے

جہان مین مجھسا برا نہین ہے
نہین ہے اے کبریا نہین ہے

مین چاہتا ہون تجھے ستمگر
کچھہ اور نشانہ مرا نہین ہے

مسل کے دل کو وہ کہہ رہے ہین
یہہ تیری پوری سزا نہین ہے

خدا ہے کیون اوسے پوجا کرین ہم
یہہ مین نے مانا خدا نہین ہے

وہ دیکھکر داغ دل یہہ بولے
چمن کچھہ ایسا ہرا نہین ہے

مین دل سے شیدا ہون تجھہ پہ ظالم
تو مجھہ پہ کیون مبتلا نہین ہے

مین دیکھتا ہون جو غور کرکے
جہان مین مجھسا برا نہین ہے

تو ہین یہہ کہدو ہمارے آگے
تمہارے گھر مین بجا نہین ہے

سودا ہمدرد نے ہے جگر مین
یہہ کہہ تو کیا کہر انہین ہے

کسیکی الفت مین دل ہمارا
تمہین ہے عالم ہرا نہین ہے

وہ روٹھہ ہی گئی ہین تو جاکر منائین کیسے
دکھہ درد منتون سے ہم اپنا سنائین گے

مشتاق وصل چہرہ زرد یہہ درنجائین گے
مقصد ہمارے آپ ہی سب بر آئینگے

مرجائین گے تو جائین گے زندہ نجائین گے
اس در سے اوٹھکے اور کہان گھر بنائینگے

عاشق ہی کیسا پردہ چھپیگا نہ راز دل
مین تاڑ جاؤنگا وہ جب آنکھین ملائینگے

بیمار تیرے نرگس بیمار کے یونہی
مرمر کے درد عشق کی لذت اوٹھائینگے

دل خانۂ خدا ہی بسو چین سے یہان
ایسے مکانمین تمکو مکین ہم بنائینگے

رنجیدہ کیون پھرے اتو قاصد جو ہو گھر
اونکو غرض ہے آئینگے ورنہ آئینگے

عابد ہون پر خلاف عبادت ہین نعل سب
جنکا ہون اتی وہی جنت دلائینگے

دکھایا صبح منہ یان کہا کے
ہوئی جب شام تو سی لگا کے

کیا دیوانہ تونے دلمین آکے
کہون یہہ بات اب مین کس سے جا کے

کہے جاتا ہے تو اپنی ہی ہر وقت
ذرا میری بھی سن بندے خدا کے

زبان سچی ہے کسکی کون جھوٹا
مجھی سے کہتے ہو مطلب سنا کے

یہان آئینہ ہے کچھ ننگ کچھ عار
وہ ملتا ہے تو گھر اپنے بلا کے

اشارون سے ادا کرتا ہے مطلب
عجب غمزے ہین میرے دلربا کے

طبیعت صاف ہے غصہ نہین ہے
برا کہنا بھی ہے تو مسکرا کے

مرا ہی نامہ کیا مجھکو ملا ہے
دیا کیا جلد خط قاصد نے آکے

ترا کیا کام تہا رندون مین ناصح
سلامت اب کہان جاتا ہے آکے

یہہ عابد دوستی کا اوسکے ہے پہل
ملا ہے داغ بھی تو دل جلا کے

کوئی کافر کوئی مومن کیلئے
گھر بنایا تو نے کن کن کیلئے

ایک ہی ہو جاؤن بس مین اور تو
غیر ممکن کب ہے ممکن کیلئے

وحدت و کثرت کا جھگڑا ہے بڑا
مین ملا ہون اسمین ضامن کیلئے

ہو جو غایب اوسکو حاضر دیکھلین — فرض ہی یہہ اہل باطن کیلئے

غیر کے سایہ سے یارب تو بچا — وہ پری موزون نہین جن کیلئے

خوش رہین سلطانِ محبوب علی (خلد اللہ ملکہ آمین) — مانگتے ہین ہم دعا اِن کیلئے

گر جوانی مین نہ عابد ترک مے
مقتضی ہے یہہ اسی سن کیلئے

اوسکے بوسے ہمنے تن تن کے لئے — کچھہ تو دنیا کی ہوس فن کے لئے

صاف کب ہوتا ہی دیکھا چاہیے — کیا کرین ہم ہاے بدظن کے لئے

دور ہین وصل بتِ خود کام سے — ہمنے جینے کے لئے مرنے کے لئے

مر کے بھی اڑھون نہ اس دلمیز سے — دے جگہہ تھوڑی سی دفن کے لئے

وہ جتاتے ہین جو بلوون اپنا عشق — کہین قیمت کیا ہی فن کے لئے

جامۂ عریان ہے کافی اے جنون — زیبِ عاشق ہے یہی تن کے لئے

آج عابدا کوچۂ دلدار مین
ہم جگہے دیکھین گے مدفن کے لئے

خلاف کہنے مین ہے کیا مزا کہو تو سہی
وہ قول مجھسے جو تھا کیا ہوا کہو تو سہی

وفا شعار ہون یا بیوفا کہو تو سہی
بھلا ہون یا مین بُرا تم ذرا کہو تو سہی

مسیح جانین گے تمکو اگر شفا ہوگی
ہمارے درد کی ہے کیا دوا کہو تو سہی

مین ایسے ویسونکا عاشق نہین قسم لیلو
ہے تم سا اور کوئی دوسرا کہو تو سہی

تمہین جو چاہا خطاوار ہو گیا بیشک
مرے یہہ جرم کی کیا ہے سزا کہو تو سہی

پلا کے مئے مہِ رمضان مین یون وہ کہتے ہین
یہہ روزہ کیون ہے قضا آپکا کہو تو سہی

جو دلمین دیتے ہو تم بددُعا نہین روا
زبان سے میرے لئے کچھہ دعا کہو تو سہی

وہ مئے کا جام دکھا کر مجھے یہہ کہتے ہین
بنے ہو کب سے تم پارسا کہو تو سہی

بیان عیش بھی ہان نصف عیش ہے عابدا

شب وصال کا کچھہ ماجرا کہو تو سہی

غیر کرتے ہین تری باتین شکایت میری — اونکو یہہ ڈر ہے کہ بڑہ جائے نہ عزت میری
آرزو دل کی یہی اور ہے حسرت میری — اوسکے کوچہ مین الٰہی بنے تربت میری
یہہ حقیقت ہے حقیقت مین حقیقت میری — نہ یہہ گہر میرا نہ زر میرا نہ صورت میری
خود نمائی مین ہے مشغول ہر اک فرد بشر — کون سنتا ہے زمانہ مین نصیحت میری
اے طبیبو نکرو فکر دوا میرے لئے — اب سنورتی ہے کہین بگڑی ہی طبیعت میری
اپنے مطلب کی کہا کرتا ہی ہر کوئی وہان — ذکر میرا نہین آتا کبھی قسمت میری
بتکدہ کو مین چلا چھوڑ کے راہ کعبہ — اب خدا جانے یہہ کیون بدلی ہی نیت میری
نام لیلی کا کہان ہو گیا مجنون ماضی — ذکر ہر جا یہہ ہے تیرا تو حکایت میری
کفر و اسلام بد و نیک شب و زر ہین یکسان — ایسی دنیا مین نہین جیسی ہے غفلت میری

تو بڑی بات سمجھتا ہے ابھی اے عابد

مخصر شہ کی توجہہ پہ ہے نوبت میری

مجھسے وہ پوچھتے ہین آج یہہ حالت کیسی
باتون باتونمین بگڑتی ہے طبیعت کیسی

بات بھی تو نہین کرتے وہ کدورت کیسی
نام اُلفت سے وہ ڈرتے ہین محبت کیسی

وصل سے شاد عدو ہمکو ہے دیدار حرام
ہمسے نفرت ہی تو غیرون سے محبت کیسی

ہمکو کیا حق ہے وہ بخشے کہ نہ بخشے ہمکو
ہم ہین مجبور وہ مختار ہے حسرت کیسی

آج کل دہر مین ہے اوج پہ حرمت کا عروج
جانتا ہی نہین کوئی کہ ہے حلت کیسی

ترے مہجور ترے ہجر مین یہہ کہتے ہین
یہہ قیامت جو نہین اور قیامت کیسی

آپ آتے ہی یہہ کہتے ہین کہ ہم جاتے ہین
بیٹھہ بھی جاؤ مری جان یہہ عجلت کیسی

امتیاز اب نرہا تیری محبت مین مجھے
نام عزت کا ہے کیا اور ہے ذلت کیسی

آج کچھہ نشہ کیا حضرت واعظ نے ضرور
ورنہ بہراونکی زبا نمین ہے یہہ لکنت کیسی

غیر کیا کچھہ نکیا اوسکو بُرا کچھہ نہ کہا
مجھسے ہی کرتے ہو تم میری شکایت کیسی

آج میخانہ مین کیسے نکل آئے عابد
آپ اور آپکو میخوار دنکی صحبت کیسی

ادن کو دل کی خبر نہو جائے
کہین غصہ ادہر نہ ہو جائے

یہی ہوگا سکوت کا باعث
باتون باتون مین شر نہو جائے

صرف ہوتا ہے وان سہاگ کا عطر
پیسے تولہ اگر نہو جائے

گہورتے ہین وہ عاشقونکی طرف
تیر اونکی نظر نہو جائے

نہین دیتے وہ اسلئے تصویر
عشق کا کچھہ اثر نہو جائے

نقشہ بے مثل حسن ہے یکتا
حور وہ سیمبر نہو جائے

رہنے دے مشت خاک عاشق کی
اے صبا در بدر نہو جائے

گھر یہہ اللہ کا ہے اے عابد
کہین مسجد ہی گھر نہ ہو جائے

آج مدت میں مرے جان مرے گھر آئے
یہ تو کہئے کہ کدھر راہ بھٹکر آئے

یوں تو دریا مری آنکھوں سے بہا ہے کتنے
دیکھئے کب وہ کسی روز سمندر آئے

وائے قسمت جو لکھی میں نے ثنائے ابرو
ذبح کرنے وہ مجھے کھینچکے خنجر آئے

تھے مرے ہوش پریشان ہی کرنیوالے
جو تصور دل بیتاب کے اندر آئے

آج پہلو میں خلش ہے نہ تڑپ ہے دل کی
کہکر کیا چھیڑ کے اپنا دل مضطر آئے

مجھسے جب ملتے ہیں تو میری بلا کہتے ہیں
خدا بادہ تم اکثر آئے

امتحان لیکے وفادار مجھے کہتے ہیں
فکر کی جا ہے کہ مدت میں وہ راہ پر آئے

جذبۂ شوق میں جس شے پہ نظر میری پڑی
بخدا آپ نظر مجھکو برابر آئے

کہتے ہیں حضرت ناصح نکر عشق بتان
واہ میرے لئے کیا خوب رہبر آئے

عابد عارف باللہ بصد صولت وجاہ
ہو کے دریائے حقیقت کے شناور آئے

حسرت نئی نئی ہے تو ارمان نئے نئے
کرتا ہون روز وصل کے سامان نئے نئے

جھوٹی قسم کو آپکی پہچانتے ہین ہم
کس کام کے ہین وعدہ و پیمان نئے نئے

باتین نئی ہین آپکی ہر دم ہی سب سے
آتے ہین انجمن مین جو انسان نئے نئے

منظور تھا کسو سے مین آؤن تمہارے پاس
اسواسطے بدلتے ہو دربان نئے نئے

ظاہر ہے پردہ اور ہے حلت سے تاک جھانک
دیکھے تمہارے غمزے مرے جان نئے نئے

عارض کا بوسہ ایک دو اور لب کا دوسرا
ہو جائین مجھپہ آپکے احسان نئے نئے

لیلے کی راہ پوچھو مجنون سے عاشقو
دیکھے ہین اونسے پہر کے بیابان نئے نئے

وہ پوچھتے ہین وصل کی شب مجھسے کیا کہون
کیا کیا گمان تھے شب ہجران نئے نئے

یہہ باتین راز کی مرے سمجھینگے اہل دل
کیا جانتے ہین انکو سخندان نئے نئے

عابدا یہہ عشق یار مین کیا ہو گیا تجھے
کرتا ہے چاک روز گریبان نئے نئے

عشق مین بدلے ہین اطوار یہہ دیوانیکے
دشمن اپنے کے تو ہم دوست ہین بیگانیکے

آنے جانیسے ترے کچھہ نہین حاصل مطلب
کاش سامان کرین خود وہ یہان آنیکے

دوستی مین نے جتائی تو کہا غصہ سے
تو خطاوار ہی قابل ہے سزا پانیکے

اتنا کیون بہولے ہین یہہ بھی ہماری قسمت
اے مسبب ہیون سبب ہم اونہین یاد آنیکے

ایک بات ایسی کہی مینے وہ ہنسکر بولے
ڈھنگ اچھے ہین سمجھہ والونکے سمجھانیکے

کیا یہہ جائینگی جوانیکی امنگین بیکار
نہ یہہ دن ہین نہ یہہ سن ہین ترے ترسانیکے

ذکر جبتک وہ مرا سن لین نہین جین نہین
اونکی محفل مین ہین چرچے مرے افسانیکے

عابدا خلد مبارک ہو بسو چین سے تم
ہم تو ساکن ہین ہمیشہ ہی سے ویرانیکے

ایک مدت سے ہین مشتاق وہ گھر جانیکے
منتظر ہین جو ترے ذکر مین مر جانیکے

وعدۂ وصل کا کس طرح یقین ہو ہمکو
تم تو عادی ہو ہمیشہ سے مکر جانیکے

دل مرا صاف حرم پاک ہی کا شی بھی ہے قریب
صاف کہدے تجے ارادی ہین کدہر جانیکے

حالت خوف بھی ہے قاتل جان عاشق
دل و جان سے مین تصدق ترے ڈر جانیکے

زندگی اپنی اسی حال مین گذری عالب
زندہ جبتک تھے رہے خوف مین مر جانیکے

گھڑی ساعت ہے اب میری شفا کی
مسیحا بنکے قاتل نے دوا کی

ادا ئین طرز ہے پنہان قضا کی
عجب حالت ہے یہان خوف و رجا کی

کہین بت بنگئے بت گر کہین ہو
خبر رکھتے ہین ہم بھی جا بجا کی

بڑی جب آنکھ میری تو وہ بولے
یہہ گستاخی تو دیکھو بے حیا کی

اوسی کے نور سے ہے ماہ روشن
ضیا چمکی ہے اسمین مہ لقا کی

قیامت ہین تری ترچھی نگاہین
جدہر دیکھا اودہر شورش بپا کی

نہ تو زاہد نہ تو عالم ہے عامل
فقط باتین ہین سب تیری ریا کی

معافی حق کے حقکی حق کرے گا
ہو علت دور کیونکر ارتشا کی

سنون عابد کی بھی مین رند کی بھی
کہین سب اپنے اپنے مدعا کی

مجھے امید تھی جس سے وفا کی
اوسی ظالم نے پھر مجھسے دغا کی

مرے دلمین ہے قدرت کبریا کی
مرے دلمین ہے صورت مصطفی کی

کوئی باعث بھی مجھہ سی روٹھنیکا
خطا کچھہ تو کہو مجھہ بے خطا کی

غضب مین جان آئی دل لگا کر
گھڑی کب آئیگی یارب قضا کی

مری اونکی ہین باتین دل ہی دلمین
خبر ہے آشنا کو آشنا کی

ہزارون مبتلا ہین شیفتہ ہین
عجب بانکی ادا ہے دلربا کی

تری فرقت مین ہے بیچین عابد
قسم کہا کر وہ کہتا ہے خدا کی

جو بات ہی فضول ہی اس خود فروش کی
واعظ سی کچھہ نہ پوچھیے جوش و خروش کی

آتا ہے کسکی بزم سے ظالم اُٹھا ہوا
طرزِ روش ہی آج تری بادہ نوش کی

اے محتسب خطا نہین اسمین ذرا مری
اونسے پلائی ہات سی تو مین نے نوش کی

بے ہوشیون سے کام ہی مستی سے ہے غرض
کیفیتین ہین بادۂ وحدت کے جوش کی

مجکو نزول رحمت باری کی ہے امید
حاجت ہے کیا مری قبر پہ قبر پوش کی

لے نقد ہوش ہوش بادی مجھے شراب
منت مین کر رہا ہون یہی میفروش کی

عابد ہون یا کہ رند ہون راضی رضا پہ ہون
ناصح کو کیا خبر ہے مرے عیب پوش کی

خود مینے بوسے خنجر جلاد کے لئے
اب منہ نہین رہا مرا فریاد کے لئے

قاصد سی ہمکو کام نہ خط و پیام سے
یہہ دم کا آنا جانا ہے بس یاد کے لئے

دل میرا خود بخود ہے گرفتارِ دامِ حسن
حاجت نہین ہے دام کی صیاد کے لئے

کچھہ ہست و نیست وصل کے وعدہ پہ کیجئے
مین منتظر ہون آپکے ارشاد کیلئے

زیور لباس زینت و آرایش اے صنم
ہے کیا ضرور حسن خداداد کیلئے

پوچھو نہ مجھسے کوئی مری بیخودی کا حال
دیتا ہون جان اک ستم ایجاد کیلئے

کی ہے دعا جو مین نے اوسیکا ہی سب اثر
تجویز شاہ کی جو ہوئی شاد کیلئے

عابد سی مینے سیکھے ہین الفت کے سب طریق
شاگرد بھی رشید ہو اوستاد کیلئے

عاشقون کو عشقمین کیا چاہیئے
لوٹنا رونا تڑپنا چاہیئے

یار روٹھا ہے منایا چاہیئے
خانۂ دل مین بٹھانا چاہیئے

دل نہ دنیا سے لگانا چاہیئے
دہر فانی سے کنارا چاہیئے

غیر سے ملنا تم اپنا چھوڑ دو
جو کہون مین یار کہنا چاہیئے

اونکے دل کو بھی کہین دھوکا نہو
حضرتِ دل یون نہ رونا چاہیئے

ظاہر و باطن ہمارا ایک ہے
عشق مین دُہوکا ندینا چاہیئے

لوح خاطر پر تسلی کے لئے
عکس اک اوس بت کا لینا چاہیئے

چاہیئے جنت نہ فردوس بریں
اوسکے کوچہ مین رہنا چاہیئے

ہُو کا بندہ ہون خدا درکار ہے
قطرہ پانی کا ہون دریا چاہیئے

محفلِ رندان مین عابد چپ رہو
تمکو کچھہ منہہ سے نکہنا چاہیئے

لگا بیٹہا ہون لو اپنے صنم سے
مجہے کیا کام ہے دنیا کے غم سے

کسی دن بھی نہ پوچہا حال تونے
محبت سے مروت سے کرم سے

ترا وصف کمر کرتا ہون دنرات
مجہے فرصت نہین ذکر عدم سے

خدا سے ڈر خدا کو مان اے شوخ
تجہے کیا فائدہ جھوٹی قسم سے

یہی تعظیم ہے عاشق کی افسوس
جو ٹہکراتے ہو سر میرا قدم سے

مین لکھنی چاہتا ہون بات کچھہ اور
ادا ہوتی ہے کچھہ میرے قلم سے

جو خوگر ہین ترے ظلم و ستم کے
نہ دیکھیگا کسیکو ٹڑکے ہم سے

بہر صورت رہے مجھپر ترا لطف
نہین مطلب مجھے کچھہ بیش و کم سے

تہ و بالا زمانہ ہوگیا ہے
اُٹھا تو ہات اب ظلم و ستم سے

مین فدوی ہون شہ آصف کا دل سے
خلد اللہ ملکہ
مجھے کیا کام ہے دارا و جم سے

جمال یار کی توصیف عابد

کرین ہم کیا نہ پوچھین آپ ہم سے

مرے دلمین ہی مین پوچھون انہین سے
ملوگے کب کہو تم اس حزین سے

غرض ہے کسکو فردوس برین سے
امیدین خواہشین سب ہین تمہین سے

پسا جاتا ہے در پردہ مرا دل
لڑی ہے آنکھہ اک پردہ نشین سے

کھڑے ہین بام پر وہ بے تکلف
مین اونکو دیکھتا ہون دوربین سے

یہہ کہنا اوس سے جو تجکو نجانے
یہہ باتین ناصحِ نادان ہمین سے

ترے انکار مین ہے طرز اقرار
نہین ہے مجکو اندیشہ نہین سے

خیالِ یار مین کیون بدگمان ہو
ملین جاکر کہین اہلِ یقین سے

محلے مین اوسکے گھر بنائین
یہی بہتر ہے سب روئے زمین سے

بنایا خوبصورت زشت خو کو
گلا مجکو ہے صورت آفرین سے

حرم خالی ہے بالکل دیر ویران
نکالو ڈھونڈکر اوسکو کہین سے

بنا عابد سے عاشق اللہ اللہ
رہا اب کام کیا دنیا و دین سے

کہون کیا حال ہین اوس بدگمان سے
ادا ہوتا نہین میری زبان سے

بگڑکر کیون چلے میرے مکان سے
قصور ایسا ہوا کیا میزبان سے

بیان کردون اگر دلکی زبان سے
ابھی واقف ہون سب رازِ نہان سے

بڑے بے رحم ہو سفاک ہو تم
ہوا معلوم مجکو امتحان سے

تری ہی ذات ہے دونون جہانمین
ہوا ثابت مجھے تیرے بیان سے

یکایک غیر کا آنا ترے ساتھہ
یہہ کیا کچھہ کم ہے مرگ ناگہان سے

یہان آؤ تو مانونگا مین احسان
وہان کیون جاکے الجھون پاسبان سے

مجھے ہے تیری یکتائی کا دعوی
ترا ثانی کرون پیدا کہان سے

دعا ہے یہ کہ دل رفعت کو اوستاد
ملی ہے آپ کو جاگیر یان سے

قرار اسکو ثبات اسکو نہین ہے
زمانہ عاشقون کا اس جہان سے

تری رحمت کا جلد امیدوار ہے
دُرِ نایاب تنہا اک ایک آنسو

وہ تو مژدہ سنا قاصد مجھے آج
کہ ہو دل کو تسلی جس خبر سے

تو پھر کیونکر کوئی پانی کو ترسے
گرے جب اشک میری چشم تر سے

الٰہی خیر وہ کیون دیکھتے ہین — غضب سے قہر سے تیڑھی نظر سے

جو دل مین ہے وہی مضمون ہے خط مین — عبارت دوسری لاؤن کدھر سے

عجب کچھہ شوق ہے کوے صنم کا — کہ مین رہتا ہون آگے اہ بر سے

ملے ہین داغ دل داغ جگر دو — ثمر مجکو محبت کے شجر سے

ہوے یا ننگ ہم اوس کے عشق مین گم — ہوے ہین بیخبر اپنی خبر سے

مقدر جب بگڑتا ہے تو منعم — نہ نکلے کام کچھہ بھی سیم و زر سے

شب فرقت لگی رہتی ہین آنکھین — کبھی چھت سے کبھی دیوار و در سے

لیا جب نقد دل جب وصل ٹھہرا — تجھے ہے شوق ظالم سیم و زر سے

ذرا دیکھو تو حالت عاشقون کی — ذرا نکلو تو باہر اپنے گھر سے

وہ خود آتے ہین میرے گھر مین ہر روز — نہین مطلب مجھے اب نامہ بر سے

نہ واعظ اب ڈرا مجکو مرا دل — مبرا ہو چکا خوف و خطر سے

اگر آجاے میخانہ مین زاہد	اتارین رند عمامہ کو سر سے

اثر عابد اب اوسکے دلپہ ہوگا
لکھا ہے حال دل خون جگر سے

آنے لگے وہ گھر مین ہمارے کئی دن سے
کچھ اوج پہ ہین اپنے ستارے کئی دن سے

کس روز ٹھہرتی ہے ملاقات کی دیکھین
ہوتے تو ہین اب اون سے اشارے کئی دن سے

اسلام سے منہہ پھیر کے ہم عشق بتان مین
کعبہ سے ہین کافر کو سدھارے کئی دن سے

حالت یہہ مری فرقت جانان مین ہوئی ہے
راتون کو گنا کرتا ہون تارے کئی دن سے

اب دشت جنون کا مین بنا وحشی کامل

مانوس جو ہین مجھ سے چکارے کئی دن سے

بریان تو کد ہر حور تو ہو جائے مقابل

رہتے ہین وہ اپنے کو سنوارے کئی دن سے

عشاق کے سر کاٹنے کے میدان مین شب و روز

وہ کھیلتے ہین گیند ہزارے کئی دن سے

وان غیر کے سر مین وہ کیا کرتے ہین کنگھی

یان سر پٹکتے ہین سر پر مارے کئی دن سے

اے دیدۂ گریان تو یہین سیر کو کہا ہے

جاتے ہین وہ دریا کے کنارے کئی دن سے

عابد کو نہ اب حور کی خواہش نہ پری کی

دیکھے ہین جو انداز تمہارے کئی دن سے

لگایا جس سے دل ہمنے ہوا وہ بیوفا ہم سے
گھلے جاتے ہین ہم آٹھون پہر یارب اسی غم سے

سکندر آئینہ گر تہا مرا دل خود ہے آئینہ
یہی آئینہ صورت آشنا ہے سارے عالم سے

یہہ ہٹ اچھی نہین ظالم نہ جا محفل سے تو اٹھکر
منور ہے یہہ سب کچھہ بزم عشرت اک ترے دم سے

اشارون سے ترے طوف حرم حاصل نہو کیونکر
خم ابرو ترا ہم رتبہ ہے محراب کی خم سے

یہہ زخمی ہے کسی تیغ ادا کا تو نہین واقف
یہہ زخم دل نہ اچھا ہوگا اے جراح مرہم سے

نہ دیکھو تم مری جانب غضب انگیز آنکھون سے
نگاہ چشم خشم آلود ہرگز کم نہین سم سے
کسی کی یاد ہے وا ہے عابدا راتون مجکو
دکھائی کچھہ نہین دیتا ہے ابتو چشم پرنم سے

کیا مدہوش مجکو تو نے ساقی ایک ساغر سے
کرون گا کل مین کوثر پر تری تعریف دا در سے
زمانے سے نہ شکوہ ہے نہ گردون سے شکایت ہے
اگر کچھہ ہے تو ہے مجکو گلہ اپنے مقدر سے
رہونگا آپ مین مسکن بنا کر کوئے جانان مین
نہ قاصد کی خوشامد ہے نہ مطلب ہے کبوتر سے
یہان ہم دیکھتے ہین اپنے دل مین جلوۂ جانان

وہان بس باز آئے وعدۂ دیدار محشر سے

یہہ گھر بیٹھے ہی جھگڑا عبد و رب کا کر رہا ہے کیون

نکل کر دیکھہ تو عابد کہین باہر ذرا گھر سے

مار ڈالو ابروے خمدار سے
کیون ڈراتے ہو ہمین تلوار سے

یاد ہے یہہ کس مژہ کے زاندن
چبھہ رہے ہین میرے دل مین خار سے

جان نثار دنکی نہین ہے کچھہ قدر
ہے محبت آپ کو اغیار سے

چال تیری حشر سے کچھہ کم نہین
فتنے اُٹھتے ہین تری رفتار سے

اک بت کافر پہ ہین جب سے فدا
عشق ہمکو ہو گیا زنّار سے

عابد اب ایسا نہین محسن کوئی
مجکو ملوادے جو میرے یار سے

دل نادان پہر اوسپہ آیا ہے
بارہا جسکو آزمایا ہے

پھر غضب سے وہ مجکو دیکھتے ہین — وقت پھر امتحان کا آیا ہے
خون تمکو اوگے ہزارون سے — آج کیا تمنے پان کھایا ہے
کہے دیتی ہے نامہ بر کی خوشی — کچھہ وہان سے جواب لایا ہے
پاؤن پر اونکے رکھدیا ہے سر — وصل مین اس طرح منایا ہے
کیون بگڑتے ہو بات بات پہ تم — غیر نے تمکو کیا سکھایا ہے
اپنے دشمن سے مین یہہ کہتا ہون — تو یہہ قسمت کہان سے لایا ہے
تمکو دیکھا کرون گا آکے رہو — مرے دل کا یہی کرایا ہے
ہم مرین اونپہ اور وہ غیرون پر — یہہ نیا ماجرا خدایا ہے

مجکو پروا نہین ہے کچھہ عابد
مرے سر پر خدا کا سایا ہے

حالِ دل اپنا کہون کیا مفتی کے سامنے — افترا کرتا ہے مجھپر ہر کسی کے سامنے

لے تو بیٹھا ہون سر بازار پر یہہ فکر ہی
دل کی قیمت کیا کہون ہین مشتری کے سامنے

باغبان اوس غنچہ لب کی جب مجھے آئی ہی یاد
ہوگیا ہون دل گرفتہ ہر کلی کے سامنے

ہین حسینان جہان جو دلربا و دلستان
گرد ہو جاتے ہین تیری دلبری کے سامنے

دہیان مدحی کا رہتا ہی نہ رسوائی کا کچھہ
سوجھتی ہی کچھہ نہین ہے، دل لگی کے سامنے

کیون مرا جاتا ہی عابد جاکے کر تو عرض حال
خلد اللہ ملکہ
شاہ آصف جاہ محبوب علی کے سامنے

فدا تم پہ ہین میری جان کیسے کیسے
حسین ماہ رو دلستان کیسے کیسے

پہلا کیون نہ جاہین کے وہ مجکو دل سے
دئے ہمنے بھی امتحان کیسے کیسے

وہی آج ویران مقتل پڑا ہے
تڑپتے تھے کل نیم جان کیسے کیسے

ترے زلف و گیسو کے دیوانہ بنکر
پڑے پھرتے ہین نوجوان کیسے کیسے

کبھی جان دینگے کبھی دل تجھے ہم
کہ تحفہ ہین یہہ ارمغان کیسے کیسے

گذر کس طرح ہو مرا ہاے واں تک
ترے در پہ ہین پاسبان کیسے کیسے

کہون کس سے جوش جوانی مین عابدؔ
ملین ہین مجھے دستان کیسے کیسے

رسول اللہ کو ہم مظہر ذات خدا سمجھے
بجا سمجھے بجا سمجھے بجا سمجھے بجا سمجھے

نہ سمجھے جھوٹ اسکو حق مین ہون کہتا قسم کھا کر
وہی سمجھے خدا کو جو راز مصطفے سمجھے

ابھی تو ابتدا ہی ابتدا ہے اپنے الفت کی
بہت خوش تھے کہ ہم سر خفی کو انتہا سمجھے

نہ کیون کر اوسکے سایہ مین بھلا ہم پرورش پائین
کہ جب ہم شاہ آصف جاہ خلد اللہ کو ظل خدا سمجھے

بجز حق کے نکر دنیا و دین کی جستجو ہرگز
وہی اچھے رہے عابدؔ جو ان دونون کو لا سمجھے

کوئی مبتلاے ادا ہو رہا ہے
کوئی اوسپہ دل سے فدا ہو رہا ہے

جھپایا تھا جو مدتون راز الفت
وہی ذکر اب برملا ہو رہا ہے

خطا کیا ہے میری بتاؤ تو صاحب
یہہ ہو جہہ کیون افترا ہو رہا ہے

کچھہ ایسا ہے کوچہ شہ حسن تیرا
یہان بادشہ ہر گدا ہو رہا ہے

وہ ہون آج قسمت سے آئینہ باز ان
وہ نا آشنا آشنا ہو رہا ہے

ہوا اسقدر جوش فیض معین اب
مکدر دل اپنا صفا ہو رہا ہے

جلا دل کو عابد کے صولت نے دی ہے
کہ صیقل جو یہہ آئینہ ہو رہا ہے

کوئی آپ پر مبتلا ہو رہا ہے
ذرا دیکھئے تو یہہ کیا ہو رہا ہے

یہہ بنیاد ہر دو جہان کا ہے مظہر
خدا خود یہان مصطفے ہو رہا ہے

برہمن سے تو بہر بت لڑ نہ زاہد
یہہ سب کچھہ ظہور خدا ہو رہا ہے

قیامت مین بھی وہ اٹھاتے ہین فتنے
یہہ محشر مین محشر بپا ہو رہا ہے

مرے دل مین ہے جو تصور تو نکا
یہہ کعبہ بھی اب بتکدا ہو رہا ہے

وہ ہنستے ہین غیرون سے میرے ہی آگے
ستم آنکھون دیکھے بیا ہو رہا ہے

نہ ناصح کا طالب نہ عابد کی خواہش
سخن پر ترے اکتفا ہو رہا ہے

یونہین کبتک تری فرقتین پریشان رہے
اپنے عاشق پہ کچھہ الطاف میری جان رہے

تن مین جبتک کہ مرے جان مری جان رہے
مجکو ہر وقت تری دید کا ارمان رہے

کیا رہے دہر مین گر صورت انسان رہے
یہہ حقیقت مین یہہ جیوان کے جیوان رہے

یون یکایک جو خدا دے دل نادان اوسپر
کچھہ مرا دہیان بھی تجھکو دل نادان رہے

یہہ بجا نا کہ کوئی دل سے فدا ہے ہمپر
اپنے عاشق سے مرے جان تم انجان رہے

اوسی انسان کی وقعت ہے جہان مین اکثر
جسکو عزت رہے اور آن رہے شان رہے

ہمکو اور آنکھہ اوٹھا کر کوئی دشمن دیکھے
اوسکی محفل مین ہم عزت سے بصد شان رہے

مصحف رو نگارین کے تصور مین ترے
ہم بھی برسون ہی مگر حافظ قرآن رہے

نہی و امر کو عابدا نہ جانا صولت
ہم ازل سے بخدا تابع فرمان رہے

اک بوسہ ہمین دیجئے رخسار کا اپنے
اک پھول عطا کیجئے گلزار کا اپنے

مونس ہے مرا کوئی نہ غمخوار ہے کوئی
مین کس سے کہون حال دل زار کا اپنے

راحت ہے اگر گلشن مین نہ صحرا مین ہے چین
ہے ڈھنگ نرالا دل بیمار کا اپنے

یان روز گذرتی ہے قیامت سے مرد پر
کیون وہ کرے کیا حشر مین دیدار کا اپنے

جس شے پہ پڑی اپنی نظر دیکھ رہے ہین
جلوہ ہے ہر اک رنگ مین دلدار کا اپنے

جو شخص وہی عکس نمودار یہان ہے
ثانی تو نہین پائین گے ہم یار کا اپنے

عابدا یہ کسی شوخ ستمگر پہ فدا ہے
کیا حال کہون مین دل بیمار کا اپنے

غنچہ دل کھلا دیا کس نے
مجھکو خندان بنا دیا کس نے

جلوہ اپنا دکہا دیا کس نے
مجہکو شیدا بنا دیا کس نے

منہہ دکہا کر چہپا لیا کس نے
مجہکو بے ہوش کر دیا کس نے

اوسکی محفل سے یک بیک مجہکو
فکر یہہ ہے اوٹہا دیا کس نے

ظالم و بے وفا ستمگر شوخ
تجہکو ایسا بنا دیا کس نے

ہے تمہاری تو یاد شام و سحر
تمکو دل سے بہلا دیا کس نے

ٹہوکریں مار کر سر مرقد
مجہکو عبرت جلا دیا کس نے

یون جو مخمور دست ہون در ذات
مجہکو ایسی پلا دیا کس نے

مونہہ پہ آنے کو شرم کرتے تہے
مونہہ سے مونہہ اب ملا دیا کس نے

مر گئے لاکہون قتل عام ہوا
اپنا ابرو ہلا دیا کس نے

مجہکو دیوانہ کر دیا ہے ہے
ایسی صورت دکہا دیا کس نے

مجہہ جفا کش کو اوس ستمگر سے
یہہ تعلق لگا دیا کس نے

گر نہین ہے وہ آئینہ رخسار
میرے دل کو جلا دیا کس نے

یون تو عاشق بہت ہین عابد خام
تجھکو پختہ بنا دیا کس نے

رہے شب مین صاحب کہان آتے آتے
مرے گھر مین تم مہمان آتے آتے

نہ آہین نکلتی ہین دل سے نہ نالے
کہان ہو گئے یہہ نہان آتے آتے

گئے جانب غیر کترا کے رستہ
یہہ کیا اونکو سوجھی یہان آتے آتے

بھلا تھا وہ چہکہ ہی آنا تمہارا
کیا تمنے رسوا عیان آتے آتے

خبر تھی مرے گھر مین آنیکی اونکے
گئے پھر کہان مہمان آتے آتے

کہون کیا مین عابد کہ ہنگام وعدہ
رکی اونکے ہونٹون پہ ہان آتے آتے

پر ہین شیشے شراب خانیکے
دن ہین یہہ توبہ آزمانیکے

دور مین میرے ذکر مجنون کیا
جھوٹے قصہ ہین اوس زمانیکے

طوف کعبہ کیا کرین زاہد
ہم ہین قربان اوس آستانیکے

مانگ کر بوسہ ہین ہوا مجرم
آدمی آگئے ہین ٹھانیکے

تیر دلبر لگکے اوسنے کہا
ہم ہی تھے قابل اس نشانیکے

جبین ملنا ہے ہمکو اب رشوا
قہر ہوتا ہی ہوے ستانیکے

اونکو ہم مانتے ہین
آدمی جتنے ہین

کیا اپنا سخن قطعہ الماس نہین ہے
اے جوہری آ کہ یہ ملکی تیرے پاس نہین ہے

یہہ جان چکے ہین کہ شفا اسکو نہ ہوگی
کوئی مرض ایسا کی دوا اس نہین ہے

گل ہونگے بہت ہم نے گلستان جہان مین
اوس سا تہ گلزار کی بو باس نہین ہے

سینے ہو کیا منتخب اس بت کو جہان مین
ایمان کی یہہ بات ہے وسواس نہین ہے

اے منعم زردار نکر چشم حقارت
دل میرا غنی ہے ابھی افلاس نہیں ہے

دل نے میری قندیل سی ہے روشنی دیکھی
جلتا ہے یہاں خون جگر گیاس نہیں ہے

سنتا ہوں کہ وہ آئیں گے کل بہر عیادت
دم بھر بھی تو جینے کی مجھے آس نہیں ہے

مرنیکی خوشی ہے مجھے اے رشک مسیحا
پھولا ہے خوشی سے یہہ دل آماس نہیں ہے

یون لب جو مرے خشک ہین ہے عشق کی گرمی
پیاسا ہون ترا اور مجھے پیاس نہیں ہے

عابد کو ہے امید ترے فضل و کرم کی
یہہ آس ہی بس اور کوئی آس نہیں ہے

ہوے آشنا گنج اسرار کے
بنے یار ہر یار و اغیار کے

مزے ہین ہمین دشت و گلزار کے
کہین دوست گل کے کہین خار کے

مسلمان رخ زلف ہندو ہوے
شب و روز ہین جلوے یہہ یار کے

نہین خواہش خلد کچھ واعظو
کہ ساکن ہین ہم کوچہ یار کے

کیا کرتے تھے جنسی ہم تماک جہانک
وہ روزن ہوے بند دیوار کے

کیا کسقدر تمنے افشاء راز
سزاوار عابد اہو تم دار کے

ہمین دیدار حاصل ہر گھڑی ہے
تری تصویر آنکھونمین کھڑی ہے

لڑی موتی کی نیلم مین جڑی ہے
تہ دندان جو یہ لب پر دھڑی ہے

اگر دام شکار دل نہین ہے
یہ چوٹی کسلئے پیچے پڑی ہے

دکھاتے ہین وہ برہم کے ہوا آنکھین
اجل گویا مرے سر پر کھڑی ہے

مرے رونے پہ وہ کہتے ہین ہنسکر
برستی ایک ساون کی جھڑی ہے

مین بیزار اس جہان سے اسلئے ہون
یہہ دنیا کا تماشا اک گھڑی ہے

سخر کرلیا ہے جس کو دیکھا
ترا تعویذ جوگی کی جڑی ہے

در دندان کے عابد ہین جو اوصاف

ترا ہر شعر موتی کی لڑی ہے

مصروف غمزہ جونکہ فتنہ گر ہوئی
آمادہ کسکے قتل پہ تیری نظر ہوئی

جب شب کو بام پر وہ پری جلوہ گر ہوئی
شرم و حیا سے دور ضیاء قمر ہوئی

جب سے جدا ہوا ہون مین تجھ سے ہر ایک شب
تیری ہی یاد مین مری اکثر سحر ہوئی

عاشق جگر خستہ سہی دل سہی
کیون اوسکی نقل گھر مین ترے بہر ہوئی

اب فخر ہمکو ہو گا زمانے مین دیکھنا
اہل وفا کی قدر انہین بیشتر ہوئی

اچھی جگہ نکالی ہی پیر دی تاک کر
دل مین مرے وہ رشک پری جلوہ گر ہوئی

اب کون کون تیرے ہوئے ہین مقتل دیکھیے
تلوار مرے یار کی زیب کمر ہوئی

کس طرح سے ترے ہین کسی ہین داغ داغ
کچھ عاشقون کے دلکی تجھے بھی خبر ہوئی

روتا ہون تیرے ہجر مین اشوخ مین مدام
میرے لئے بھی تیری کبھی چشم تر ہوئی

دل کے ہی پارا ور کلیجا بھی چھد گیا
برچھی ہمارے حق مین تمہاری نظر ہوئی

ٹھوکر بھی تیری اوسکے نہین سر زمین سے — میری جبین اگرچہ ترا سنگ در ہوئی

مارا ہے سیکڑونکو تو بسمل کئے ہزار — تیری نگاہ تیز ستمگر جدہر ہوئی

کس طرح وعدہ پر ہو ترے ہمکو اعتبار — اک بات بھی کبھی نہ تری معتبر ہوئی

افسوس داں اثر نہوا اوسکے دل مین کچھہ — یان رات میری آہ و فغان مین بسر ہوئی

عابد کو کہتے سنتے زمانہ گذر گیا
تسکین قاصدون سے نہ اوسکو مگر ہوئی

ہر لب پہ ہر گفتگو تمہاری — ہر دل مین ہے آرزو تمہاری

دندان مین گہر کف و دیدہ ابرو — دونون سے ہر آبرو تمہاری

گلزار جہانکے گل ہین جتنے — ہر اک مین بسی ہے بو تمہاری

جو ڈہونڈے تمہین وہ آپ گم ہو — کیا خوب ہے جستجو تمہاری

یہہ ہو گئی ہے ہر کسیکو مرغوب

عابدا جو ہے نیک خُو تمہاری

سُنا کرتے ہین ہم کہانی تمہاری
یہی یاد رہتی ہے جانی تمہاری

بڑی جوش پر ہے جوانی تمہاری
جو ہو وصل ہو مہربانی تمہاری

اگر داد ملجاے مجکو وفا کی
مری آبرو قدردانی تمہاری

ہزارون حسینونکو دیکھا ہی ہمنے
الگ سب سے ہے طرز جانی تمہاری

مجھے اپنا عاشق بنا تو چکے ہو
یہ کس سے ہے پھر لترانی تمہاری

نہ شیرین کا قصہ نہ لیلیٰ کا ہی ذکر
یہان ہوتی ہے قصہ خوانی تمہاری

پتا ہی نہین ہے دہان و کمر کا
شبیہ آکے کیا کھینچے مانی تمہاری

کبھی آو گہرین ہمارے بھی صاحب
کرین ہم بھی تو مہمانی تمہاری

تمہارا ہی دم بھر رہا ہون ہمیشہ
میری زیست ہے زندگانی تمہاری

یہی رتبہ اونکا ہی آگے تمہارے
کہ حورین کرین پاسبانی تمہاری

ہزار امتحان ہو چکے ہین ہمارے
یہہ جاتی نہین بدگمانی تمہاری

امیری فقیری مین گو ضد ہے عابد
یہی طرز ہے خاندانی تمہاری

وہ کافر مسلمان ہوا چاہتا ہے
جدا دین و ایمان ہوا چاہتا ہے

ترے پرتو رخ سے ہر ایک ذرہ
مگر مہر تابان ہوا چاہتا ہے

جو زیر و زبر پڑ کے ناظر بنا ہے
رخ اپنا ہی قرآن ہوا چاہتا ہے

ہر اک جا رہا ہے جو خلد بریں کو
جہان سب ویران ہوا چاہتا ہے

انا الحق کا دعوے جو بندے کو ہے اب
خدائی کا سامان ہوا چاہتا ہے

حقایق کے اشعار لکھتا ہے عابد
تصوف کا دیوان ہوا چاہتا ہے

ذکر و تسبیح پر یہہ نخوت ہے
شیخ صاحب کی کیا عبادت ہے

نور اوسکا ہے تیری رگ رگ مین
دلکی بستی ہین کیون یہ کثرت ہے

جسنے تجکو بنایا اے زاہد
رند بھی تو اوسیکی صنعت ہے

بیخودِ شوق کو نہین معلوم
کون ذلت ہے کون عزت ہے

ذبح کر پوچھتا ہے کیا قاتل
کونسی تیرے دلمین حسرت ہے

اپنی تعریف غیر کی تو ہین
اچھے لوگونکی کب یہہ خصلت ہے

کیون پھرتا ہے مغز اے ناصح
یونہین بک بک کی تجکو عادت ہے

کلمہ گو ہو کے اور عشقِ صنم
تجھسے عابد یہ سخت حیرت ہے

وہی یار کا یار جو ماہ رو ہے
کہلی چاندنی اوسکی یہہ کو بکو ہے

یہہ نطق و سخن تیری ہی گفتگو ہے
نہین میری ہستی فقط تو ہی تو ہے

ہوے ہین جو وحدت سے کثرت مین داخل
ہماری یہان اوسلیے آبرو ہے

نرکھہ باز تو اوسکی نصیحت سے ناصح
کہ فرمایا اوسنے کلو الشبروا ہے

اشارہ سے ابرو کے مارا ہے تونے
عجب خاصیت تیری اے جنگجو ہے

نہ طاعت سے خوش ہے نہ عصیان سے ناخوش
غنی ہے وہان بے نیازی کی خو ہے

یہہ ناصح یہہ صولت یہہ عابد یہہ حافظ
یہہ سب تیرے بندے ہین اللہ تو ہے

جو شہرگ کے نزدیک اسرار ہے
ملا نحن واقرب سے میرا گلو ہے

جو نکلا مین وحدت سے پہچانا تجکو
تو کثرت سے اپنی مرے روبرو ہے

تو ہے شخص تو مین ترا عکس ہون خود
جو قامت ہے وہ سایہ ہو بہو ہے

تری ذات مین ہے جو میری صفت گم
مجھے اب کہان پھر تری جستجو ہے

یہی گوش زد ہوش کرتا ہے مجکو
کہ دیوانہ جسنے بنایا وہ تو ہے

غزل سنکے عابد سے کہتے ہین زاہد

یہہ ساری حقایق کی خوش گفتگو ہے

غصہ مین تم جو میان سے تلوار نکالے
ہم بھی جھکا کے سر کو وہین دھار پہ لیچلے

خواہش ہوئی کہ وصل بھی ہو جاے اک ادا
جب خود اونکے لب سے رخسار پہ لیچلے

ایسا ہے میرے پاس جو اللہ نام دون
اک جان نہی کہ وہ بھی ستمگار پہ لیچلے

اب بھی نہین بہروسہ ہمین تیرے قول کا
گو لاکہہ تجھسے وصل کے اقرار پہ لیچلے

عابد اب اور کرتے ہین کیا زندہ دیکھئے
غرت تو میری راہ مین میخوار پہ لیچلے

دنیا سے ہم یہہ ایک دل زار لیچلے
اور دوسرا فقط غم دلدار لیچلے

ہے جلوہ گر جو بام پہ وہ غیرت مسیح
ہم بھی برائے اندر دل زار لیچلے

اپنی غرض جتاتے انہین سنتے غیر بھی
ہم دلکی بات دل ہی مین دلدار لیچلے

رنگت زمانیکی ہے جدا ہے درخت ایک
گل لیچلے کوئی تو کوئی خار لیچلے

منصور کا مقولہ تہا حق مفتیٔ زمان
تقصیر کیا ہوئی جو سو دار پر چلے

عابد بنا کوئی کوئی آزاد بنگیا
دنیا و دین کا لطف یہی یار پر چلے

پوچہا نو تم خدا کو تو تمکو خدا ملے
اسپر عمل ہو یار تو دیکہو مزا ملے

میر اسخن جو جہوٹ ہو مجکو سزا ملے
سچی اگر کہون تو پہر انعام کیا ملے

بوسہ ہو سیدہ رخکا کہ عناب لب کا ہو
بیمار عشق ہون مجہے کچہہ تو دوا ملے

دل لیکے اوسنے بوسہ رخ تو دیا مگر
دیکہون تو مجکو اسکے سوا اور کیا ملے

عابد میں کیا کہون مری قسمت کی بات ہے
جو آشنا ملے مجہے وہ بیوفا ملے

وہ سر راہ ہین ابرو کو ہلاتے جاتے
اس اشارہ سے ہین عاشق کو بلاتے جاتے

آپ جسدن سے مرے دل مین ہین آتے جاتے
رفتہ رفتہ ہین محبت کو بڑہاتے جاتے

دیدۂ تر کا یہہ رونا مجھے رہتا ہے مدام
عمر گذری ہے یونہین اشک بہاتے جاتے

دل دکھانیکی یہہ عادت نہین اچھی ناصح
دیکھہ پچھتائیگا تو ہم مین سناتے جاتے

اسطرح دونو طرف آگ لگاتے ہین رقیب
اوسکو بھڑکاتے ہین اور ہمکو جلاتے جاتے

عابد اب ہم تو ہین مصروف عبادت ہر وقت
حشر کا حال ہے کیون آپ سناتے جاتے

اک شکل مجسم نورانی
آ بیٹھے ہو دل مین وہ جانی

تم عشق حقیقی کے بانی
پھر کون نظر مین ہو ثانی

اب کوئی نہین تیرا ثانی
تو غیرت یوسف ہے جانی

ہو جاتے ہین عفو قصور تمام
اب ہو گیا فضل رحمانی

مین ایک خدا کا بندہ ہون
سب میری نظر مین اک آنی

دیکھا جو تمہین مجنون وہ ہوا
کیا بات تمہاری ہے جانی

اک خلق خدا ہے تجھہ پہ فدا
عابد ہی نہین کچھہ قربانی

دیکھہ لو نام و نشان یار و یہہ سب ہے لاشئے
یہہ حویلی یہہ مکان یار و یہہ سب ہے لاشئے

تخت بھلائی دوکان یار و یہہ سب ہے لاشئے
سودا ارزان کہ گران یار و یہہ سب ہے لاشئے

اوسکی قدرت کے سوا اور نہ دیکھا نہ سنا
ماسوا اوسکے یہان یار و یہہ سب ہے لاشئے

نظر آتے تو کچھہ اوصاف بھی اونکے لکھتے
ہندسہ ہیں نہ بیان یار و یہہ سب ہے لاشئے

ایک ہے چار طرف اوسکا ہی جلوہ عیان
اور باقی ہے گمان یار و یہہ سب ہے لاشئے

ہست و خاک برابر ہین ہمارے نزدیک
کچھہ یہان ہے نہ وہان یار و یہہ سب ہے لاشئے

بادشاہی بھی فقیری بھی ہین دونون ایک چیز
ہے ثبات اسکو کہان یار و یہہ سب ہے لاشئے

کوئی عابد سے ذرا پوچھے حقیقت انکی
کیا زمین اور زمان یار و یہہ سب ہے لاشئے

ملک دل آباد کیون کیسی کہی
شاد ہوا ہے شاد کیون کیسی کہی

دوست تیرے شاد کیون کیسی کہی
ہون عدو برباد کیون کیسی کہی

عدل و انصاف شہ محبوب سے
ہے دکن آباد کیون کیسی کہی

مر گئے اعدا بھی تم خوش رہو
لو مبارک باد کیون کیسی کہی

وہ کہان لطف و کرم ہین آپ کے
کیجئے ارشاد کیون کیسی کہی

تم بہت دن سے ادہر آتے نہین
کرتے ہین ہم یاد کیون کیسی کہی

قدر دانی آپ پر ہی ختم ہے
سچ کہو اوستاد کیون کیسی کہی

آرزوے سیر گلگشت ارم
لگیا شداد کیون کیسی کہی

نرگس شہلا ہے پیش چشم یار
کورما در زاد کیون کیسی کہی

کم نہین قامت قیامت سے ترا
غیر شمشاد کیون کیسی کہی

داغ آئے بنگیا یہہ شہر بہی
ہے جہان اباد کیون کیسی کہی

غیر سے خوش ہم سے ناخوش صبح و شام
سن تو یہہ فریاد کیون کیسی کہی

شکل کوئی اور ہی ہے یا رسی
سچہہ تو کہہ بہزاد کیون کیسی کہی

اک نگہہ کر بہر قتلِ عاشقان
اے ستم ایجاد کیون کیسی کہی

جان شیرین عشق شیرین مین نہ کہہ
سن تو لے فرہاد کیون کیسی کہی

حضرت آصف صلہ اللہ
عابد آپ کو
روز ہوا مداد کیون کیسی کہی

حیران ہون یارب آج مجہے یہہ صبح سے کیسی وحشت ہے

بیچینی سی بیچینی ہے کچہہ اور ہی دل کی حالت ہے

یہہ نحن اقرب کا تو بیان قرآن ہے سارا دیکھو عیان

بندے ہوئے تو بہی دور نہین اللہ سے حاصل قربت ہے

معشوق مجازی ہو کے کہین عشاق مین عاشق بنکے بسے

دیکھا ہے جدہر پایا ہے اودہر ہر جا یہہ تمہاری علامت ہے

تو اصل تو مین ہون نقل اوسکی تو مغز تو اوسکا پوست ہو مین

جز اوسکے کہان ہے مجھکو نظر ہان یہہ بھی تیری کرامت ہے

مین ڈھونڈ رہا تہا نیرا تیا اپنی ہی خبر دل رکہتا تہا

پایا ہون جو اب تجھکو بخدا تو آپ ہون گم یہہ حیرت ہے

الفاظ تو ظاہر جانتے ہو معنی کی نہین کچھہ تمکو خبر

تم کیسے عارف ہو عابدا یہہ کیسی تمہاری عبادت ہے

جانان برخت نقاب تا کے	از عاشق خود حجاب تا کے
رحمے بنما و لطف فرما	بر بندۂ خود عتاب تا کے
از شہر شراب شوق مستم	این بنت عنب خراب تا کے
پیریست کنون و شد جوانی	لہو و لعب شباب تا کے

از سوز سینہ ہا بردن شوا یدل	این دغدغہ عذاب تا کے
دریاست شام جان ببو سیش	خطر اگر دگلاب تا کے
بحر کرم است دملا ظلم	عصیان مرا حساب تا کے
دربان جگر بدست دارم	شوق گزک و کباب تا کے
از علم یقین شدہ کشودم	بحر است بپا حباب تا کے
دریائے محیط ہست ہر جا	این جہل تو اے سراب تا کے

عابد تو با و سپار خود را
جنگی ملکی خطاب تا کے

مخمسات

مخمس بر غزل جناب امیر احمد صاحب مینائی المتخلص بہ امیر

سورۂ اخلاص ہے ارشاد اپنے شاہ کا	پایا با فیض احد رتبہ فنا فی اللہ کا

خاک پر نقش قدم رو کش نہ کیوں ہو ماہ کا
نور وحدت سے یہ عالم ہے دل آگاہ کا
مہر ہے ایک ایک ذرہ میری گرد راہ کا

بحر ہستی میں عجب لہر اٹھا ہے لا الہ
تا بساحل موج زن سیلاب سا ہے لا الہ
خود نمونہ ظاہر اگر داب کا ہے لا الہ
فی الحقیقت غوطہ بحر فنا ہے لا الہ
ہے ابھی اس بحر سے ذکر الا اللہ کا

بیوفا ہے قصد دنیا کی الفت سے گذر
اس جہاں میں سیر اور عیش و عشرت سے گذر
بندہ ہو ہو کے تو ہر ایک علت سے گذر
حق سبحانہ چاہے تو مقاد و دولت سے گذر
منزلیں طے ہو تو ہے حاصل محبت اللہ کا

ہو صداقت سے بھری وہ خوبی گفتار ہو
وعدہ ہو یا قول ہو پیمان ہو یا اقرار ہو
بات میں اک بات ہو اور بات میں اسرار ہو
صحبت احباب یا دربار یا سرکار ہو
بات وہ کہیے بھلا ہو جس میں خلق اللہ کا

راست دل پر فیض تا خوش فاقہ نکی عشق کا
اک الف احمد احد کا صاف جلوہ کر گیا

گلشن وحدت کے غم مین مثل شبنم رو دیا
آنسو نکا جوش یہہ ذکر الٰہی مین ہوا

بنگیا سینہ وکنار جو الف اللہ کا

ای دل اب عشق حقیقی کو بجان مرغوب کر
مصطفے محبوب حق ہین اونکو تو محبوب کر

آگیا ساحل آ باری غوطہ خواری خوب کر
گوہر مقصد ملا بحر سخن مین ڈوب کر

تہ کو جب پہنچا تو مضمون ہات آیا چاہ کا

ہوگیا ملک دکن مین گو کہ عابد اے اسیر
پر مدینہ کی سکونت چاہتا ہے یہہ حقیر

صدق و رفعت زیارت سے اوسے بخشینگے پیر
نور ایسا دیدہ دل کو خدا بخشے امیر

سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

خمسہ بر غزل حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمہ

ئے احمد مین چھپا ہا مجھے معلوم نہ تھا
صورت پیر بنا تھا مجھے معلوم نہ تھا

جلوہ آدم مین کیا تہا مجھے معلوم نہ تہا
شکل انسانی مین خدا تہا مجھے معلوم نہ تہا

حق سے ناحق مین جدا تہا مجھے معلوم نہ تہا

تہا جو مکتب کا پڑا ہو گیا بیفائدہ سب
من عرف سیکھنے سے ذہن مین آیا مطلب

مصحفی چہرے سے بندے کے خدا دیکھا کب
باوجودیکہ ترا مژدہ نحن اقرب

گرچہ قرآن مین لکہا تہا مجھے معلوم نہ تہا

ملگئی جبکہ صفت ذات کی آب و گل مین
بادو آتش کی تجلی ہوئی آب و گل مین

ہے تعرج کا تنزل سبھی آب و گل مین
ہوکے سلطان حقیقت سے آب و گل مین

دربدر مثل گدا تہا مجھے معلوم نہ تہا

مہر جس شکل سے ہو جاتا ہے شبکو مخفی
اسطرح تخم مین پوشیدہ ہی نخل اور ڈالی

آکے تفصیل مین اجمال جو بہولا آپ ہی
مطلع دلپہ مرے چہایا تہا نگار خودی

چاند بدلی مین چہپا تہا مجھے معلوم نہ تہا

وصل مین ہجر کے صدمہ کو اوٹھایا ناحق
ہوگیا اپنے رویکا مجھے ہوکا ناحق

شیخ و کافر سے پتا یار کا پوچھا ناحق
ایک بت حرم و دیر مین ڈھونڈا ناحق

سیمبر بر مین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بند جب آنکھہ ہوئی یار کا چہرہ دیکھا
لب جو مسدود ہوئی اوسکا ہی جلوہ دیکھا

حیا باد اب کیا مین کہون آپ سے کیا کیا دیکھا
ہوکے خاموش عجب سیر و تماشا دیکھا

رنگ بے رنگ ہوا تھا مجھے معلوم نہ تھا

خمسہ بر غزل جناب کریم اللہ شاہ صاحب عاشق چشتی

دیکھے یہہ بہید نیا ہوگیا
ہوش و خیال اپنا ہوا ہوگیا

اب مجھے کہنا یہہ روا ہوگیا
مظہر یچون جو خدا ہوگیا

آپ ہی رب عبد نما ہوگیا

اپنی یہہ صورت ہے سو شکل صنم
آپ ہی خود اپنی ہو شکل صنم

مد نظر کیون ہو شکل صنم | برزخ کبرا ہے جو شکل صنم

سجدہ بیت مجھپہ روا ہو گیا

تم تو ہو واللہ عجب فن کے شخص | بیٹھے ہو آئینو نمین بن بن کے شخص

راست الف سا دہین تن کے شخص | عکس خود آتا ہے نظر بن کے شخص

آئینہ سینہ کا صفا ہو گیا

آتش الفت گئی دل مین سلگ | آپ سے مین ہو گیا یارو الگ

دہیان جب اڑ سکے گئے مجھسے بلگ | دفعتًا اب خلوت ہمازن تلگ

ذہن مرا آپ رسا ہو گیا

عابد اب اک بندۂ رازق ہو نمین | دوستی مین یار کے صادق ہو نمین

وصف سے عاشق کے جو ناطق ہو نمین | خواجۂ اجمیر کا عاشق ہون مین

ترک جہان کر کے گدا ہو گیا

خمسه بر غزل حضرت مولوی نیاز احمد صابر بدخشانی رحمة الله علیه

یاد رخسارش چو بلبل سوی گلزار آورد
طوف مژگانش مرا در دشت پرخار آورد

کاکلش غلطان بدوداه دشوار آورد
هر زمانم قامتش در ناله زار آورد

ترسم این نخل بلا دیوانگی بار آورد

نشتر جراح دیره بر رگ مجنون چو جا
جسم لیلی شد بخون رنگین از سر تا بپا

سعد اسمار اکشیده همچو کاه و کهربا
جذبه عشق زلیخا یوسف صدیق را

از درون چاه کنعان سوی بازار آورد

لذت عشق ای هوس بین کم از اکسیر نیست
وصل معشوقه چو خواهی حاصلش جز پیر نیست

سر بتسلیم و رضا نه غیر این تدبیر نیست
تلخی هجران عاشق خالی از تاثیر نیست

بلبل صحرا نشین را سوی گلزار آورد

بود کار انجم شماری در شب فرقت مرا
نیست غیر از آه و زاری و فغان وصلت مرا

هست با چشم فسون سازش بی‌الفت مرا
همچو یک شیشه ساعت بهر ساعت مرا

نرگس شهلای آن سرخ تمگار آورد

از گنه هرگز نمالم دست مانند مگس
من بپای پادشاه چشت دارم دسترس

جز غفور و شافع محشر ندارم پیش و پس
ناامید از رحمت حق کار شیطانست و بس

رحمت او عاصیان را سوی دیدار آورد

بسکه در عالم همه طلاجیش مشهور بود
از مے توحید بیتک دایما مخمور بود

حق رسی حق دانی حق گوئی بحق مذکور بود
آتش عشقیکه پنهان در دل منصور بود

سر بر افراز کرده سرش را بر سر دار آورد

راز حق بے صاحب باطن بکس معلوم نیست
در حضور پیشگاه او کسے مغموم نیست

هیچگاه موقوف فضل قادر قیوم نیست
هیچکس از بارگاه ایزدی محروم نیست

فیض عامش بیدلانرا سوی دلدار آورد

ہر کرا تقدیر رو آورد در صحرا دون
می نشیند یک نشیمن گاہ دیدہ جادون

میدہد تعلیم عصیان ہر زمان اعدا دون
ہر گناہی را سزائی ہست در دنیا دون

کفر کافر را بگردن طوق زنار آورد

عابدم خوانم دعا یا کریم و یا رحیم
با نیاز احمدی دریافت صولت مستقیم

عاصیانرا نگہت غفران سحر بخشد کریم
زاہد انرا طاعت اندر کف بود نزد کریم

مجرم مسکین گناہی پیش غفار آورد

خمسہ بر غزل جناب کریم اللہ شاہ صاحب عاشق حسینی

ہم اپنے سوا غیر کو پوجا نہیں کرتے
ہنہ دیر و حرم کی طرف اپنا نہیں کرتے

اپنے کو جو ہم پائے نہیں کیا کیا نہیں کرتے
ہم اپنے سوا غیر کو سجدہ نہیں کرتے

کچھ اپنے بغیر اور کو پایا نہیں کرتے

وہ شوخ ستم گر ہو تو دلدار ہو کیسا
وہ مہر ستمگار جفاکار ہو کیسا

کہنا بخدا آپ کہ وہ یار ہو کسا
ہم آپ ہین جب ایک تو دیدار ہو کسا

کیون اپنے کو پھر آپ ہی دیکھا نہین کرتے

ہان تیری طبیعت بین بہت کچھ ہو لہر اشر
یون رد بر و لوگون کے مذمت نکیا کر

مہنہ کہول اسطرح خدا آتو ذرا ڈر
نکفیر مین زاہد نہ ہماری ہو تو کا نر

آپ اپنے سوا غیر کو پوچھا نہین کرتے

بیمار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہلے
سرشار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہلے

میخوار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہلے
بدکار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہلے

جو کچھ کہ ہم کہتے ہین بیجا نہین کرتے

صورت جو وہان آتی ہین بخواجہ چشتی
دل عشق مین معلے تے ہین بخواجہ چشتی

عابد تیرے بجاتی ہین بخواجہ چشتی
عاشق تے کہلاتی ہین بخواجہ چشتی

جو کچھ ہے تو ہے اور کی پروا نہین کرتے

خمسہ بر غزل حضرت امیر جام زندہ پیل علیہ الرحمۃ

جو شراب معرفت پیکر سے چھکے
خوب ہی عرفان کی لذت چکھے

ایسا ہوا مست مدام جب چلکر تھکے
صد ہزاران آئینہ تمثال ہے یکے

ہست کس را اندریں معنی مشکے

قطرہ و بحر و حباب و موج و ما
دیدۂ ظاہر بین ہے ہر یک جدا

کھولکر چشم بصیرت کو ذرا
گر ہے کے دالی ہے یکے بینی ہمہ

زانکہ اندر یک نباشد جز یکے

معرفت کی گفتگو ہے بے نوا
جسکو سنکر ہے ہر یک بیقرار

دل تو میرا ہے اسی پر مستوار
وحدت اندر کثرت آمد آشکار

بر کشا از راہ بینش چشمکے

آئینہ ساہو کوئی گر باصفا
اوسکے ہی آئینہ مین اوسکو دکھا

دوست اپنا کون ہے اپنے سوا | گر ہمی خواہی کہ بینی دوست را

بر جمال خود نظر کن اندکے

پی لیا ہے جو مئے اُلفت کا جام | پا گیا عابد ا عبادت ہے نام

اپنا ایسا ہے تصور صبح و شام | گشت تمّم الفقر احمد را تمام

فخر دارد از پلاس و چرکے

خمسہ بر غزل حضرت شاہ خاموش علیہ الرحمۃ

بخت کی ہوتی نہیں تحریر اپنے ہاتھ سے | اور پیش آنکی بھی تسطیر اپنے ہاتھ سے

بے رضا بر ہستی نہیں توقیر اپنے ہاتھ سے | تو نکر اپنے لئے تدبیر اپنے ہاتھ سے

کام کرتی ہے تری تقدیر اپنے ہاتھ سے

ہین حروف حرص خالی دیکھ اے مرد خدا | صرف طمع کیمیا مین کھو نہ اپنی زندگی

ہان گداز عشق مین ہو کر کثافت سے بری | قلب اپنا صاف کر لے سونا رو ہی رہی

پنڈت پارس رام اور اکبر اپنے ہاتھ سے

ہے محمدؐ کی حقیقت سے ظہور خاص و عام
برزخ اکبر سے مین ہین پیدا اور ہندو و کام

کر کے حاصل صلح کل ہر ایک سے توضیح و شام
اکبر سے کرام رام اور شیخ صاحب کو سلام

حقہ کہنچی ہے یہی تصویر اپنے ہاتھ سے

یار کے ملنے کا حاصل ہے جواب علم الیقین
جانتے ہین ہیدا پنا پاکبا اور اہل دین

راز معشوقین کا ہر اک پہ واہوتا نہین
عاشقونکے رمز گر چاہین کرامًا کاتبین

کیا ہے طاقت جو کری تحریر اپنے ہاتھ سے

خیر و شر منسوب جس سے ہے وہ خود اپنا گواہ
جابر و مجبور جب ہے اپنی نگاہ

عیب ہین اپنے حفظ مراتب کی بنا
ہے ادب منظور تجھکو تو سمجھ اپنا گناہ

گو نہین کرتا ہے تو تقصیر اپنے ہاتھ سے

عاشقان جرم و خطا اپنی خود ڈالتے ہین سب
واسطے بخشش کے ہین سیط شہنشاہ عرب

تعا بدا کبر ہی ہمراہی مین باغرو ادب	والمن آلو دہ اگر خاموش ہو تو کیا عجب

پاک کردین حضرت نبیرہ اپنے ہاتھ سے

ٹھمریات وغیرہ متفرقات

اللہ کو پکارون آپ طلین یہہ بات تمہاری ہے نیاری

ہو مشکل مین بندیکے مولا یہ گہات تمہاری ہے پیاری

ڈھونڈون تمہین جہان دیکھون تمہین جدہر ہر جائے تمہین ہو پیش نظر

قیدی نہین جو کیجا یہ رہین یہ سات تمہاری ہے ساری

شطرنج ہے عرفان کی تاری تم کھیل رہے ہو جو بازی

گر جیت لیے باطنازی یہ مات تمہاری ہے بہاری

دیوانہ یہ دل ہے صبح و مسا معشوق کے جا زلفون مین پھنسا

اور ہو کے مخاطب کہنے لگا یہ رات تمہاری ہے تاری

عابد ہی عبادت کرتا ہے راہب ہی ہمی پر مرتا ہے

کیا خوب صفت ہے یہ تم مین یہ بات تمہاری ہے جاری

اے میرے جانی اے میرے جانی تجھسے کہون کیا اپنی کہانی

تجھہ پاس اپنی ہے قدردانی کاہیکو برپا پھر قصہ خوانی

سبکی سنونگا اپنی کرونگا یہ ہی طریقہ اپنا رکھونگا

اسمین نہ ہرگز کچھہ فرق معنی ہاتون مین تیرے ہی میری بانی

مین تو ہوا ہون وحشی و حیران چاہت کا تیرے اب ہون خواہان

ایسا ہو تو پھر کون جانی مجھہ پہ کریگا آمہ[illegible]انی

تجھکو مین دیکھا تو اوسکو دیکھا گر تجھکو پایا تو اوسکو پایا

کہتے اسیکو ہین خوش بیانی مضمون ایمان ہے من رآنی

اللہ باقی ہمن کل فان قرآن مین دیکھو خوب اسکے معنی

عابد ہو معبود باقی ہے فانی کچھ نہ رہیگا رہ یار جانی

ٹھمری

مرے والی خواجہ چشتی — او بنہ قربان عمر بہشتی
سیس لیڑ نا پار اوتارو — کہیں ڈوب نجاے کشتی

ایضاً

تیرے کرن کا پھندا — جیسے کاری بریا چھندا
تن دن راکھو کرم و شفقت — دل سے پیا مین تیرا ہوں بندا

ایضاً

کہنی کہنی بوندن برسے پانی — ایسے سمے مین آمل جانی
وادر مورپیہ بولے — ساون دی مہمانی

ایضاً

یا تیر نجارا مارا رے	پیا سگر چتر ہمارا رے
جب نکلے باغ تماشے کو	جیا عابد پر نے وارا رے

ایضاً

بے درد ان تال پیت ناکر نا رے	بگین مین پگ دھر نا رے
عشقو مذا داگ سلگت من مین	منو مذا اُبلی جھر نا رے

ایضاً

کیسی لاگ لگائی رے میرے جانی تو	داگ پر داگ لگائی رے میرے جانی تو
تر پت جیر اجلت کلجوا	ایسی آگ لگائی رے میرے جانی تو
بل بل جاؤں من عابد کے	پھو لو مذا باگ لگائی رے میرے جانی تو

تمت

تواریخ شائع طبع دیوان

از نتیجۂ فکر فلک فرسا پادشاہ سخن اوستاد زمن عالیجناب نواب مرزا خان بہادر نواب ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بلبل ہند جہان اوستاد حضرت داغ دہلوی مدظلہ العالے

اوستاد مصنف

اے بہادر جناب صولت جنگ	ہمنے دیوان آپکا دیکھا
دین و دنیا کا ہے مزا اسمین	چاہیئے اسکو دیدۂ بینا
کیسے باہم ہین شوخی و تمکین	کیسے توام ہین لفظ سے معنے
اسکو حسن قبول دے یارب	داغ کی اب یہی ہے دل سے دعا
سال پوچھا جو ختم دیوان کا	چشمۂ فیض حامد۔ اسکو کہا

چکیدہ قلم مرصع رقم بحر مواج سخندانی مہر انور سپہر جاد و بیانی عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد المتخلص بہ شاد

پیشکار بہادر و وزیر افواج سرکار عالی دام اقبالہٗ

شاعر رنگین بیان ماہر ہر علم و فن
قمری سرو کمال بلبل باغ دکن

طبع شدہ نظم او رشک دہ کانتی و عنصری و برہمن
رشک دہ کانتی و عنصری و برہمن

مصرع موزون او سرو گلستان ناز
جامۂ رنگین او صد چمن اندر چمن

رنگ مداوش ربود رونق زلف بتان
سرخی تنخرف او رشک عقیق یمن

جست چو تاریخ شاد ناظم جادو بیان
گفت سرودش بخوان ۔ طوطی شیرین سخن
۱۳۱۴

تقریظ و تاریخات طبع زاد منبع فضل و کمال شاعر بیمثال حاکم قیل و قال عارف صاحب حال شیخ کامل محقق و اصل عالیجناب مولوی احمد علی صاحب صدیقی القادری المتخلص بقاضی ادام اللہ برکاتہٗ

کہ ہر فقرۂ نثر تاریخ طبع دیوان است

سرنامۂ قصیدۂ قاضی آزاد

۱۴ ۱۳ سر

بسم اللہ سے مہر اقلیم روان طب اللسان ہے ۱۴ ۱۳ ۔ الحمد للہ حمد و ثنائے حق طراز دیبۂ زیب بیان ہے ۱۳ ۱۴ ۱۳

مبداء فیض لاریب منم کن ہے ۱۴ ۱۳ ۔ طلسم گنج علم معاد لاکلام سخن ہے ۱۳ ۱۴ ۱۳

سخن ہنگامہ ارائے سابقہ کلام ہوا ۱۴ ۱۳ ۔ خدا کیطرف سے مصطفےٰ کو پیام ہوا ۱۳ ۱۴ ۱۳

حدیث و قرآن جریدہ دلسوز کلام ہے ۱۴ ۱۳ ۔ اوسپر صلوٰۃ نازان سپر سلام ہے ۱۳ ۱۴ ۱۳

کلام مجید کے صفت مین زبان قاصر ہے ۱۴ ۱۳ ۔ شان جمیلہ جسکی وماہو بقول شاعر ہے ۱۳ ۱۴ ۱۳

سحر حلال کیا نبی اعجاز مطلقہ سر کیا چیز ۱۴ ۱۳ ۔ کلام دلکش بیان برگزیدہ عشق انگیز ۱۳ ۱۴ ۱۳

عابد عاصی ہمت نازک طبیعت کا کلام ۱۴ ۱۳ ۔ دلفریب طالب قبول خاص و عام ہے ۱۳ ۱۴ ۱۳

آئینہ اسرار شراب راز کہن ۱۴ ۱۳ ۔ جلوہ گر معنی زاہد پابند کا توبہ شکن ۱۳ ۱۴ ۱۳

راہ و رسم شیوۂ پاک آداب محبت ۞ رواج سکہ نقد مالا مال بازار الفت

کمال جزو کل نعت و ثناء ری ۞ قانون روزگار غریز سحر سامری

سروح فزا دیباچہ گلستان نادر معانی ۞ باد بہار سر لوح بوستان رازدانی

طغرائے ہوائے آمال ۞ فرمان برق خیال

آرائش دفاتر صنوف کمال ۞ پیغام مفید وصال

شکایت سوز نار ہجران ۞ قصۂ عجیبہ تمنائے وصل مہوشان

طبیعت لآبالی کا نقش و نگار ۞ عنایت کلی استاد کا یادگار

گوہر بصیر نجتہ معانی ۞ درمنثور گنج نطق یزدانی

یعنی وہی ہمارے آشنائی نامدار کا حدیقہ کلام ۞ گوہر نظام حبیب الہام

راستی و وفاداری کا ماہ پارہ آئینہ ۞ بام نگاہ محبت و مروت کا زینہ

بنائے محبت کی مستحکم جڑ ۞ سالک آگاہ دلکی بوالہوس جاں مجذوب مزاج کی بڑ

کیا تلاش ہے کیا طبیعت ہے ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ کیا پیکر مجاز کیا عروس حقیقت ہے

وصف پیچیدۂ آب رواں میں دریا ہے ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ لوازم بیان آتش میں آگ کا جوش ہے

خاک کا بیان آدم سرشت عجز کا نمونا ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ ہوا کا ذکر وہی اک طوفان کا سامنا

ہر نقطہ دیوان نکتہ راز دنیا ہے ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ مجاز مبہم سراسر حقیقت ایجاز ہے

کہیں گلستان شادابی کی جہان بیما بہار ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ شوخی گل کلی کی دل جواد بہار

بلبل شیدا کی چہک قمری کا شور ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ طاؤس کا نقش و نگار پرند کا زور

ہمای نسیم بہاری کا ہوا کھلنا نہ مینڈلانا ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ صیاد پاسدار کا حرص سے تلملانا

خزاں کا ملال باندھا تو ہو مچائی ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ سوز فراق بلبل کو لب پہ لایا تو آہ آگ لگائی

دیوان نہیں راز دل کا واقعی خزانہ ہے ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ کلام مستانہ انداز عاشقانہ ہے

ہر مصرعہ مصرعہ ابرو سے لیلے ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ ہر مطلع مطلع حسن منزلیا

زید بنا عزیز القدر صولت جنگ بہادر ۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳ دیوان نہ لا دیا اک دریا سخن بے بہا دے

قاضی دل گداز نے دلنواز جان کنی کی ہے ✤ وہبی تاریخ لکھی ہے
۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳

جلاء تقدیر کا جہان گرم بازار ہے ✤ جہیز کمال کا اوس جا کون خریدار ہے
۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳

اس کلام استوار کا صلہ کیا طلب کروں ✤ منہ اپنا گوہر درد معنی طراز بھروں سے
۱۴ ۱۳ ۱۴ ۱۳

اسی دعوے پہ ختم کلام ہے
۱۴ ۱۳

جلیب خدا پر بس ہیم درود و سلام ہے
۱۴ ۱۳

تاریخات منظوم از جناب موصوف

گلشن امکان مین ہے پیش نظر تازہ بہار ✤ دلفریب عالم ایجاد ہے یہہ حرف کن

کہلاتے ہین ہر جا پہ گل بوٹے نئی انس باغمین ✤ رشک طوبی ہی ہر اک شاخ و شجر ہر بیخ و بن

واہ صولت جنگ کی فکر رسا کیا بات ہے ✤ ہین تلاش نو مین نادر سب مضامین کہن

طبع دیوان کی غرض تاریخ پر صنعت ہی ہے ✤ دلکش عابد میان دلو ان نا سنج بے سخن
۱۴ ۱۳

تاریخ سال فصلی بصنعت لفظی و معنوی

طبع شد دیوان صولت جنگ عابد بهائی | انتخاب روزگار و قوت طبع قوی
اندرین مصرعه ببین مدت نهان و هم عیان | سال فصلی یک هزار و هفت سی صد نمروی
۱۳۰۷ ف

وله بصنعت حروف مهمله در وصف مصنف اگر دو مصرعه پائین که آنرا ابتدا و ضرب گویند محسوب کنند تاریخست

وهو هذه

وه مصدر علم حامل حلم و وداد | وه ماه کمال سالک راه سداد
الهام کا اوسکا اسم و الاہم درس | گوہر اوسکا کلام ہم سلک معاد
۶۳۴ ۱۴ ۱۳ ۶۸۰

وله بصنعت حروف منقوطه

مرحبا صد مرحبا آفرین صد آفرین | عابدا عالی تبار و شاعر صاحب وقار
باعث تفریح دل شد طبع دیوان شما | در جهانست از شما این بهترین یادگار
بهر تحریرین طبعش من ترغیب داد | نور عین یا نظام الدین محمد یادگار

باہمہ تقلیل فرصت شغل پیکاری خوش
بود در التماس ادنی طرفہ گوار

پس درین مصرعہ حروف نقطہ دار آمدنش
طبع شد دیوان خوب لکشا و مہ نگار

۱۴ ۱۳

ولہ

کیا قصیدہ کیا غزل کیا کوئی تاریخ بلیغ
شاعر یمین اپنی قاضی فیض کا سب رنگ ہے

ہے یہہ ظاہر سب پہ ہم جنسی مین آجاتی ہے رنگ
ہے انوکھا رنگ اپنا اور نرالا ڈھنگ ہے

ہان تعالی تو نہین دیتا فقیری کیلئے
مقتضائے شاعری ہے خیر عذر لنگ ہے

روشنی طبع من بر من بلا شد قاضیا
ہے لڑائی مجھسے حاسد کو عدو کو خبگ ہے

ہین دکن مین اپنے ہم بھی رونق ہندوستان
ہندو لے ہین یہان گو ہند سو فرسنگ ہے

آئینہ خانہ مین ہوتی ہے صفا کی پرورش
نہ نشین طینت زنگار وصف زنگ ہے

جوہری کو جوہر ذاتی کی ہوتی ہے پرک
وہ جو جوہر ہے وہ جوہر سنگ جو ہے سنگ ہے

سنگ و جوہر کی حقیقت ایک جوہر کا فرق
کوئی ہمسنگ ترف ہے اور کوئی یا سنگ ہے

ذکر جوہر آگیا تو طبع کے جوہر کھلے
عرض مطلب سے غرض ہی عرض کا رنگ ہے

اہل جوہر جانتے ہیں عرض خواہان غیر
اپنے سے روکش ہون وصفت غیر کا آہنگ ہے

وصف صولت جنگ علدار موقع ہی
وسعت دل صفحہ مدحت کے آگے تنگ ہے

آئینہ کہیے صفای طبیعت کو اگر
ہے کدورت معدم کافور رنگ رنگ ہے

ہے خیال نازک اسکا طایر سدرہ نشین
جبریلی قصد طیای کے ہم آہنگ ہے

اوج مضمون کے مقابل پست ہے چرخ بلند
کوہ تمکین تمکنت کے آگے یک پا ننگ ہے

جزو مین کل کا اثر ہوتا ہان بے شبہ و شک
طبع اوناداس لغت کے اوسطی فرہنگ ہے

بول چال ایسی کہ طوطی بولتا ہی واہ واہ
گفتگو ایسی کہ بلبل کی چہک ہم چنگ ہے

اپنے فن کا آپ پورا ہر ہنر سے بہرا
نسبہ اظہار ہنر سے عار اورننگ ہے

بزم مین آئینہ آیا یا کوی دیوان چھپا
دیکھ بندش کی صفای مجلس نیرنگ ہے

حرف حرف اوسکا گلستان چین ہے موبمو
صفحہ منقوش اوسکا صفحہ ارژنگ ہے

تانکے ڈھیلے ہوتے ہین بندشکی چستی دیکھکر
فکر وہ ہے شاعری کا قافیہ بھی تنگ ہے

ہین عجب عالی مضامین اوسکی کرسی نشین
لفظ ہر یک تاج شاہی صفحہ بھی اورنگ ہے

ہے مرصع بیاض دفتر ہین السطور
اور سواد ورد ثنای متک کے ہمرنگ ہے

ابر باران برق تابان کی نئی تقسیم ہے
فکر معنی آفرین طبع بلند آہنگ ہے

اوسکو شہ لاتو دیوان اوسکا فرمان عطا
فوج اسکی ہر ردیف اور قافیہ ہر جنگ ہے

وصف ہے اظہر من الشمس اوسکا یہ تاریخ ہے
مطلع شمس عطا دیوان صولت جنگ ہے

۱۳ آہ ۱۴

تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال عدیم المثال

جناب میر احمد علیصاحب عصر

عصر صولت جنگ الا منزلت
وہ چہ دیوان گفت گوہر ہا سفت

سال طبعش ہاتف غیبی مرا
فکر صولت جنگ عالی قدر گفت

۱۴ آہ ۱۳

ولہ

حکمت تھی یہہ دیوان چھپا عابد کا
صیحت سے مریضان سخن میں ہمرنگ

تاریخ کے واسطے ہنین فکر ضرور
کافی ہے یہہ جملہ "نسخہ صولت جنگ"

نتیجہ طبع وقاد افضل العرفا اکمل العلما جناب مولوی محمد عبد القادر صاحب ابو طاہر اوستاد عربی مصنف و خلیفہ حضرت مسکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ

شد ز دیوان حضرت عابد
باب اسرار معرفت مفتوح

فی البدیہہ باستمال امر
گفتمش سال۔ چاپ نغمۂ روح

از فکر بلند آسمان پیوند طبع وقاد جناب محمد مظہر علیصاحب اوستاد خوشنویسی مصنف

باکمال صنعت شعر و سخن در معرفت
گشت مطبوع زمان دیوان صولت جنگ ما

چون نمودم فکر سالِ طبع آن کلک خرد
زد رقم - دیوانِ پر عرفان صولت جنگ را
۱۳۱۴

ولہ

از عنایاتِ خدا تصنیف دیوان عجیب
کرد صولت جنگ نواب بلند القاب ما
بہرِ سالِ طبع آن شد در دلم القا غیب
گشت دیوانے بفکر عالی نواب ما
۱۳۱۴

ولہ

جذا طبعزاد صولت جنگ
شد مرتب بوقت و شانے
ہاتف غیب بہر تاریخش
گفت این بے نظیر دیوانے
۱۳۱۴

ولہ

نسخہ نایاب صولت جنگ چون تصنیف کرد
کو در بحر معانی کاندرین دیوان سفت
ہاتف غیب از پے سالش بگوش خاطرم
طبع شد دیوان چہ نیک و دلپسند و خوب گفت
۱۳۱۴

منجد طبع شاعر عالی فکر قادر حسین صاحب المتخلص بہ قادر

میرے نوا کا کلام ہے یہ — جسکے دیکھے سے دلکو ہو راحت
ہے یہی سال طبع کی تاریخ — شوق افزا کلام پر صولت

نتیجہ فکر رسا و طبع زاد طبع پرذکا جناب غلام محی الدین صاحب المتخلص بہ شہباز

مطلع مہر ہے یہ مطلع دیوان کیا ہے — چہرۂ حور ہے یہ صفحۂ دیوان کیا ہے
فکر شہباز نے کی تو یہ کہا از غیب — گنج عرفان کا ہے عابد تیرا دیوان کیا ہے

نتیجہ فکر رسای نادر محمد عبد القادر صاحب المتخلص بہ روشن

تحویلدار فراش خانہ حضور پر نور اتمام مصنف

خوش بخواند گر کسے این را دمے — دور گردد از دلش رنج و غمے
زانکہ از عرفان نشانے میدہد — زخمہای خستگانرا مرہمے
فکر کردم چون بپے تاریخ طبع — ہاتف غیبم ندا کردہ ہمے
نغمۂ روحست روشن برملا — نغمۂ داؤد جان عالمے

نتیجۂ ذی فکر حاجی محمد ابراہیم صاحب سوداگر متخلص بہ آرزو

چو این دیوان دلکش طبع شد از حسن ترکیبش
زہر سو بر مضامینش صدائے مرحبا آمد

بفکر سال تاریخش عدو بیدل شد و گفتم
بہارستان صولت جنگ - از ہاتف ندا آمد

۱۴ ۱۳

طبعزاد جناب سید عبداللہ حسینی صاحب حبشی

نوابِ عظام صولتِ جنگ
حسانِ زمان و فخرِ سحبان

دیوان جو لکھا ہے نغمۂ روح
نظارہ سے مست ہو دل و جان

مقبول جہان پذیر عالم
منظور سخنور و سخندان

غمزہ و کرشمہ ناز و انداز
ہر شعر غزل سے ہے نمایان

مقطع ہے بزنگ مہر روشن
مطلع ہے بسانِ ماہ تابان

تاریخ کی مینے فکر کی جب
دل نے کہا یاد سے اوسی آن

اب روئے بیان سے سال ہجری
کہدے یہ ہے بے نظیر دیوان

۱۳ ۱۴

ولہ

جبکہ صولت جنگ بہادر نے نیا
بعدیل اور منتخب دیوان کہا

چست بندش اور نے مضمون کو
جو سنا جی سے کہا آ مرحبا

یا دہا تفنے سر شاش سے
سال بولا ارمغان بے بہا

۱۳۱۴ ۲

بخوش فکری سیتل پرشاد جیو المتخلص بہ خرم تلمیذ حضرت جناب مولانا فیض صاحب قدس سرہٗ

شد مرتب خوب این دیوان عالی بد دلنواز
ہست یک یک شعر او مقبول عالم دلکشا

خوب در فصلی نوشتی خرم این تاریخ طبع
طبع شد دیوان صولت جنگ موزون جانفزا

۱۳۰۶

طبعزاد رائے بشن داس صاحب علاقہ نظم جمعیت سررشتہ کاعالی

نغمۂ روح از کمال شوق دل
کرد تصنیف عابد مقبول فیض

بحری و فصلی ازین مصرع بدان
مظہر لطف آمدہ ۔ مشمول فیض

۱۳۰۶ ف ۱۳۱۴

ولہ

نغمہ روح باشعار لطیف و فایق — فرحت افزای دل طبع سخندان آمد
سال طبعش بے ہا لفت غنی گفتہ — چشمہ نور سخن - نظم درخشان آمد
۱۳ ۱۴

ولہ

نغمہ روح ز تصنیف جناب عابد — مشہر گشتہ در آفاق ز فضل یزدان
سال طبعش بس عیسوی اندر طبعم — نظم خوش - گشت ازان گلشن عالم خندان
۱۸۹۶

ولہ

دیوان نغز شد چو مرتب بفضل حق — موسوم گشت نغمہ روح از پئے بقا
نظم است آنکہ معرفت و راز معنوی — خیزد بصد ترانہ ز ہر شعر بر ملا
دانشوران معرفت و اہل معنوی — مست الست گشتہ ازان روح دلکشا
شاعر برائے سال بسمت خیال کرد — در مصرع اخیر سن و سال شد ادا

شعرای هند و راه شناسان علم و فضل | گردیده اند شیفته بر نظم خوشنوا

۵۳ | ولہ | ۱۹

نو بہار چمن فیض و کرم صولت جنگ | نام اصلیش کہ میر عابد علیخان آمد
بمذاق سخنش ہست تخلص عابد | پیش ارباب سخن صاحب دیوان آمد
شان و شوکت ز ہمہ اہل مراتب بالا | در بلندی و حشم سرور ذی شان آمد
عابد و متقی و زاہد و صوفی و خلیق | عالم و فاضل و ہم صاحب عرفان آمد
نغمہ روح نموده چو مصنف تصنیف | طبع شعرای جہان مدح و ثنا خوان آمد
در ثنا خوانی دیوان مصنف بر قسم | چند اشعار ازین راقم نادان آمد
این سخن گوئی من نیست ز تعلیم کتاب | مگر از صحبت شعرای سخندان آمد
ہر غزل ہست نگاری چو عروس زیبا | یا بری پیکرے از ملک سلیمان آمد
حسن مطلع کہ ازو ہر مضامین بطلوع | شان مقطع صفت ماہ درخشان آمد

سطر هر بیت روان است چو تسنیم بهشت | زیب هر صفحه آن رشک گلستان آمد
رونق و آب مضامین بلاغت انگیز | زینت گوهر دریافوت بدخشان آمد
آب و رنگینی الفاظ و حروف و کلمات | رشک افزای گل و نرگس ریحان آمد
صورت مو مگر است نکاتش باریک | نقطه ها حسرت خال رخ خوبان آمد
سال طبعش نبی تاریخ نداشد از غیب | چمنستان سخن نظم گل افشان آمد

تاریخ طبعزاد شمبهو پرشاد جیو علاقه دار رعایا جناب نواب صولت جنگ بهادر دام ظله

آفتاب شعور صولت جنگ | نغمه روح شد از ان تصنیف
سال طبعش بگفت هاتف غیب | صورتی خوب دلپذیر و لطیف

از حکیم میر نادر علی رعد فرزند حضرت شعله مرحوم

منطبع گردید دیوانی فصیح و هم بلیغ | چون ز تصنیفات صولت جنگ ذی جاه و کمال

سال طبعش ملہم غیبی بمن ارعد گفت | ہست این دیوان عابد لاجواب و بے مثال

۱۳۰۶ اف

از نتیجہ فکر وزیر علی مالک مطبع فخر نظامی المتخلص صفدری

گشت مطبوع چہ دیوان فصیح | ہست از فکر تمام عابد

صفدری گفت مزہ است مدام | بے مثال است کلام عابد

۱۳۱۴

تاریخہاے طبع دیوان ریختہ قلم بدیع رقم شاعر خوش فکر عالیجناب میر تراب علیصاحب زوصیغہ دار خزانہ عامرہ سرکار عالی

ہے امیر سخن دکن کے شاعر شیرین سخن | نیک ہین خود مشتہر دیوان بہی بیکار عیوب

ہند مین اے زور ہی مشہور اسکا سا طبع | واہ اچھا چھپا دیوان صولت جنگ کا

۱۳۱۴

ایضاً

جملہ عالم را منور کرد از انوار خویش | آفتاب شاعری بر آسمان طبع تافت

زور مشتاق و ہوا خواہش چہ خوش تاریخ گفت | انطباع بے بہا دیوان صولت جنگ یافت

۱۳۱۴

ایضاً

امیر نامدار و ثناء گر با شوکت و تمکین
کلامش آنچنان خوش تر کہ گوید نیر حاسد نیک

رقم زد زور مدحش چہ زیبا مصرع تاریخ
بسند مطبوع جان دیوان صولت جنگ عالی نیک

۱۳ ۱۴

از نتیجۂ فکر رشید الدین خان المتخلص عالی منیجر مطبع فخر نظامی تلمیذ رشید حضرت میکش تہانوی

ہو گیا طبع آج وہ دیوان
جس سے عالی ہی نام صولت جنگ

لکھدو تاریخ از سر انصاف
روح پرور کلام صولت جنگ

۱۳ ۱۴

از نتیجۂ فکر وزیر علی مالک مطبع فخر نظامی المتخلص صفدری

واہ کیا ہی خوب ہی دیوان صولت جنگ کا
جسکو دیکھا جان و دل سے سکا ب شتاق ہے

تم بھی سال طبع کا صفدری کردو رقم
واقعی دیوان عابد تحفۂ عشاق ہے

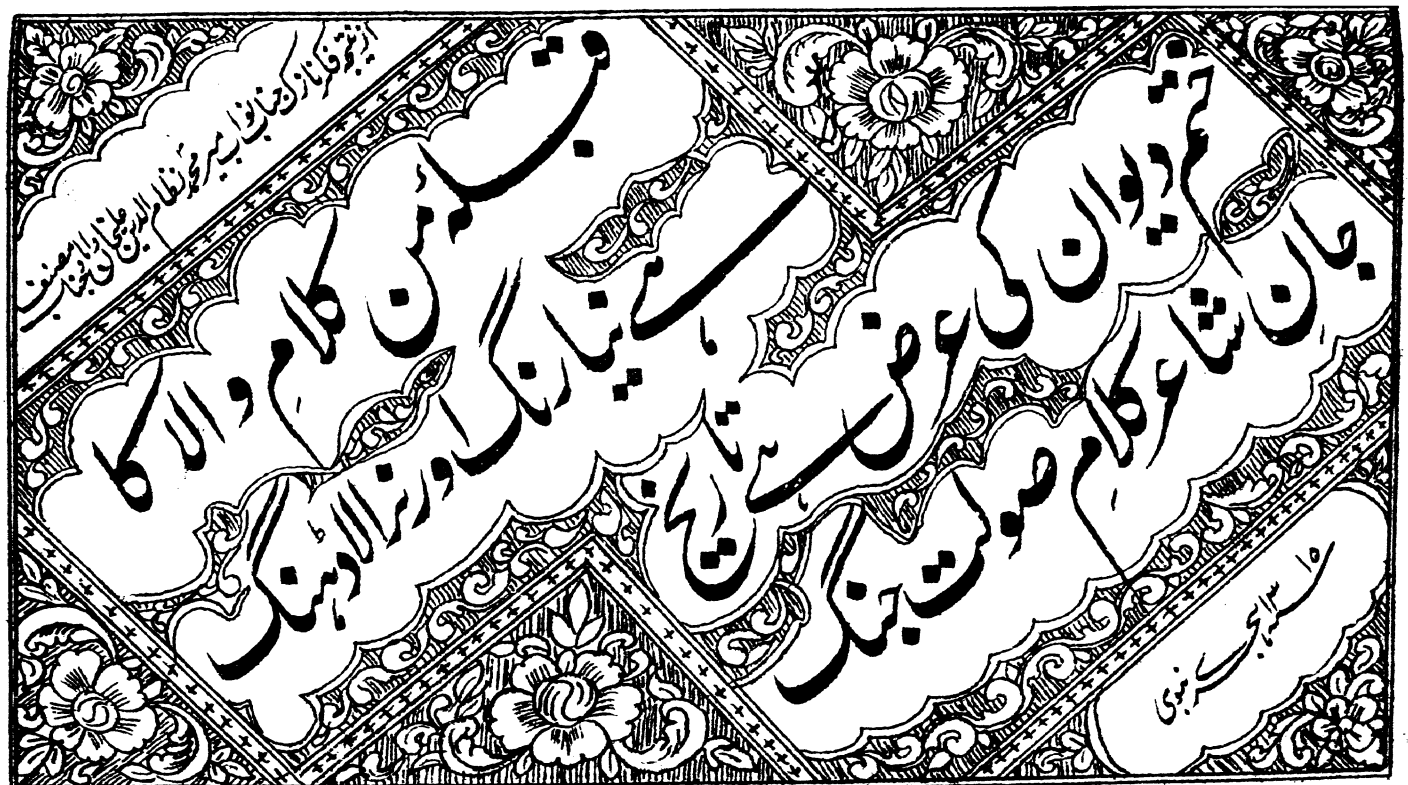
۱۳ ۱۴

تمت بالخیر

صحت نامۂ نغمۂ روح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	برناؤ	برناو
۵	۱	میربجان	مربجان
〃	۲	دھونڈ	ڈھونڈ
〃	۲	میرا	مرا
〃	۹	میرا	مرا
۸	۵	ایک	اک
〃	۲	مری ارمان سے	مرے ارمان سے
۱۲	۲	جستجو میں ہے جبکے	جستجو میں ہے جسکی
۱۳	۳	نام ونشان سے	نام ونشان سے
۳۰	۱۰	حاجانکی	حاجات کی
۴۷	۳	نہ کہلا	نہ کہلا
۵۰	۵	ترے رلف کی	ترئی رلف کی
۵۲	۱۱	ترے	تیرے
۵۵	۳	یہی	یہی
۵۶	۳	رحمت کو اوسکے	رحمت کیو اوسکی
〃	۴	ساری	سارے
۶۲	۶	ایک جگہہ	اک جگہہ
۶۵	۲	کے طرف	کی طرف
۶۹	۱۱	میرا	مرا
〃	〃	نہ کچھہ خواہش	نہیں خواہش
۷۵	۳	نہان ہین	نہان ہو
۸۴	۹	تری بازو	ترے بازو
۸۶	۱	پی توزاہد	پی تو زاہد
۸۸	۳	دربانونکو	دربان کو
〃	۱۱	اونکے	اونکی
۹۳	۲	اپنی	اپنی
۹۴	۵	ہی ترے	ہی ترے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۵	۱۱	یکنا	یکتا
۹۶	۸	فرمان	قربان
۹۷	۳	وہی	اوہی
۱۰۵	۳	ذرا میرے طرف	ذرا میری طرف
۱۱۲	۱	تیرے بزم	تیری بزم
۱۱۴	۸	آپکے مانند	آپکی مانند
۱۲۲	۸	جانان	جانا
″	۱۱	مگر جانا	مگر جانا
۱۲۴	۹	بدل جاوے	بدل جاے
۱۲۶	۱۰	عارت	غارت
۱۲۷	۳	مری آنکھون	مری آنکھون
″	″	آنک	آنکھہ
″	۹	میرے	مرے
″	۱۱	ہمین عابد	ہمین دین عابد
۱۲۸	۶	تیری پہلو	تیرے پہلو
۱۲۹	۱۱	روٹ	روٹہ
۱۴۰	۵	مری قبر	میری قبر
۱۵۱	۵	مژہ کے	مژہ کی
″	۶	کچہہ قدر	قدر کچہہ
۱۵۵	۳	قسمت پہ اپنے	قسمت پہ اپنی
۱۵۶	۶	یہہ حقیقت	پر حقیقت
۱۵۷	۱	نہی وامر	نہی اور امر
۱۵۸	۲	مجکو بہوش کردیا نے	مجکو بیخود دیا نے
۱۶۱	۱۰	زلف ہندو ہوے	زلف ہندو ہوی
″	۱۱	کونجہ	کوچہ
۱۶۴	۱۱	یہہ ہوگئی ہے سیکو	یہہ ہوگئی ہر سیکو
۱۶۸	۱	کلو والشربوا	کلوا واشربوا
۱۷۲	۶	نہ دہین	نہ دہن
۱۷۹	۴	فژہ	مژدہ
″	۷	اسے آب گل مین	اسی آب و گل مین
۱۸۱	۱۱	کرگے	کرکے
۱۸۹	۱	عزوادب	عجزو ادب
۲۰۵	۵	شہبار	شہیار


از تحفۂ فنا راز جناب نواب میر محمد نظام الدین علیخان صاحب
مصنف
جان شاعر کلام صوت جنگ
تتمہ دیوان کی عرض سے تاریخ
سنہ ۱۳۱۱ ہجری نبوی

تاریخ طبرستان و رویان و مازندران

تألیف مولانا اولیاء الله آملی

در تاریخ سنه ۱۳۱۳ هجری

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

بچون خدای زمین و زمان و بیمن خلاق کلین و مکان کلام بلاغت نظام بے مثل و لاثانی یعنی

مطلع سعدین

معروف بہ

دیوان مجروح

از تصنیف ماطبع کمال و نامور شیدائی افتخار الشعرا جناب میر مہدی حسین صاحب مجروح دہلوی

سرفراز پریس دہلی مین بسعی و زبان علی طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

حمد خداوند لایزال محال ہے۔ اے دل سودازدہ تجھے یہ کیا خیال ہے
جس میدان میں کہ مقربان حضرت صمدیت کے پاؤں لڑکھڑائیں اور
قدم آگے نہ بڑھائیں۔ وہاں آدم خاکی نہاد کی کیا بنیاد کہ قدم زن ہو اور
جس ایوان کی رفعت کی رسائی سے مرغ سدرہ نشین شکستہ بال و پر میں
شہپر ہو۔ وہاں پیک خیال کیونکر کمند افگن ہو سبحان اللہ وہ خدائے
یکتا جسکی کوئی جا نہیں ہے اور پھر ہر جا ہے آدمی کے حبل الورید سے
نزدیک تر ہے اور پھر جدا ہے۔ اوس کی ادراک صنعت گوناگوں میں
پائے قیاس لنگ۔ اور داس اندیشہ زیر سنگ ہے عقل اوسکی دریافت
معرفت میں ایک برگ کاہ ہے جو گرداب میں پھنسجائے۔ یا طائر گم کردہ
آشیان ہے۔ جو بصد سعی اپنا مقام نپائے۔ دیکھو کبھی شام ہے کبھی صبح کا

ہنگام ہے کبھی شب سیاہ ہے کبھی نور ماہ ہے کبھی خزاں کا خار خار ہے
کبھی موسم بہار ہے کبھی سردی کی گرم بازاری کبھی گرمی کی شعلہ باری ہے
یہ ہجوم نجوم اور یہ رعد و برق کی دھوم اور آفتاب کی درخشانی اور ماہتاب کی تابانی۔
اور اس چنبر واژگونہ کی استواری اوس قادر توانا کی شگرف کاری کا ایک
ادنی نمونہ ہے۔ اوس کا پرتو خورشید لطف سنگ بیرنگ کو لعل گران سنگ بناتا
ہے۔ اور اوسکا نیسان عنایت قطرہ آب کو دُر نایاب کر دکھاتا ہے۔ اگر وہ
توانائی بخش ضعفا ہو تو ابابیل ناتوان پیل دماں کو خاک فرسود اور پشۂ بے نمود
نمرود و شداد نخوت فروش کو نیست و نابود کر دے۔ مور مار کا دماز نکالے اور کنجشک
شاہین کو پنجہ میں دبالے۔ اور اگر اوسکی نسیم رحمت احتراز میں آئے تو آتش
سوزندہ کو گلزار بنائے۔ اور شعلہائے تیز کو گل لالہ کر دکھائے۔ اوس
حکیم دانا نے مشت خاک سے وہ گوہر تابناک بنایا جسکو وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم سے یاد فرمایا اور قوائے ظاہر یہ و باطنیہ مثل لب گویا
چشم بینا۔ گوش شنوا تن توانا بازوئے زور آزما ذہن رسا فہم فراست آشنا
عنایت فرمائے تا انسان حیوان سے امتیاز پائے دماغ کو فہم و ادراک و
شعور کا خزینہ اور دل کو اسرار مکنونہ کا گنجینہ بنایا۔ تا دل آگاہ نعمتہائے لامتناہی
الٰہی کا شکر بجالائے۔ ہر چند از دست زبانے کہ بر آید کز عہدۂ شکرش بدر آید۔
اور سب سے افزوں جو نعمت عطا فرمائی۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہمکو امت اوس برگزیدہ
درگاہ کی بنایا جس کے حق میں لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا۔ زمرۂ امت
احمد کو احد سے قرب روحانی ہے وہ فخر بشر حبیب ربانی ہے

کون اوسکا نظیر کون اوسکا ہمتا وہ بھی تو خدا کے بعد الثانی ہے

وہ باعث ایجاد عالم وہ مہتر و بہتر نسل آدم۔ وہ آرزوئے دیرینۂ ایزد غفار
وہ آئینہ ذات پروردگار وہ گلشن ولایت کا عجیبہ بشگفتہ وہ آسمان رسالت کا
ماہ دوہفتہ۔ وہ آئینہ جلالت کی جلادہ شبستان سیادت کی شمع پرضیا
وہ چمن آرائے گلشن کن فکان وہ خسرو لامکان مکاں وہ خاتم نبوت کا نگین
وہ وسادہ سعادت کا صدر نشین وہ بحر نجابت کا درثمین وہ اوج شرافت کا مہر مبین
وہ محفل قدس کا سراج وہاج وہ شہنشاہ بے تخت و تاج وہ خاتم النبین سید المرسلین
محبوب رب العالمین قبلۂ اہل یقین شفیع المذنبین مخاطب بہ طحا والسین سرور انبیاء
حضرت ابوالقاسم حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا۔ امی واہل عالم کا آموزگار
انسان اور مشتوں کا افتخار معراج اُسکے نردبان رفعت کا اولین پایہ اور نبوت
اِس کی نسبت ذات سے گرانمایہ معظم ومکرم ومحترم ومقتدر زکی وتقی وطاہر ومطہر اوسکا
قرب خدا نے یہ رتبہ بڑھایا۔ کہ خطاب قاب قوسین اودنی کا پایا کسکو یہ تاب وطاقت
کہ اوصاف جناب اوس شہنشاہ رسالت کے تحریر میں لائے یا اُسکے لکھنے کو
قلم اُٹھائے یہاں عقل اول معترف بعجز وقصور ہے آدمیکا تو کیا مقدور
ہے بقول اوستاد غالب۔

غالب ثنا خوانے تو ہی بزدان گذاشتیم	کان ذات پاک مرتبہ دان محمد است

بعد نعت کے کسکی مدحت سرائی کیجائے مگر اوس کی جسکی ذات پر
نفس رسول کا اطلاق آئے نرنم مناقب ؎
حدیث نور سے روشن ہے۔ کہ حضرت احمد مختار وحیدر کرار ایک جان دو تن ہیں

یعنے ایک نور دو حصوں میں منقسم ہو کر مجسم ہوا۔ وہ رسول حق یہ وصی مطلق و پیغمبر آخر الزماں
یہ امام اول اہل جہاں وہ صاحب ام الکتاب یہ ابی تراب۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

نبی و علی ہر دو نسبت بہم	دو تا و یکی چون زبان و قلم

خواجہ عالم نے بالائے عرش معراج پائی۔ جناب امیر کی مہر نبوت پر پاؤں رکھنے
کی جگہ ہاتھ آئی کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

زہے نقش پائے کہ بر دوش احمد	ز مہر نبوت فرا تر نشیند۔

وہ یکتا زمیدان لافتا وہ صدر آرائے سند انما ولیکم اللہ وہ خازن گنجینہ
سورہ ہل اتی وہ مخصوص آیہ بخوی وہ مدینہ علوم نبوی کا باب وہ علم لدنی کی کتاب
وہ کمشند عمر و انتر وہ کشاینده در خیبر بید اللہ بشیر خدا مشکلکشا۔ مرتضی خیر الورا
بحم الہدی شجاعت میں عدیم النظیر سخاوت میں بے ہمتا عبارت میں بمثال زہد و
ورا میں یکتا غالب کل غالب جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب صلوات اللہ
علیہ و آلہ الطیبین الطاہرین۔ اوس نے نوائے اسلام بلند کر کے تبو نکو گرایا اس کی
شمشیر آبدار نے آتش شرک کو بجھا کر نور وحدانیت چمکایا۔ اگر اوس کی تیغ
کافرکش سے مرحب و عمر عبد ود مارے نہ جاتے تو عرب میں مسلمانوں کا
نام نہ پاتے۔ اوس نے گردن کشان عرب کو پست اور زبردستان کفار
کو زیر دست کیا۔ ؎

اوس نے تیغ دو سر جو چمکائی	غیب سے لافتا ندا آئی

یہ رتبہ اس کے سوا کس نے پایا جسے خدا نے نفس پیغمبر فرمایا +

جس کا خدا و پیغمبر ثنا خوان ہو۔ مجھ ہیچ میرز سے اوسکا وصف کیا بیان ہو

سبب تالیف

اب یہ قالب بیروح میر مہدی مجروح خدمت میں سخنوران والانظر اور نکتہ سنجان ہنرپرور
کی گذارش کرتا ہے کہ جب مشیت ایزدی مقتضی اس امر کی ہوئی کہ نیستی کو لباس
ہستی سے ملبس کیا جائے اور زمین و آسمان اور جن و انسان کو خلعت وجود دیا
جائے تو اول لوح و قلم کو پیدا کیا۔ اور اُسپر احوال جو ازل سے ابتک گزرنیوالا ہے
لکھا گیا ہر چند علم الٰہی کو حاجت لکھنے لکھانے کی نہیں ہے۔ اوس کا علم سب
چیز پر حاوی ہے۔ مگر یہ بھی بندوں کی ہدایت تھی۔ کہ ہر کام میں لکھنے پڑھنے
کو اہم سمجھیں۔ جب دنیا آباد اور لکھنے پڑھنے کی بنیاد ہوئی۔ تحریر کی دو طرح
مقرر ہوئیں۔ ایک نثر ایک نظم۔ نثر ہر ایک لکھ سکتا تھا اور نظم جسکو قوت موزونی طبع
ازل سے ملتی تھی وہ لکھتا تھا۔ اور ابتک بھی یہی حال ہے۔ کہ نظم بغیر موزونی
طبع کے لکھی نہیں جاتی کچھ علم و فضل پر منحصر نہیں ہے بڑے بڑے عالم و فاضل
مصرعہ تک موزوں نہیں کر سکتے۔ جو کہ عالم شباب میں طبیعت شورش انگیز اور دل
ولولہ خیز ہوتا ہے۔ بندہ کو بھی اوس عالم میں شوق شعر و شاعری نے سلسلہ
جنبانی کی۔ اور عنایت الٰہی سے صحبت اون بزرگواروں کی نصیب ہوئی۔
جو منتخبان دہلی میں سے تھے اور فن شعر و شاعری میں طاق اور شہرہ آفاق
تھے مثل جناب فخر الشعرا میر نظام الدین ممنون اور جناب استادی نظیری نظیر
ظہوری۔ ظہور رشک طالب بحر الدولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خانصاحب غالب
اور جناب مفتی صدر الدین خاں آزردہ صدر الصدور دہلی اور جناب ملک الشعرا

شیخ ابراہیم صاحب **ذوق**۔ اور جناب حکیم مومن خاں صاحب **مومن** اور جناب نواب مصطفیٰ خاں صاحب **شیفتہ** اور جناب نواب ضیاء الدین خاں صاحب نیر۔ اور جناب نواب علاء الدین خاں صاحب **علائی**۔ انکی ہوائے صحبت نے اور بھی آتش بھڑکائی جو کہ عالم خوشحالی اور فارغ البالی کا تھا۔ اسی شوق میں بسر ہوتی تھی کہ یکایک اس چرخ کجرفتار و زمانہ ناہنجار نے ایک ایسا فتنہ اوٹھایا۔ کہ ہنگامہ رستخیز کو بھی پیچھے بٹھایا۔ اور تند باد حوادث نے اس گلدستہ احباب کو برگ ریزاں خزانکی طرح درہم برہم کر دیا۔ وہ غدر ۱۸۵۷ع کا تھا۔ کہ جسنے مردوں سے خاک کا پیٹ بھر دیا اور دہلی کو آدمیوں سے خالی کر دیا۔ بہت سے برسردار اور اکثر گرفتار اور باقی فرار ہوکر اطراف جہاں میں منتشر ہوئے۔ پھر تو کبھی تلاش معاش کبھی یاد وطن جاں خراش کبھی مرگ احباب دلشکن کبھی زمانیکے رنج و محن اس میں کیسی فکر شعر و سخن برسوں تک یہی حال رہا۔ فالجملہ جب کچھ اسباب دلجمعی فراہم ہوئے۔ اور بچے کھچے احباب فراہم ہوئے تو پھر وہی شوق پیشینہ کی چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ کوئی غزل کی فرمایش کرتا ہے۔ کوئی تاریخ کہنے کی خواہش کرتا ہے ہر چند کہا کہ وہ دفتر گاؤ خورد ہوا گھر لٹ گیا وطن چھٹ گیا تصنیف کا ذخیرہ خوان یغما ہوگیا۔ اب افسردہ دل جو حواس مختل، پراگندہ خاطر ذہن قاصر ایسی کاہش میں یہ خواہش نئی بات ہے۔ بلبل شوریدہ سے طرانہ سرائی کی امید غضب ہے۔ اور شرمردہ دل سے گلہائے تازہ مضامین کی طلب عجب ہے۔ مگر کون سنتا تھا وہی اسرار برقرار رہا۔ ناچار قول سعدی پر عمل کرنا پڑا +

کہ آزردن دل دوستان جہل است ۔۔۔ وکفارہ یمین سہل است

کبھی کوئی فرمایش کرتا اوسکو بجا لانا پڑتا۔ وہ بھی اس بیدلی سے کہ مسودہ تک بھی پاس نہ رکھا جاتا تھا۔ بعد ایک عرصہ کے یاروں نے یہ کہا کہ دیوان چھپواؤ۔ میں حیران ہوا کہ دیوان تو ہے نہیں چھپواؤں کسے۔ بقول شاعر مصرع ع دہن کا ذکر کیا یہاں سر ہی غائب ہے گریباں سے ۔ مگر میرے دوست دلی مشفقی میر افضل علی عرف میر نصا صاحب نے کمر ہمت باندہی اور وہ پرچے جو میرے حواس کیطرح منتشر اور میرے حال کی طرح پریشان پڑے ہوئے تھے اون کو جمع کر کے محنت شبانہ روز سے چند ماہ میں ہیولا دیوانکا درست کیا۔ اور صورت چھپوانے کی نکالی اوسوقت بھی یہ عذر کیا گیا۔ کہ کلام استادان پیشینہ چھپکر شایع ہے۔ اوس کے آگے اس مزخرفات کی کیا قدر ہوگی نیر عالم آرا کے روبرو ذرہ بے سروپا کی کیا نمود اور بحر طوفان زا کے سامنے قطرہ بے برگ و نوا کا کیا وجود۔ مگر کوئی بات نہ مانی اور دیباچہ لکھنے پر مجبور کیا۔ بپاس خاطر یہ چند سطریں لکھدیں امید وار الانظران بلند خیال اور ہنر پروران صاحب کمال سے یہ ہے کہ جب اس ہرزہ درائی کو ملاحظہ فرمائیں اور جہاں کہیں غلطی پائیں تو اوسکو تصحیح کر کے ساطر ذنوب ہوں نہ ظاہر کنندہ عیوب۔ ؎

غلام ہمت آن عارفان باکرم ام ٭	کہ یک صواب بنیند و صد خطا بخشند ٭

در نعت سید المرسلین رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تعالیٰ اللہ ہوا قربِ خدا بھی اور اس حد کا
کہ تھا قوسین سے نزدیک تر زانو محمدؐ کا

امام انبیا وہ ہے حبیبِ کبریا وہ ہے
کہ اصلِ آدم سے عیسیٰ تک رہا ہے جسکی آمد کا

کیا سجدہ ملائک نے اوسکی دیکھکر عظمت
ودیعت جبہۂ آدم میں تھا جو نور احمد کا

خدا نے سب سے افضل کر کیا اسلاف کو تیرے
خلیل اللہ القاب ہمایوں تھا ترے جد کا

تو لد ہوتے ہی حق سے طلب کی بخشش امت
ادا ہوتا ہے کس سے شکر اس الطاف بیحد کا

احد نے اپنے دل میں دی جگہ اسم مبارک کو
اشارہ کر رہا ہے دیکھ لو یہ میم احمد کا

کہاں تھا یہ ادب آداب ایام جہالت میں
ستارہ عہد میں حضرت کے چمکا سنگِ اسود کا

خدا نے حکم حضرت میں کیے ارض و سما دونوں
کہ روشن سب پہ ہے جو حال گزرا شمس کے رد کا

چمک نو رمبین کی جبکہ افزوں روز و شب دیکھی
چراغِ عقل گل کیونکر نہو بولہب مردد کا

گل تر اور شمشاد جناں دونوں کو دیکھا ہے
نہ یہ ہمسر ہے اس قد کا نہ وہ ہمشکل اس خلق کا

شمیم مشک و عنبر سے زمانہ عطر آگیں ہے
کھلا ہے پیچ شاید آپکے زلف معنبر کا

نہ پھر فرطِ ادب سے پاؤں کوئی خاک پر رکھتا
اگر پڑتا زمین پر سایہ اوس سرو سہی قد کا

در والا پہ کی لوگوں نے یا تک جبہ سائی
کہ سنگ در پہ ہر اک کو گمان تھا سنگ اسود کا

ترے ممبر کا ادنیٰ سائبان ہے چرخ فیروزہ
فزا تر عرش و کرسی سے ہے گوشہ تیری مسند کا

کیسکو نار دوزخ دے کیسکو باغ جنت دے
پتہ اس بحر بیپنا و رکے کیا ہے جزر اور مد کا

در اقدس پہ ہے دنرات مجکو شغل جاروبی
نہ برہم زن کہیں دارا ہو اس عیش مخلد کا

اگرچہ منزل اول بہت تاریک ہے لیکن
چراغِ راہ اپنا نور ہے حب محمدؐ کا

یہ ہے اک امرِ وجدانی سمجھ میں آ نہیں سکتا
احاطہ کس سے ہو سکتا ہے میرے شوقِ بیحد کا

درِ والا پہ آتے ہیں سماجت کر کے دربانی کی
فرشتوں نے طریقہ مجھ سے سیکھا ہے خوشامد کا

مدینے دم میں پہنچایا مجھے شوقِ حضوری نے
کیا طے جلد کتنا فاصلہ اس راہ ممتد کا

وہی ہے پاک امن جو مشرف ہو زیارت سے
کہ عصیاں سوز ہے نظارہ روئے پاک احمد کا

خدا نے ناسخ ہر دیں کیا ہے آپ کے دیں کو
نہ کیوں محکوم اک عالم ہو اس حکمِ مجدد کا

اگر کھلتا ہے تو اسم مبارک ہی کے حرفوں سے
دلِ بستہ کو میرے سمجھ تو قفلِ ابجد کا

قبولِ توبۂ آدم کا باعث جو کہ ٹھہرا تھا
وہی تو مدعی نام مبارک ہے محمدؐ کا

قوی بنیاد تا محشر رہیگی حکم حضرت کی
جہاں میں توڑ نیوالا نہیں ہے کوئی اس سد کا

شفیع روزِ محشر ہو قسیم نار و جنت ہو
تمہیں سے کام وابستہ ہے ہر اک نیک و بد کا

کوئی سردار جنت کا کوئی کوثر کا ہے ساقی
علوئے مرتبہ حصہ ہے تیری آلِ ارشد کا

تمہارے حصنِ رفعت کی عجب کچھ شان و شوکت ہے
کہ اسکے گنبد و میں ایک ہے گنبد زبرجد کا

کیا اللہ نے مانند اپنے بے مثال اوسکو
ہوا ہے اور نہ اب ہوگا کوئی ثانی محمدؐ کا

قطعہ

زبانِ ہند کو وسعت دہ بخشی تیری مدحت نے
کلام فرس و تازی میں ٹکا ہے لطف جس حد کا

زبان دہلی کی سرمشقِ سخن ہو صفہانی کو
اگر کھلجائے جوہر اپنہ اس تیغ مہند کا

یہی ہے آرزو دانستہ پہنچ جاؤں کسی ڈھب سے
دراقدس ہے فتح الباب میرے اصل مقصد کا

ولائے آلِ احمد دافع آفات ہے ہر دم
بھروسا ہمکو دنیا میں ہے اس قصرِ مشید کا

تمنا ہے شہیدی کیطرح مجروح کو مولا
دمِ مردن ہو نظارہ میسر تیرے مرقد کا

مثنوی در مناقب شاہزادہ کونین سبط رسول الثقلین امام دین حضرت ابی عبد اللہ الحسین صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ مسمی بگل صد برگ

تو موسم گل ہوا جہانگیر — دیوانون کی ٹوٹتی ہے زنجیر
سب باغ گلوں سے لالہ گوں ہے — نشتر شکن رگ جنوں ہے
دیوانے جو دشت کو چلے ہیں — بھے جوش جنوں کے ولولے ہیں
ہاں آتش شوق کیوں نہو تیز — یہ فصل عجب ہے آرزو خیز
جو مژدہ رساں بہار کی ہے — آواز وہ آبشار کی ہے
موسم تو عجب ہے رنگ لایا — ویرانہ کو باغ کر دکھایا
نیرنگ ہوا کا کیا بتائیں — گل ہو جو چراغ کو بجھائیں
یہ جوش نمو کا دیکھا آثار — ہیں پھولو لنے پہلے پھل نمودار
ہو سبز ہوا سے بے تامل — گل کا بھی اگر بنا ئیے گل
اس ابر میں کیا اثر بھرے ہیں — دیکھو گل زخم بھی ہرے ہیں
پڑتا ہے جو عکس لالہ فرزوں — پانی کا بھی رنگ ہے شفق گوں
یہ فیض نمو کا دیکھ انداز — بچہ نکے ہوا ہے سبزہ آغاز
خوشبو سے بھرا ہے باغ اتنا — اب سچ ہے خلا محال کہنا
از بسکہ صبا ہوئی سمن ریز — ہے خاک چمن کی عنبر آمیز
بھے فیض نمو سے ہے ابھرتا — گل سرو کی ہمسری ہے کرتا
ہے سرو بھی مائل قد یار — آزاد بھی ہو گیا گرفتار

قمری کو کرے ہے منع فریاد
شمشاد بھی اندنوں ہے یہ شاد

افزودنیٔ لالہ اسقدر ہے
دب جائے نہ کوہ یہ خطر ہے

لالہ کے یہ عکس نے نکھارا
یاقوت ہوا ہے کوہ خارا

کیوں باغ میں جائے کوئی انسان
جب آئے صبا بھی گل بداماں

پروانہ نہ کسطرح ہو بلبل
سرسبز ہوا ہے شمع کا گل

ہوتا ہے نقاب روئے گل پر
بالیدہ ہوا ہے سبزۂ تر

اب باغ جو لالہ زار ہے یہ
گنجینۂ سد بہار ہے یہ

ہر فصل نیا ہے گل کھلاتا
رنگینیٔ طبع ہے دکھاتا

نکلی ہیں طرح طرح کی کلیاں
بلبل کی بجا ہیں رنگ لیاں

پھولوں سے بھرے ہیں سب خیاباں
ہر گل کی لپٹ ہے عطرافشاں

صنعت سے نہیں ہے کوئی خالی
ہر پھول کی وضع ہے نرالی

ہے سرخ کوئی کوئی بزردی
ہے رنگ کسیکا لاجوردی

جس پھول کو دیکھو ایکبارا؟
صنعت ہو خدا کی آشکارا

واں جو ہے سو ڈنگ ہو رہا ہے
کیا باغ میں رنگ ہو رہا ہے

گھنگور گھٹائیں چھا رہی ہیں
کیا سرد ہوائیں آ رہی ہیں

مرغان چمن کے چہچہے ہیں
اور کبک دری کے قہقہے ہیں

بلبل کا وہ منہ سے منہ ملانا۔
شرما کے کلی کا مسکرانا +

گلشن میں سما دکھا رہا ہے
عشاق کو لطف آ رہا ہے

طوطی کے ترانۂ شکر ریز
بلبل کے وہ نغمۂ دل آویز

حضّار کا ہوش کھو رہے ہیں | اور نخل بھی محو ہو رہے ہیں
سبز ہوا ہے نخل تصویر | کیا باد بہار کی ہے تاثیر
ہے جوش میں اسقدر رطوبت | کر دی ہے کم آگ کی حرارت
گل پوش کیا ہے سب زمیں کو | دیکھو تو نہالِ آتشیں کو
سنّاٹہ غضب ہے چل رہا چال | طاؤس زمردیں پر و بال
رقّاصی کا اوسکی دیکھہ انداز | ہے لب پہ گلوں کے خندۂ ناز
اس امر سے ہیں بہت تہاجراں | کیوں ایسا ہے یہہ خوشی کا سامان
دل نے کہا تو نہیں ہے آگاہ | ہے روز تولد شہنشاہ ؛
وہ راہنمائے دین و ایماں | وہ سبط نبی امام دوراں
وہ نور دو چشم مرتضےٰ کا | اسوار وہ دوش مصطفےٰ کا
وہ حضرت فاطمہؑ کا فرزند | وہ دودۂ ہاشمی کا دلبند
وہ گوہر مخزن رسالت | وہ جوہر معدن جلالت
نو بادۂ گلشن سیادت | گلدستۂ روضۂ امامت
پرتو فیض لاثنا ہے | گنجینۂ رحمت الٰہے
وہ صاحب اتقا و تطہیر | وہ حجت حق جناب شبیر
حق دوست حسین ساکھاں ہو | جو ماں کے شکم میں حمد خواں ہو
تابندۂ عرش تھا جو اختر | اب اُس سے ہوئی زمین منور
جلباب خفا تھا جس کا ساتر | وہ نور ہوا سو بنہ ظاہر
سردار جناں ہوا تولد ؛ | مختار جہاں ہوا تولد ؛

تھا حکم خدا یہ از رہِ مہر — دایہ بنے لعبۂ تن چہر
حاضر ہوئیں حوریان جنت — مولود کی تا کریں وہ خدمت
تھا حکم کہ بے طلب بجانا — کاشانہ ہے سیّد الکنار کا
اُس در سے جب اذن بار پائیں — جبریل بھی تب قدم بڑھائیں
وہ خاک پہ جب ہوا قدم زن — گھر ہو گیا بیچراغ روشن
روشن ہوا نور حق سے سب گھر — اور بام سے تا بدر منوّر
اوس حسن کی کیا بیاں ہو عظمت — تھی شمع و چراغ کی نہ حاجت
تھی چہرہ سے یہ تراوش نور — پڑتا تھا گمان شعلۂ طور
کاشانۂ خاص شاہِ مرداں — تھا نور جبیں سے مشرقستاں
ہو روئے حسیں جو نور افشاں — چھپ جائے فلک پہ مہر تاباں
پہلے ہی جو نوش جاں کیا تھا — وہ آبِ دہانِ مصطفےٰ تھا
جو وے خدا تھے لانیوالے — جھولے کے تھے وہ جھلانیوالے
منظور تھی زینتِ تن پاک — جنّت سے خدا نے بھیجی پوشاک
جبریل امیں زمیں پہ آئے — اور فوج ملائکہ بھی لائے
آئے درِ احمدی پہ شاداں — مولود کے سب تھے تہنیت خواں
اُن کے ہی سبب ہوا یہ افضال — فطرس کو عطا ہوئے پر و بال
مبذول تھا و نپہ لطف داور — دو ٹکڑے نہ کس طرح ہو گوہر
یہ مرتبہ پائے گا کوئی کب — جسکا کہ بنے رسول مرکب
ہر ایک طرح وہ ذات عالی — تھی مہبطِ لطفِ لایزالی۔

ہیں جمع مورخیں اسپر — حضرت سا نہیں کوئی دلاور
جامع تھے شجاعت و سخا کے — دریا ہی بہا کیئے عطا کے
اُس بذل و نوال میں سراپا — محتاجوں کر دیا تونگر
وہ دست کرم جو ہو دُرافشاں — ہو جائے زمین کی خاک زرریز
ہے پوچھنا کیا بہادری کا — رہتے تھے سدا نبرد آرا
اور واقعہ کربلا ہے مشہور — ق — ہے اَلسنۂ جہاں پہ مذکور
کیا زور بہادری دکھایا — لاکھوں نے ہر اس کچھ نہ آیا
تھی کسکو مقابلہ کی طاقت — وہاں ورثہ میں آئی تھی شجاعت
روباہ وشو نے کب ہو پابند — ہو شیر خدا کا جو کہ فرزند
تھا بُغض یہہ فوج اشقیا کو — پانی نہ دیا شہ ھُدیٰ کو
چوبیس پھر کی جسکو ہو پیاس — کچھ جنگ سے اوسکو ہو نہ وسواس
اس حال میں جنگ فوج شر سے — باھر ہے یہ طاقت بشر سے
خلاق نے خلق وہ دیا تھا — غیروں کو عزیز کر لیا تھا۔
گفتار شکر فشاں سے ہر بار — تھا خلق محمدی نمودار
بیچارہ و بینوا و اعطا کی راہیں — مسکین و پہ لطف کی نگاہیں
اللہ نے دو جہاں کی خوبی — سب آل نبی پہ ختم کر دی
کیا اُسکی صفات کا ہو پایاں — ممدوح رسول ہو جو ذیشاں
ہر موئے بدن اگر زباں ہو — تو بھی تو نہ وصف کچھ بیاں ہو
القصہ یہ روز عشرت افزا — طالب ہے سرور و خرمی کا

ہے حق بھی خوش رسول بھی خوش | عید بھی ہیں خوش بتول بھی خوش
اُنکے جو محبِّ باصفا ہیں | وہ اہل جہانسے خوش سوا ہیں
ہر ایک کی خاطر طرب خیز | ہے فرط خوشی سے زمزمہ ریز
جو ہے سو نشاط کے قریں ہے | یہ روز تو عید مومنیں ہے
گر اور نہ دستگاہ پائیں | تو صل علیٰ ہی لب پہ لائیں
اب لاکھ نیاز و التجا سے | ہی عرض امام دوسرا سے
مجروح کو یہ صلا عطا ہو | ہو خاک تو خاک کربلا ہو
سر پر مرے حشر میں خدایا | ہو پرچم احمدی کا سایا

قصیدہ در مناقب امام العصر والزمان خلیفۃ الرحمن حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام

خاک ہوں گو جگر و دل مگر اے ضبط فغاں | دیکھنا آتش خس پوش سے اُٹھے نہ دھواں
کر دیا مجھکو الگ غیر سمجھکر اسنے | دل ہی کچھ اُسکے سمجھتا ہے اشارات نہاں
ہمسری اُس دہن تنگ سے کس طرح کرے | غنچہ ظاہر میں تو خوشبو ہے پہ وہ بات کہاں
میں جو کہتا ہوں بجتے قتل ہے میرا منظور | کس صفائی سے وہ بیساختہ کہتا ہے کہ ہاں
دل میرا توڑتے رہتے ہو جو ہر بات پہ تم | کیا کہیں اسکو سمجھ رکھا ہے اپنا پیماں
پردہ ہی یار کا بہتر ہے کہ جوں شبنم و مہر | وہ اگر سامنے آیا تو یہ بیتاب کہاں
حُسن وہ شے ہے کہ ہر رنگ سے کرتا ہی ظہور | مثل خوشبو ہو اگر سینکڑوں پردوں میں نہاں
جستجو اُسکی ہو کیا اور تپہ کیونکہ ملے | وہ تو ہے حسن کی نخوت سے خدا جانے کہاں
جہد لازم ہے ہر اک کام میں گر غور کرو | نہ تو مشکل کوئی مشکل ہے نہ آساں آساں

کیا عجب ابر سے گر نہ ہو تلوار کا پھل
کیا عجب نامیہ سے تازہ ہو گر شاخِ کماں

اللہ اللہ وہ نسرین و سمن کی لپٹیں
عطر آلود ہوا جس سے مشامِ انساں

بسکہ اس فصل میں گلزار کی آرایش ہے
سرو کے پاؤں میں خلخال ہوا آبِ رواں

شمع خاموش جو ہوتی ہے تو گل ہوتی ہے
کیوں نہ پروانہ صفت ہو سپہ بلبلِ قرباں

ہے گلِ سرخ کے نزدیک بہار سنبل
دیکھ لے آتشِ گل کا جو ندیکھا خوباں

دیکھکر بھی طرب افزائیِ فصلِ نوروز
یہ کھا دے سے کہ اے کاہلیِ عقل کی جاں

یہ زمانے میں ہمیشہ سے رہا ہے دستور
ہے کبھی فصلِ بہار اور کبھی فصلِ خزاں

اب کے کیا سانحۂ تازہ ہوا ہے حادث
جس سے اسدرجہ ہوا عیش و طرب کا ساماں

سُنکے یہ بات مری سخت تعجب کر کے
یوں کہا دے نے کہ سُن اسکا سبب اے ناداں

مقترن اب کے ہے اس فصل سے اُسکا مولود
جسکے اس دارِ فنا کا سببِ امن و اماں

ہادیِ اہلِ جہاں یعنے محمدؐ مہدی
قرۃ العین نبی جان علیؑ عمراں

وہ جگر بند حسن چشم و چراغِ زہرا
وہ گلِ تازۂ گلزارِ حسینِ ذیشاں

وہ کہ ہوتا نہ زمانے میں اگر وہ قایم
ہوتے معدوم محض شش جہت و چار مکاں

وہ کہ ہیں جسکے درِ پاک کے خدام ملک
وہ کہ دنیا میں ہے جو حجت خلاقِ جہاں

نورِ شمعِ احدی مظہرِ ذاتِ صمدی
اشعۂ مہرِ ولا لمعۂ طورِ عرفاں

سُنکے یہ مژدۂ جاں بخش بہت خوش ہوکر
مطلعِ مدحت ظاہر میں ہوا رطب لساں

جلوہ دکھلایئے اب جلد امام ذیشاں
منتظر کب سے غلامونکی ہے چشمِ نگراں

سرد مہری میں زمانہ ہے نہایت سرگرم
پردۂ ابر میں تا چند رہے مہر نہاں

ظلمتِ جہل نے عالم کو کیا تیرہ و تار
نظر مہر سے چمکائے نورِ ایماں

زندگی شخصِ جہاں کی ہے تہیں پر موقوف
جان کی طرح سے گو آپ ہیں نظروں سے نہاں

بت کریں کلمۂ توحید زبانے جاسی
آئینِ جنبش میں جو تیرے لبِ اعجاز بیاں

دستگیر ضعفا ہو جو ترا بازوئے عدل
دہنِ شیر میں آہو کو ملے جائے اماں

سمجھے کچھ اُس میں ہے یہ داغ سیاہی کیسا
جبہہ ماہ میں ہے شکلِ غلامی کا نشاں

اوس درِ پاک کی رفعت نہیں ہوتی معلوم
ٹھونڈتے پھرتے ہیں پڑہ کے بہت وہم و گماں

جوشِ زن قلزمِ مدحت سے نہایت دلمیں
کیوں نہو مطلعِ ثالث دُرِ ریزِ زباں

خاندانکا تیرے کیا وصف جلالت ہو بیاں
مہدِ جنباں تھے جدکا ہے امینِ دواں

فرض کی آپ کی اُلفت ہے خدا نے سب پر
میرے اس قول کا ہے شاہد عدنان آں

جو کوئی آپکا پیرو ہے وہی ہے ناجی
کشتیِ نوح سے جو اوترے وہ جائیگا کہاں

آو اے طالبِ حق کیوں ہو بھٹکتے پھرتے
وہیں ایمان ہے وہ ذات مبارک ہے جہاں

نہ تو جمشید سے مطلب ہے نہ دارا سے غرض
جُز درِ آلِ نبی اپنا ٹھکانا ہے کہاں

جاننا اپنے اماموں کا ہے سب پر واجب
آپکو جو کہ نہ جانے وہ مرے بے ایماں

اے ولی ابنِ ولی نورِ چراغِ ازلی ؛
طالبِ دید کو دکھلایئے روئے رخشاں

تا کہ ظلمت کدۂ جہل سے ہو کر آزاد
مقتبس نورِ ہدایت کے ہوں سب اہلِ جہاں

جتنے ظالم ہیں وہ سب رہتے ہیں نظروں میں تلے
عدل و انصاف کے ہے ہاتھ میں تیرے میزاں

جلد دکھلایئے اب زورِ یدُ اللہی کو
منتظر ہاتھ میں لینے کی ہے تیغِ دو زباں

ہوں ستمگار مضلینِ شرارت پیشہ
دیکھ لیں کیفرِ کردار کو اہلِ طغیاں

دو محمدؐ کیے خلاق نے ایسے پیدا
جس سے وابستہ ہے سب سلسلۂ کون و مکاں

ایک وہ صاحبِ لولاک و مسیرِ افلاک
کہ ہوا جسکا قدم باعثِ ایجادِ جہاں

دوسرا وہ ہے کہ اوس ذات مقدس کا ظہور — آمد محشر ما عود کا رکھتا ہے نشاں
الغرض اول و انجام کے دیکھے سے کھلا — خاندان نبوی کی ہے عجب عزت و شاں
خسرو داد گر دین پناہ شاہ + — اہل عصیاں کے لیے وہ ہے تر اوارا ماں
عرض مقبول ہو اس ذرۂ ناچیز کی ہو — اے کہ تو اوج امامت پہ ہے مہر خشاں
وا کرو بھر شفاعت لب اعجاز نما — خندہ زن تا ہوں صعابوں پہ ہمارے عصیاں
اپنے اس بندۂ مجروح سراپا غمسے — اہل دنیا کا نہ اوٹھوایئے بار احساں
دیر کیوں کشت تمنا کی ہو سیرابی میں — ابر دربار ہے تیرا کف گنجینہ فشاں
تیرے اوصاف محامد ہیں بیانسے باہر — بحر پُر شور کے کوزے میں سمائی ہو کہاں
ہے دعا یہ حضرت پہ اب اتمام سخن — اشہب فکر کی کسطرح نہ رکجائے عناں
تاکہ ہو فصل بہار ایسے چمن آرائی + — تاکہ نوروز سے ہو رونق باغ و بستاں

گل مقصود مجسو نکا شگفتہ ہو سدا
اور رہو باغ تمنا سے عدو وقف خزاں

قصیدہ در مدح حضور مہاراجہ شیو دان سنگھ صاحب بہادر والی ریاست الور

یہ تو بر لب پہ کیا آنیکے دن ہیں — خوشی سے مست ہو جانیکے دن ہیں
گئی گر فصل گل ہے ابر موجود — ابھی کیا آپ میں آنیکے دن ہیں
ندے تو قطرہ قطرہ می کا ساقی — یہ ساغر کے چھلک جانیکے دن ہیں
جوانی میں کوئی چھٹتی ہے رندی — بھلا ناصح یہ سمجھانیکے دن ہیں
یوہیں افسردہ کیوں بیٹھے ہو زاہد — اٹھو پیمے کے پی آنیکے دن ہیں

چلو دنیا نے چھوڑو گنج عزلت — طبیعت کے یہ بہلانے کے دن ہیں
کھلے ہیں جا بجا گلہائے الواں — یہ بلبل کے تڑپ جانے کے دن ہیں
نہو غنچہ میں پنہاں شاہد گل — رخ زیبا کے دکھلانے کے دن ہیں
نکل کر کمر سے کیسا فصل گلہیں — یہ آپے سے نکلجانے کے دن ہیں
خم مے کیطرح سے بیخود انہ — ہمارے جوش میں آنے کے دن ہیں
ہے عشرت سے سرشاری ہر سبکو — مراد دن کے یہ بر آنے کے دن ہیں
نہ لیتا نام ہشیاری کا یارو — یہ مستی میں گذر جانے کے دن ہیں
ہے ایسی کثرت عیش و طرب کیوں — مگر خلعت کے یہ آنے کے دن ہیں
یہ آیا حکم سے لندن کے خلعت — یہ اقبال و شرف پانے کے دن ہیں
سری شیو دان سنگھ البتہ خوش ہیں — کہ اونکے عیش فرمانے کے دن ہیں
نہو کیوں جشن جمشیدی مرتب — علوشان دکھلانے کے دن ہیں
منادی عیش و عشرت کی ہے ہر جا — سبھی خوش ہیں در آنے کے دن ہیں
زبس ہے سیمنت کی عام تاثیر — زحل کے سعد ہو جانے کے دن ہیں
نہو اور دن سا اندنوں کو — یہ رتبے کے بڑھا جانے کے دن ہیں
نکل کر چرخ لائے مہر خورشید — یہ اسکے نذر دکھلانے کے دن ہیں
وہ دستا ہو وہے گنجینہ افشاں — گدا کے شاہ ہو جانے کے دن ہیں
ظہور بخشش و وقت کرم ہے — ہر اک کو گنج زر پانے کے دن ہیں
دُر افشاں ہو رہا ہے دست فیاض — گہر کے ڈھیر ہو جانے کے دن ہیں
شہر یار جشن ہوں خوشیاں منائیں — ہوا خواہوں کے بلوانے کے دن ہیں

نہو کیوں جلوہ فرما شاہدِ عیش
فروغِ حسن دکھلانے کے دن ہیں

بس اے مجروح اب وقتِ دعا ہے
اجابت کے یہی پانے کے دن ہیں

مہاراجہ سدا ہوں خورم و شاد
کہ یہ مسرور ہو جانے کے دن ہیں

ہمیشہ محفلِ احباب ہو گرم
کہ یہ حاسد کے جل جانے کے دن ہیں

گزاری فقر و فاقہ مین ہمیشہ
بس اب اعدا کے غم کھانیکے دن ہیں

ایضاً در مدح مہاراجہ ممدوح الصدر

کچھ نئی رنگ سے اس فصل مین ہے جوش بہار
باغباں کی نہیں کچھ سعی گلونکو درکار

عام ہے تازگیے ابر بہاری از بس
دشت سے سبزۂ نوخیز ہے رشکِ گلزار

خوش رخ یوں گل و بلبل ہیں بہم گلشن مین
جس طرح عاشق و معشوق میں ہو بوس و کنار

اسقدر باغ مین ہے غنچہ و گل کی کثرت
کہ ہوا باد صبا کا بھی گذرنا دشوار

ابر کے جوہر قابل سے بتجب کیا ہے
ہو تر و تازہ و سبز اگر تخم و شرار

سبز عالم کو کیا ابر و ہوا نے ایسا
آشیاں بننے کو بلبل کے نہیں ہیں خس و خار

ابر نے محو کیے جز و کدورت یا تنک
ہو گیا صاف اگر تھا کہین آنکھو مین غبار

معتدل فیض ہوا سے ہے یہ طبع عالم
کوئی نرگس کی صفت مین نہیں لکھتا بیمار

جوشش ابر سیہ دیکھ کے میخانے میں
گرد ساقی کے کھڑے آکے ہوئے مین میخوار

کوئی کہتا ہے کہ اک جام پلا دے جلدی
کوئی کہتا ہے کہ خم منہ سے لگا دی یکبار

کوئی مستانہ روش دیکھ لبھا جاتا ہے
کوئی دل تھام کے کہتا ہی گیا صبر و قرار

کوئی سو جانسے قربان کمان ابرو
تیر دلدوز مژہ کا کوئی ہوتا ہے شکار

کوئی کہتا ہے کہ اس شرم و حیا کی صدقے
کوئی کہتا ہے کہ ان نیچی نگاہونکے نثار

پائے خم پر ہے سر عجز کسی میکش کا
سایہ ساں مست پڑا ہے کوئی زیر دیوار

آہ بھر کر کوئی خمیازہ کش بادۂ شوق
یہی کہتا ہے کہ اے ساقیٔ خورشید عذار

ایک دو جام سے بجھتی ہو کوئی آتش شوق
گر زیادہ نہ سہی خم ہی پلا دے دو چار

میکدہ میں وہ پڑے ہیں جو بڑے تھے مُلّاں
ہیں وہ سرمست جو پڑتے تھے بہت استغفار

ڈھونڈھے ہے توبہ شکستن کے بہانے زاہد
قہر ہے سبزۂ سیراب و شراب گلنار

چین سے عمر گذرتی ہے میسّی میں
کون جھگڑوں میں پڑے کس کی بلا ہو ہشیار

دیکھکر محو گل سیر گلستان ہر دم
دلسے بس مینے کہا یہ کہ سُن اے واقف کار

کیوں تو اسدسبہ ہوا غنچہ و گل پر مائل
یہ تو دو چار ہی دن کا ہے فقط نقش و نگار

اور جو سیر مقصد ہے تو حاضر ہو وہاں
جسکا دربار ہے اک گلشن جاوید بہار

غلغلہ یہ کہ ہے اوس بزم کی آرائش کا
دلمیں ہنوز ہے یہ حسرت کہ دیکھوں یکبار

بہر اندوز ہو اوس بزم طرب میں شاید
اسی اُمید میں پھرتا ہے سکندر سربار

مشکبو ہونے کے لپٹوں نے کیا ہے ایسا
کہ گل شمع بھی محفل میں ہوا عنبر بار

کیونکر اس بزم کی اسدؔ نہو شوکت و شاں
ہے یہ کس صاحب اقبال و شہم کا دربار

جسکی سرکار میں جمشید سے لاکھوں چاکر
جسکے دربار میں داراؤ سکندر سے ہزار

جسکے دروازہ پہ حاضر ہیں سد اجاہ و جلال
جسکی محفلیں ہیں اقبال و شہم خدمتگار

کون وہ یعنے مہاراجۂ راج الور
جس سے عالم کو شرف جس سے زمانیکو وقار

عہد میں اوسکی ہوئے محو شرارت ایسے
کہ کبھی آتش سوزندہ سے اوٹھے نہ شرار

مدح خواہ ہے تو سیری نہیں اے بلبل طبع
مدح حاضر میں سنا مطلع رنگیں یکبار

فہم انسان سے افزوں ہے ترا عز و وقار
مطلع یہ وہ دریا ہے کہ جسکا نہیں ملتا ہے کنار

عہد میں تیرے ہوا محو تغیر اتنا
ایک حالت پہ سدا رہتی ہے نبض بیمار

ہے ترے عہد میں یہ دست تعدی کوتاہ
کہ سر شمع ہے گلگیر سے کٹنا دشوار

گرچہ اس دہر پر آشوب میں نر و عقلا
جمع ضدادکا ہونا ہے نہایت دشوار

پر تری رعب عدالت سے تعجب کیا ہے
آب و آتش ہیں بہم ربط ہو جوں دانۂ نار

جو تری دفتر علمی کے ہیں آساں مطلب
اوسکا ہوتا ہے ارسطو کو سمجھنا دشوار

چشم خورشید فلک کیوں ہے منور اتنی
اوسکی آنکھوں میں لگا کیا تری قدموں کا غبار

پانو پھیلا کے نہ کیوں چین سے سوئے ہر ایک
حافظ خلق ہے کیسا ترا بخت بیدار

پانی پانی ہو خجالت سے کیونکر نیساں
دیکھکر دست گہر ریز عطائے سرکار

غلغلہ تیری سخاوت کا ہے ازبسکہ بلند
کیا عجب ہوں جو مرے طائع خفتہ بیدار

تیری اس بخشش ہر روزہ کی افزائش پر
روح ہوتی ہے سدا حاتم طائی کی نثار

لاکھ نہ تکرار سے جمّہ نہ کوئی دے جسکو
اوسکو ملتا ہے یہاں گنج گہر بے تکرار

اوس در فیض پہ یہ داد و دہش ہے جاری
کہ وہاں لاکھ کی گنتی نہ ہزار و نکا شمار

گر ترا سُن لے وہ احوال وقار و تمکیں
کیا تعجب ہے کہ سیماب کو آجائے قرار

بحر مواج بھی قطرہ میں سماتا ہے کبھی
تیرے اوصاف کا کہنا ہو نہ کیونکر دشوار

اب زباں کو نہیں یارائے سخن اے مجروح
کر دعا خالق اکبر سے یہی لیل و نہار

تا کہ یہ گنبد گردندہ رہے گردش میں
تا کہ ہوں مہر جہانتاب پیدا انوار

شاد و خنداں رہیں احباب حضوری ہر دم
اور اعدا کا جگر خنجر غم سے ہو فگار

قصیدہ در مدح گردون فرہلال رکاب جناب نواب محمد حامد علیخانصاحب بہادر فرمانروائے دارالسرور رامپور دام ملکہ وحشمتہ

بہار آئی ہوا عالم معطر — شمیم گل ہے رشک مشک عنبر
تعجب کیا نمودے نا بیہ سے — اگر شاخ کماں ہو بار آور
خود آرا کیوں نہو سرو لب جو — کہ آب آئینہ آسا ہے منور
ہر اک قطرہ ہوا در باد آغوش — رطوبت خیز ہے یہ ابر آور
ہوئی جنبش عظام مردگاں کو — قیامت ہے نسیم روح پرور
نہیں یہ سبزہ زار شبنم آلود — زمرد پر جڑے ہیں لولوئے تر
تمامی فرش گل ہے صحن گلشن — مگر نازک فراجو نکا ہے بستر
ہوئی یہ باغ میں کثرت گلونکی — کہ چلتی ہے نسیم صبح بچکر
ترنم زیر ہیں مرغان گلشن — تراوت خیز ہیں گلہائے احمر
نشاط افزا یہ موسم ہے کہ غنچہ — سماتا ہی نہیں جامے کے اندر
غضب تاثیر ہے آب و ہوا کی — کہ زاہد نے کہا ساقی سے ہنسکر
بھلا اس فصل مین اتنا تغافل — لبالب کر مئے رنگین سے ساغر
ہوئی جنبش عظام مردگان کو — قیامت ہے نسیم روح پرور
یہ نکہرا دیکھکے جب چہرۂ گل — بھلا بلبل تڑپ جائے نہ کیونکر
ہوا سے سبز ہو گر کوئی رکھدے — زمین پر دانہ تسبیح دم بھر
گلونکی یہ جھلک پڑتی ہے پیہم — کہ اک سرخی سی ہے موج ہوا پر

کھلے ہیں ہر طرف گلہائے الوان — چمن ہے لعبت ترصیع پیکر
ہوا ہے باغ کیوں اتنا مزین — مگر ہے آمدِ نواب بافر
وہ ذی رتبہ کہ جسکا نقش اجلال — رقم ہے قیصر و دارا کے دل پر
وہ ہے سرپنجۂ قوت کہ جس سے — سدا کنیائے سہراب ولاور
وہ ہے دستِ قوی اوسکا کہ جس سے — سدا تھرائے زالِ پیل پیکر
اوس ابر جود کے دستِ کرم نے — کیا ہے دامنِ امید پُر زر
بیاں ہو اوسکی کیا شانِ جلالت — کہ جسکے قصر کا دربان ہے قیصر
فریدوں مرتبت نواب ذی جاہ — وہ ہے حامد علی خان ولاور
جواں سال و جواں بخت و جواں عمر — فلک خوان و ملک شان و ملک فر
نہ آئینہ بنایا اوس کے قابل — بھلا منہ کیونکہ دکھلائے سکندر
نہیب قہر گر اوسکی وہ سُن لے — تو گو اوڑ جاے برگ کاہ بنکر
نہیں کچھ مدح غائب سے تسلی — یہ مطلع مدح حاضر میں رقم کر
تری شمشیر ہے وہ عدل گستر — کرے اعدا کے دو ٹکڑے برابر
یہ ڈر ہی کٹ نہ جائیں حرف توصیف — غضب ہے بُرّشِ صیف دو پیکر
چمک اوسکی وہ آئینہ کہ اعدا — خود اپنی دیکھ لے مرگ مقدر
تڑپکر یوں گرے اعدا کی صف پر — کہ جیسے ابر میں ہو برق مضطر
ہوا یہ عدل تیرا باعثِ امن — کہ اوسکے ڈر سے ای انصاف گستر
کیا خوباں نے ترکِ جور عُشّاق — جہاں میں تا نہ کہلائیں ستمگر
اگر تمکیں ترا دے حکم تسکیں — نہو پھر آگ پر سیماب مضطر

ترے سر پر جو دیکھا چترِ زرّیں
حسد سے جل گیا مہرِ منور

تعالی اللہ وہ گلگوں سبک خیز
جو اسپِ وہم سے چلتا ہے بہتر

بیاں ہو اوسکی کیا چابک خرامی
وہ جب چلتا ہے بجلی کی برابر

تو برق اوسکے کہیں رہتی ہے پیچھے
یہ رکھتا ہے قدم اوس سے بڑھا کر

گذر جاتا ہے وہ اسپ سبک پے
بسیطِ آب سے مانند صرصر

نہ پہونچے زیرِ پا اوسکے کچھ آسیب
رہیں ثابت حباب بحر یکسر

بس اب ختمِ سخن لازم ہے مجروح
کہ عاجز ہو گئی طبعِ ثنا گر

مدیحِ حضرتِ نواب والا
نہ لکھی جائے گو ہوں لاکھ دفتر

انہیں کافی ہے اپنی خوبیِ ذات
کہ گل خود اپنی بو سے ہے معطر

خدا دے عمر میں اتنی فزونی
محاسب اوسکا گر ہو چرخِ اخضر

گنے جس پر سنینِ عمرِ نواب
تو اوس تسبیح کے دانے ہوں اختر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاتحِ کارِ جہان نام ہے یزدان تیرا
قاطعِ شرک ہے اول ہی سے پیمان تیرا

جنت و کوثر و طوبیٰ و قصور و انہار
کچھہ نہین مانگتا وہ جو کہ ہے خواہان تیرا

خوانِ شاہانِ جہان کی نہین پروا اوسکو
سیر رہتا ہے سدا جو کہ ہے مہمان تیرا

کیون نہ ہر رنگ مذاہب کے ہون انسان پیدا
خانۂ دہر ہے گویا کہ گلستان تیرا

جانتا ہے تری رحمت نہ رکھے گی محروم
جمع خاطر نہ ہو کس طرح پریشان تیرا

لڑکھڑاتے ہین تری رہ مین رسولونکے قدم
کیسی جولان سے ہے لبریز بیابان تیرا

وہ ترا ملک ہی جسکو کہ نہین بیم و زوال
دستِ تاراج سے ایمن ہی گلستان تیرا

زخمِ عشق وہ کامل ہے کہ لذت پائے
جب نمک ریز ہو زخمونپہ نمکدان تیرا

ذاتِ اقدس ہے تری کاربرارِ عالم
زرفشان سب پہ ہے گنجینۂ احسان تیرا

طور و موسیٰ کی حقیقت پہ نہین کرتے نظر
دیکھنا کیا ہی سمجھہ رکھا ہے آسان تیرا

سلسلہ گر متناہی ہو تو آگاہی ہو
نہ تو اول ترا معلوم نہ پایان تیرا

کیون نہ مہمان ہون تری خوانِ کرم پر دونو
سچ ہی بندہ ہے ہر اک گبر و مسلمان تیرا

مین رضامند ہون تو دوزخ و جنت جو دے
ایک ہے عدل ترا دوسرا احسان تیرا

اول و آخر و پیدا و نہان سب تو ہے
جلوہ ہر رنگ مین تازہ ہی ہر اک آن تیرا

جنتی جانتے ہین آپ کو اہل دوزخ
ہے یہ تسکین فزا لطف فراوان تیرا

جن و انسان و ملک ہین ترے در کے ساجد
کیون نہ ہو واجب تعمیل ہے فرمان تیرا

مایہ نطق زبان ہے سو عطا ہے تیری
کونسے منہ سے ہو مجروح ثناخوان تیرا

ثنا و حمد ایزد ہو رقم کیا
ہمارا ناطقہ کیا اور ہم کیا

مجھے درپیش ہی توصیف وحدت
مرکب سے کرون اوسکو رقم کیا

حیات اپنی ہی وابستہ نفس سے
عطاے خاص ہی یہ دمبدم کیا

نہین کثرت سے کچھ نقصان وحدت
محیط اک قطرہ مین ہوتا ہی کم کیا

جو ہی موجود ہر جا اوسکے طالب
کرین پابندی دیر و حرم کیا

زبان نکتہ سنج سحر پرداز
بیان اوسکا کرے فیض اتم کیا

بھلا اک قطرہ ناچیز موہوم
کرے پیمایش پہنائے یم کیا

یہان لاتقنطو ورد زبان ہے
گناہونکی فراوانی کا غم کیا

ترحم طالب طاعت نہین ہے
مرا محتاج ہے اوسکا کرم کیا

گیاہ خشک لب ہے چشم بر راہ
بھلا اب دیر ہے ابر کرم کیا

جبین فرسودگان درگہہ قدس
یہ کہتے ہین کہ ہے اکلیل جم کیا

وہانسے گنج زر ملتا ہی بے رنج
طلب سے دیتے ہین اہل کرم کیا

زبان و نطق سب اوسکی دیے ہین
کرین اوسکا ادا ے شکر ہم کیا

وجود نیستی پر اس قدر ناز
بھلا پیدا ئیے نقش قدم کیا

دم شمشیر پر ہے راہ الفت
اوٹھین اے حضرت موسی قدم کیا

زبان مجروح کی اور حمد باری
سمائے گا بھلا قطرہ مین یم کیا

اللہ رے نور روئے تجلی نقاب کا
ہر ذرہ کر دیا ہے نظیر آفتاب کا

یہ کس سے ہو سکے ہے بجز فیض مصطفے
جو معصیت مین رنگ دکھائے ثواب کا

ہی بانگ دور باش ادب بہر فرش عرش
روضہ ہے یہ جناب رسالت مآب کا

کچھہ ماجرا نہ مہر نبوت کا پوچھیے
نقطہ ہی حق کے یہ قلم انتخاب کا

اُمی ہوا اگرچہ بظاہر پہ اصل مین
کشاف ہے حقائق ام الکتاب کا

کر لین بہت سے جرم اکٹھے کہ حشر مین
ہونا ہے سامنا کرم بے حساب کا

لو آؤ نور وادی ایمن کو دیکھہ لو
سرکا ہے روئے پاک سے گوشہ نقاب کا

الطاف حق نے بارش رحمت رکھی سدا
سایہ ہٹا نہ آپ کے سر سے سحاب کا

حاضر ہین ہم سوال کرین منکر و نکیر
یاں حب احمدی ہے خلاصہ جواب کا

ہم بھی تو خواجہ تاش ہین بگڑین نہ کس طرح
تھامنا ہے جبرئیل نے حلقہ رکاب کا

رحمت خدا کی عام - نبی شافع انام
پھر خوف کس لیے ہو حساب و کتاب کا

یثرب کی راہ تھم کے کہین پوچھتا نہین
اللہ رے شوق اس دل پر اضطراب کا

اوس ابر مرحمت کی ترشح ضرور ہے
دوزخ بنا ہوا ہون تف سینہ تاب کا

افتادگی کسی کی نہ تھی آپ کو پسند
سایہ اسی لیے نہ پڑا اوس جناب کا

صل علیٰ کا شور جو ہے آسمان تک
آیا ہے لب پہ نام مرے کس جناب کا

کیسی تعب فشار کی کیسا عذاب قبر
مرقد مین چین سے ہے محب بو تراب کا

خورشید زار کیون نہ کرے گوشہ لحد
یہ داغ عشق ہے خلف بو تراب کا

عذر گنہ مین سمع خراشی سے فائدہ
دفتر ہے دیکھہ لو مرے حال خراب کا

حاضر ہو جب خودی تو حضوری کہان سے ہو
ہم ہو گئے ہین آپ ہی باعث حجاب کا

چشم کرم دریغ نہ ہو اس سے یا نبی
مہدی کو آسرا ہے تمہاری جناب کا

ہمسر جہان مین کب ہے رسولِ کریم کا
ثانی کبھی ملا نہین دُرِّ یتیم کا

وہ گلشن وقار کہ جس کے درخت پر
ہے آشیانہ بلبل سدرۂ مقیم کا

وہ شاہِ عدل دوست کہ یہ بندوبست شرع
ہے اک نمونہ آپ کی رائے سلیم کا

وہ ہادی الطریق کہ جس کے کلام کا
ہر حرف رہنما ہے رہِ مستقیم کا

حاکم وہ اس جہان مین ہر جن و انس پر
قاسم وہ دین مین ہے نعیم و جحیم کا

شائق کلیم تھا سو رُخِ پاک شاہ نے
جلوہ دکھا دیا اوسے حسن قدیم کا

فرش رہ حضور ہو اوسکی یہ چاہ ہے
رتبہ بلند کیون نہ ہو عرش عظیم کا

اکھڑی سی کچھہ ہوا نفس عیسوی کی ہی
یثرب سے آگیا کوئی جھونکا نسیم کا

آؤ در حضور پہ اے طالبان حق
رستہ دکھا رہا ہون رہ مستقیم کا

اب فکر کیا شفاعت و رحمت ہے ایجا
نائب بھی ہے کریم خدائے کریم کا

حضرت کے واسطے سے نہ کی التجا ہی دید
مقصود کس طرح سے بر آتا کلیم کا

ہر اک بقدر ظرف ہے اُس در سے کامیاب
وہ ذات پاک چشمہ ہے فیض عمیم کا

مجروح اہل کین کی عداوت سے کیا خطر
تو تو محب ہے آل نبی کریم کا

وصف کیا ہو بیان محمدؐ کا
ہے خدا مدح خوان محمد کا

عرش اسکو سمجھہ ند روح امین
یہ تو ہے آستان محمدؐ کا

تھی زمین عرش کی نہ ہم پہلو
سایہ پڑتا کہان محمدؐ کا

حامل عرش بھیجتے ہین درود
نام آیا جہان محمدؐ کا

بات مین مردہ کو جلاتا ہے
لب معجز بیان محمدؐ کا

ہے بہت کہنہ ورنہ کہتے ہم
فرش ہے آسمان محمدؐ کا

ہوا آہن گداز قلب عرب
معجزہ ہے بیان محمدؐ کا

باہم قرب حق ہے روح امین
خادم آستان محمدؐ کا

ہے وہ راز نہان کا گنجینہ
حال ہو کیا عیان محمدؐ کا

ہے وہ ذات خدا مین مستغرق
حق ہے جو ہے بیان محمدؐ کا

بال جلتے ہین وان فرشتونکے
ہے گذر گہہ جہان محمدؐ کا

فخر بس ہے یہی کہ اے مجروح
تو ہوا مدح خوان محمدؐ کا

ہے فلک آستان محمد کا
ہے ملک پاسبان محمد کا

چپ رہو اے مسبحان فلک
ہو رہا ہے بیان محمد کا

لوگ کہتے ہین لامکان جسکو
ہے وہین تو مکان محمد کا

جز خداوند ایزد متعال
کون ہے رتبہ دان محمد کا

دلمین پتھر کے نقش پا دیکھو
حشر تک ہے نشان محمد کا

ہو بہگانا جہانسے شیطان کا
نام لے لو وہان محمد کا

اسکی کاشف ہے خود شب معراج
فرش ہے آسمان محمد کا

اسم اعظم کی ہی تلاش تو رکھہ
نام ورد زبان محمد کا

دیکھہ سکتا ہے ہمکو دوزخ مین
کب دل مہربان محمد کا

کرتا پرزہ ہے دامن امید
دست گوہر فشان محمد کا

تخت شاہی سے کام کیا مجروح
مین ہون اور آستان محمد کا

یان کیون نہ سائبان ہو نور الہ کا
روضہ ہے یہ جناب رسالت پناہ کا

پیہم ہے بسکہ ریزش انظار زائران
ہے فرش صحن خاص مین تار نگاہ کا

محشر مین دیکھہ جوش شفاعت حضور کا
طاعت بہی ڈہونڈتی ہے وسیلہ گناہ کا

حضرت کی یاد و حسرت دیدار ہی یہان
فائت یہ دل کی ہے وہ نتیجہ نگاہ کا

دریاے بیکران ہے صفات محمدی
جبریل اسمین قصد نہ کرنا شناہ کا

شق قمر ہی اسنے کیا رد شمس بہی
مالک شہ رسل ہے سپید و سیاہ کا

وہ پیک چرخ جسکا لقب ہے مہ منیر
داعی غلام ہے یہ تری بارگاہ کا

ہون جس زمین پہ بال ملائک بچہے ہوے
وہ ہی نشان سمجھئے مدینہ کی راہ کا

حضرت کی راہ فقر مین ہے فرش جا بجا
دارا کی شوکتون کا سکندر کی جاہ کا

حیران عقل کیون نہ ہو وصف حضور مین
دریاے پرخروش مین ہی برگ کاہ کا

امید شست و شو ترے ابر کرم سے ہی
نامہ بہت سیاہ ہے اس روسیاہ کا

رحمت بہانہ جو ہے گنہگار کے لیے
بخشش ہے واں جواب لب عذرخواہ کا

کیا اسکے آگے دشمن شیطان نسب تہے
لشکر ہے یہ خدیو ملائک سپاہ کا

کیا رہبری کی اوس سے رکھینگے امید ہم
پیر خضر ہی خود ہے مرے خضر راہ کا

مجروح سر کو قیصر و دارا سے کیون جھکائے
یہ بھی تو ہے غلام شہ دین پناہ کا

لیا جب نام ہمنام خدا کا
سُنا مژدہ حصول مدعا کا

جھکین سر کیون نہ یان گردن کشونکے
یہ در ہے شہسوار لافتا کا

ہوئے روشن جو ایسے چشم خورشید
لگایا سُرمہ کیا اوس خاک پا کا

ہوا یہ لحمک لحمی سے ثابت
کہ حیدر جزو تن ہے مصطفا کا

ہوئی کعبہ مین جب پیدا ید اللہ
قوی بازو ہوا خیر الورا کا

وہ نکلے قتل مُرّہ کو دو انگشت
نشان پھر دیکھہ لیجے لافتا کا

نہ جھلکے کیونکہ نور لاتناہی
وہ آئینہ ہے ذات کبریا کا

بفرمان خداوند دو عالم
علی ہے نفس ناطق مصطفا کا

نہ کیون زور ید اللہی دکھائے
یہ پنجہ ہے شہ خیبر کشا کا

جسے کہتے ہو تم ناموس اکبر
وہ خادم ہے علی مرتضا کا

عدو کے خونکا مینہ برسا رہی ہی
کھلا جوہر یہ تیغ برق زا کا

نہین تصویر بھی اوسکی ٹھہرتی
یہ نقشہ ہے سمند تیز پا کا

ہوئے سب عقدۂ دشوار آسان
لیا ہے نام کیا مشکل کشا کا

خدایا سا تر عصیان مجروح
سدا دامن رہے آل عبا کا

یہ دل شایق ہی اوسکے روی روشن کی یارب کا
کہ جو ہی مہر انور بار ہوین برج امامت کا

امام مہدیے ہادی سرور سینۂ زہرا
دل و جان نبی نور بصر شاہ ولایت کا

اگر ظاہر کرے وہ احتساب دین و ایمان کو
تعجب کیا جو بت پڑھنے لگے کلمہ شہادت کا

جہانکو تنگ کر رکھا ہے اہل کفر و بدعت نے
دکھا انکو نمونہ شاہ مرد انکی شجاعت کا

پڑے یہ غلغلہ جب ذوالفقار حیدری چمکے
کہ حق ظاہر ہوا اب کوبکو ہے اہل ضلالت کا

دکھا بر قع کشا اوس چہرہ پر نور کو یارب
شب ظلماتیئے زحمت مین چمکا نور راحت کا

اوٹھا دیگا عمل عالم سے سب کشور ستانونکا
ولایت گیر ہے وہ لخت دل شاہ ولایت کا

امامت اور شاہی ہی مبارک جان ناروں کو
کہ گنج زر کے ہے ہمراہ گنجینہ سعادت کا

نبی ہون مقتدی جن کے امام و پیشوا وہ ہین
ہنسی ٹھٹھا سمجھ رکھا ہی کیا منصب امامت کا

قطعہ

ہوا پیدا جہان حضرت کے نور جد امجد سے
قدم سے آپکے وابستہ ہی آنا قیامت کا

غرض خلاق عالم نے پیمبر کے گھرانیکو
کیا باعث زمانہ کی بدایت اور نہایت کا

امام عصر کی غیبت مین یہ اک سر نہان ہی
کہ تا ہو حال ظاہر منکر و اہل ارادت کا

غلامون مین رہے محسوب یہ مجروح یا مولا
یہ خادم آپکا خواہان ہی ہر دم اس عنایت کا

کوئی آسمان کیا سوا ہو گیا
کہ افزون نزول بلا ہو گیا

وہ جاتے ہین دامن بچائے ہوے
تجھے جرأت شوق کیا ہو گیا

ڈرو نالہ حسرت آلود سے
غضب ہو گیا گر رسا ہو گیا

نہ ہلنے دیا مہر صیاد نے
رہا قید مین گو رہا ہو گیا

کبھی میرے دل سے نکلتا نہین
یہ غم تو مزا وصل کا ہو گیا

ہوئے بال و پر بند اب ہمکو کیا
اگر عقدۂ دام وا ہو گیا

بڑھے اور بھی بخت کی تیرگی
اگر سر پہ ظل ہما ہو گیا

لگا ہاتھ مین کس کا شور آب شمشک — جو پہیکا سا رنگ حنا ہو گیا
کہا مینے ایجان تو بولے چہ خوش — کہو کب سے مین بیوفا ہو گیا
وہ آئین یہان اک نئی بات ہی — تجھے بخت بد آج کیا ہو گیا
کیا حال دوری جو اونکو رقم — تو ہر حرف خط کا جدا ہو گیا
کھٹکتا ہی پہلو مین دنرات دل — یہ پیکان ترے تیر کا ہو گیا
کھلا جب سیہ نامہ میرا تو پھر — شب تار روز جزا ہو گیا

ہین اوس تند خو سے یہ گستاخیان
تمہو تمکو مجروح کیا ہو گیا

وہ مرے پاس گر آئے بہی تو پھر کیا ہو گا — یہی ہو گا کہ کوئی خون تمنا ہو گا
زندگانی ہے تو کیون دیکھنا اونکا ہو گا — گرد ہستی سے مرے بیچین پروا ہو گا
کہتے ہین کونسا مطلب تجھے کہنا ہو گا — اور ہوا بہی تو کوئی شکوہ بیجا ہو گا
اے خوشا بخت جو معشوق کو دیکھے ہمدوش — آرزو خیز غضب خواب زلیخا ہو گا
اپنا عشاق مین ہم مرتبہ اوسدم جانون — جب یہ سمجھون کہ کوئی دوسرا تمسا ہو گا
سخت مضطر دل ہنگامہ طلب ہی یارب — آج ہی کیون نہ وہ ہو جائے جو فردا ہو گا
دیدہ دجلہ فشان اشک فشانی کبتک — اُلٹکو اک یہ بہی نہ آنے کا بہانا ہو گا
ہر طرف ہمکو یہان بوے وفا آتی ہے — یہ تو مر قد کسی مقتول جفا کا ہو گا
نالہ نیم شب و آہ سحر ہین بے کار — کوئی ہنگام بہی تاثیر دعا کا ہو گا
تا کجا یہ دل پُر شرم نہ ہو گا گستاخ — جب کہ ہر ناز ترا حوصلہ فرسا ہو گا
اور ہے کون جو پاس اوسکے ذرا جا نکلے — ہان مگر دم ترے عاشق کا نکلتا ہو گا

نہ ہٹے دشنہ جانگیر مرے پہلو سے
شب فرقت مین اسی کا تو سہارا ہوگا

اپنی ہنگامہ فزائی کو رکھے گا محشر
وہ ہی فتنہ جو تری چشم سے پیدا ہوگا

صبح گو ہو شب وعدہ مگر آنا کیسا
ابھی وہ بننے سنورنے مین خود آرا ہوگا

ہائے وہ دن کہ شب وصل ہر اک کھٹکے پر
اونکا گھبرا کے یہ کہنا کہ بس اب کیا ہوگا

رشک اعدا تو مسلم ہے ولے سچ یہ ہے
جب وہ اپنا نہ ہوا دوست تو کسکا ہوگا

آہ جس درد کے انجام مین پٹتا ہے جگر
پھر وہ آغاز مین فرمائیے کیسا ہوگا

یہ مرا عقدۂ دل بند قبا ہے تیرا
جز تمہارے یہ کسی اور سے کب وا ہوگا

طعنہ غیر سُنے دوری جانان دیکھے
اے فلک اور تو اب اسکے سوا کیا ہوگا

فرش رہ دیدۂ مجنون ہین زمین پر یارو
کیونکہ نقش قدم ناقہ لیلا ہوگا

شوق کہتا ہے اوسے دیکھہ تو لو ہمرہ غیر
رشک کہتا ہے مجھے کب یہ گوارا ہوگا

یہ نشان یاد رکھو تم کہ مرے نامہ مین
خونمین ڈوبا ہوا ہر حرف تمنا ہوگا

اُسکی شوخی وہ بلا اسکا تڑپنا یہ کچھہ
کب تصور کا ترے دل مین ٹھہرنا ہوگا

نہ تو دنیا ہی میسر ہے نہ دین کے اسباب
ہائے مجروح کہان تیرا ٹھکانا ہوگا

نہ وہ نالونکی شورش ہی نہ غل ہی آہ وزاری کا
وہ اب پہلا سا ہنگامہ نہین ہی بیقراری کا

طلب کیسی بلانا کیا وہان خود جا پہنچتے ہین
اگر عالم یہی چندے رہا بے اختیاری کا

وہان وہ ناز و عشوہ سے قدم گن گن کے رکھتے ہین
یہان اس منتظر کا وقت پہنچا دم شماری کا

کبھی چشم خمار آلود کی مستی نہین دیکھی
بجا ہی حضرت ناصح کو دعوی ہوشیاری کا

بھلا کیا ایسی روتی شکل پاس آکر کوئی بیٹھے
اوٹھے آخر وہ جھنجلا کر بُرا ہو اشکباری کا

عجب کیا ہی کہ قاصد بہو لجائے اوسکا لیجانا
لکھون جس نامہ مین شکوہ تری غفلت شعاری کا

مثال نخل دیکھا ہے اوسی کو پھولتے پھلتے
کیا جس شخص نے حاصل طریقہ خاکساری کا

ہر اک شی کا ہی اندازہ مگر پایان نہین ہرگز
تری غفلت شعاری کا مری امیدواری کا

زبس آنکھون مین رنگت چہارہی ہی لالہ وگل کی
خزان مین لطف آتا ہی ہمین فصل بہاری کا

کبھی سر پاؤن پر رکھنا کبھی قربان کہہ اٹھنا
ہمین تھوڑا سا ڈھب آتا تو ہی مطلب آری کا

چھپا کل گوشہ میخانہ مین مجروح نے دیکھا
یونہی شہرہ سنا تھا شیخ کی پرہیزگاری کا

موسی نہ غش مین آئیو اک بار دیکھنا
آسان نہین ہے یار کا دیدار دیکھنا

محفل طرازیان وہ کہان ابتو کام ہے
گھر مین پڑے ہوئے در و دیوار دیکھنا

ساقی کی چشم مست کا گردو رہے یہی
زاہد کو آج کل ہی مین میخوار دیکھنا

ہین بعد مرگ بھی وہی آنکھین کھلی ہوئین
عاشق کی اپنے حسرت دیدار دیکھنا

گر چشم تر کی ہین یہی خونابہ باریان
اس گھر ہی مین لگا گل و گلزار دیکھنا

ہی کس سی تاک جہانک کہ خالی نہین ہی یہ
سوراخ در سے آپ کا ہر بار دیکھنا

چندی یونہی ہی عشق زلیخا کی گر کشش
یوسف کو آج کل سر بازار دیکھنا

ہو قہر یا کہ مہر کوئی یہ بھی ڈھنگ ہے
سو بار منہ کو پھیرنا سو بار دیکھنا

قطعہ

مین اپنی جانپہ کھیل کے کل قتلگاہ مین
کہنے لگا کہ قاتل خونخوار دیکھنا

کیا قتل کرنے مین یہی انصاف شرط ہی
بے جرم دیکھنا نہ گنہگار دیکھنا

کہنے لگا یہ سنکے وہ شوخ ستیزہ کار
آجاؤ تم بھی ہو جو کوئی وار دیکھنا

اس امر کو تو اوسنے کیا اسقدر محال
آسان ہے مرگ اور ہی دشوار دیکھنا

ظاہر ہی یہ کہ جاذب شبنم ہے آفتاب — کافی ہمین ہے یار کا اک بار دیکھنا
مین ہون جو بیقرار تو معذور جانیے — آسان نہین ہے دل کا گرفتار دیکھنا
سر رکھکے اوسکے زانو پہ رویا وہ ماہوش — یار و عدو کے طالع بیدار دیکھنا
شاید ہمارے دل کے اوڑانیکی فکر ہے — خالی نہین ہے اونکا یہ ہر بار دیکھنا

برگ گیاہ ہو نہین سکتا حریف برق
مجروح کی طرف نہ کہین یار دیکھنا

۲ بے عدو وعدہ قتل کا نہ ہوا — ظلم بہی حسب مدعا نہ ہوا
۵ روکنا اوسکا سہل تہا لیکن — شوق ہی جرأت آزما نہ ہوا
۸ کیا شکایت کرین رقیبون کی — وہ ہی جب ہمسے آشنا نہ ہوا
تہی گرہ بسکہ آرزوے وصال — سر مرا تیغ سے جدا نہ ہوا
۱۱ مجکو درکار تہے ہزارون دل — ایک دل وقف ہرادا نہ ہوا
یون تو سو بار وان گئے لیکن — ڈھب ہی کچہ عرض شوق کا نہ ہوا
۱۴ نہ سہی دل جگر کے پار ہوا — تیر تو آپ کا خطا نہ ہوا
یاس اسدرجہ ہو گئی ہے کہ اب — وصل بہی آرزو فزا نہ ہوا
ہمنے ایجان سدا کہا اوس کو — خیر گذری وہ بے وفا نہ ہوا
۱۷ یون نکلتا نہ اونکی محفل سے — ہائے مین اپنا مدعا نہ ہوا
۱۹ کتنا ناآشنا ہے وہ جس کا — لب سے شکوہ بہی آشنا نہ ہوا
۲۰ کیا رعایت جفا کی ہے اوسکو — وعدۂ قتل بہی وفا نہ ہوا
کتنا ناآشنا ہے وہ جس کا — شکوہ بہی لب سے آشنا نہ ہوا

کام آئی شکر لبی اون کی — جب مرا لب ملا جدا نہ ہوا
تھا دریا رمیر اعقدۂ دل — لاکھہ تدبیر کی پہ وا نہ ہوا
ہے بلا خیز وہ رہ الفت — خضر بہی جسمین رہنما نہ ہوا
ظلم بیجا ہین اوسکے سب لیکن — کون یہ کہہ سکے بجا نہ ہوا
چیر کر سینہ داغ دکہلائے — تمکو اب بہی یقین کیا نہ ہوا
ہم بہی پابند وضع تہے کتنے — مر گئے اونسے پر گلا نہ ہوا

اوسکے تمکین ناز سے مجروح
لطف کچہہ چہیڑ چہاڑ کا نہ ہوا

آنا ترا یہان نہ مروت سے دور تہا — ذرہ کو آفتاب بنانا ضرور تہا
سارا یہ اپنی چشم دو بین کا قصور تہا — ورنہ ہر ایک جزو مین کل کا ظہور تہا
کہتے ہین درد ہجر سے کیون مر گئے نہ تم — لو اور سنیے یہ بہی ہمارا قصور تہا
تم اک جہلک نہ دیکہہ سکے ورنہ اے کلیم — وہ جلوہ برق افگن صد کوہ طور تہا
اعدا کا گہر سمجہہ کے مرے گہر وہ آ گئے — جا گے نصیب یون کہ نشہ مین وہ چور تہا
بے وقر مجکو روز کے جانے نے کر دیا — اخلاص رفتہ رفتہ بڑہانا ضرور تہا
زاہد کا زہد دیکہہ لیا ہے مآل ایک — مین مست بادہ اور وہ مست غرور تہا
دیوانہ بنکے مطلب اصلی کیا حصول — مجنون بہی عاقلون مین بہت ذی شعور تہا
اوس حور وش کے عشق سے مانع ہوا مجہے — واعظ کی آج عقل مین بیشک فتور تہا
اوس تند خو سے رنجش بیجا کا کیا گلہ — وہ کب کہیگا یہ کہ ہمارا قصور تہا
ہمسے رہا جو دور نہین یار کا قصور — برہم زن امور دل ناصبور تہا

کیونکر رہ حصول مقاصد نکالتے
مانع ادہر ادب تو ادہر کو غرور تہا

بے عشق شیخ کیونکہ پہونچتا حضور تک
نزدیک تہی جو راہ سو اوس سے وہ دور تہا

کامل ہو جذب اور وہ نہ آئے محال ہی
یہ شوق ناتمام کا اپنے قصور تہا

گو مر گئے پہ یار تو ہے بدگمان ہنوز
بہتان یہ بندہا کہ اسے شوق حور تہا

مجروح حال بد کو چہپاتا رہا سدا
مفلس ضرور تہا پہ نہایت غیور تہا

بہتر یہ ہے کہ او سکا نہ انداز دیکہنا
ورنہ ہزار فتنہ کے در باز دیکہنا

ابتک بہی یہ خیال پریشان ہی عرش سیر
اس مرغ پر شکستہ کی پرواز دیکہنا

بے بادہ اک نگاہ مین بیہوش کر دیا
اوس چشم نیم مست کا انداز دیکہنا

دہوکہ مین وہ صنم مرے گہر مین خود آگیا
ہمدم ذرا یہ کارخداساز دیکہنا

شوریدگان عشق کو دیوانہ کر دیا
مرغ ترانہ سنج کی آواز دیکہنا

میری جو آج ہے شب وعدہ تو بند ہی
کل شام ہی سے یار کا در باز دیکہنا

بیگانہ ہو کہ یار لگاوٹ ہے ایک سی
اوس شوخ فتنہ ساز کا انداز دیکہنا

یہ دل لگی کا بہید نہ کہل جائے اور پر
اوسکی طرف نہ بزم مین ہمراز دیکہنا

دم مین جلا یا خرمن صبر و شکیب کو
اوس برق وش کا شعلہ آواز دیکہنا

صیاد جور پیشہ کو شاید نہین پسند
مرغ چمن کو زمزمہ پرداز دیکہنا

پیر مغان نے پہلو مین اپنے بٹہا لیا
مجروح مے پرست کا اعزاز دیکہنا

غیرونکو بہلا سمجہے اور مجکو برا جانا
سمجہے بہی تو کیا سمجہے جانا بہی تو کیا جانا

اک عمر کے دکھہ پائے سوتے ہین فراغت سے
اے غلغلۂ محشر ہم کو نہ جگا جانا

مانگون تو سہی بوسہ پر کیا ہی علاج اسکا
یان ہونٹ کا ہلجانا واں بات کا پاجانا

گو عمر بسر اسکی تحقیق مین کی تو بھی
ماہیت اصلی کو اپنی نہ ذرا جانا

کیا یار کی بدخوئی کیا غیر کی بدخواہی
سرمایہ صد آفت ہے دل ہی کا آجانا

کچھہ عرض تمنا مین شکوہ نہ ستم کا تھا
مین نے تو کہا کیا تھا اور آپ نے کیا جانا

اک شب نہ اسے لائے کچھہ رنگ نہ دکھلائے
اک شور قیامت ہی نالون نے اوٹھا جانا

چلمن کا اولٹ جانا ظاہر کا بہانہ ہے
اونکو تو بہر صورت اک جلوہ دکھا جانا

ہی حق بطرف اوسکے چاہے سو ستم کرلے
اوسنے دل عاشق کو مجبور وفا جانا

انجام ہوا اپنا آغاز محبت مین
اس شغل کو جان فرسا ایسا تو نہ تھا جانا

مجروح ہوے مائل کس آفت دوران پر
اے حضرت من تمنے دل بہی نہ لگا جانا

ہجر مین طرفہ ماجرا دیکھا
زیست مین موت کا مزا دیکھا

جب اوسی کو نہ جلوہ زا دیکھا
پھر یہ کہئے کہ ہمنے کیا دیکھا

اوسکی نیرنگ سازیان ہین غضب
قہر بہی آرزو فزا دیکھا

ہجر کے رنج وصل کی راحت
لطف ہر ایک کا جدا دیکھا

جسکی جا ہی نہین ان آنکھون نے
جلوہ اوسکا ہر ایک جا دیکھا

دلکے لینے مین کیا ادا کیا ناز
ایک سے ایک کو سوا دیکھا

آسمان و زمین کا ہے فرق
ماہ سے اوسکو شب ملا دیکھا

ہر تمنائے مردہ ہے زندہ
کس کا یہ روے جانفزا دیکھا

زخم کاری لگا دیا اوس نے
نہ تڑپنے کا کچھہ مزا دیکھا

اوسکے کوچہ کے جلد جانیمین
پاونسے آگے نقش پا دیکھا

عشق بیگانہ وار کے صدقے
دلکو جسمین نہ آشنا دیکھا

جان بہی مفت مین گئی مجروح
دل لگانیکا کچھہ مزا دیکھا

گوہر اک حال ہے وان ہمسے چہپایا جاتا
رنگ محفل کا پر اچہا نہین پایا جاتا

وان مرا نامہ نہ کیون پرزے اوڑایا جاتا
خط تقدیر کو کس طرح مٹایا جاتا

محفل یار مین کیا مجمع اغیار ہوا
یون جو تاکید سے ہے ہمکو بلایا جاتا

ناتوانی مری ان روزون ہے اس زور پر
کہ تصور مین نہین یار کے جایا جاتا

غم کے کہانیسے فراغت ہی نہین ہے ورنہ
ہمسے کیا زہر بہی فرقت مین نہ کہایا جاتا

دل لگی کی کوئی صورت ہی نتہی کعبہ مین
مین صنم خانہ مین کیونکر نہ خدایا جاتا

مژدہ اے ذوق شہادت کہ بن آئی ابتو
زہر مین خنجر قاتل ہی بجہایا جاتا

لاکہہ گو جمع ہین سامان طرب انگیزی کے
کنج غم بہی تو نہین چہوڑ کے جایا جاتا

مجمع عام مین مانند زلیخا ہرگز
ہمسے تو یار کو اپنے نہ دکہایا جاتا

حامل بار امانت فقط انسان ٹہیرا
سچ ہے یہ بار کسی سے نہ اوٹہایا جاتا

بہولے بہولے سے جو رہتے ہو کہو خیر تو ہے
یہ تو کچھہ عشق کا انداز ہے پایا جاتا

سوزش دلکو تو ہوتا نہین مطلق آرام
گرچہ دریا ہے ان آنکہونسے بہایا جاتا

نقص تہا جن وملک مین جو نہوتا انسان
اشرف خلق بہلا کس کو بنایا جاتا

رند میخوار ہے مجروح یہ کیونکر مانون

وضع سے اوسکی تو ایسا نہین پایا جاتا

عدو پر ہے یہ لطف و مبدم کیا
ہوئے وہ آپکے قول و قسم کیا

ملین اوس تند خو سے جاکے ہم کیا
یہ سچ ہی آب و آتش ہون بہم کیا

ذرا ذرہ کی تم مقدار دیکھو
ہمارا بیش و کم کیا اور ہم کیا

کھڑے ہین چوکڑی بھولے جو آہو
نظر اونکا پڑا انداز رم کیا

نہان ہر شکر مین ہی سو شکایت
مگر سمجھین گے وہ طرز رقم کیا

وہ میری لاش پر بولے یہ ہنسکر
بھلا صاحب ہمین دیتے ہو دم کیا

جھپکنا آنکھ کا منزل رسان ہی
یہانسے دور ہی ملک عدم کیا

معطر ہین غضب جھوکے ہوا کے
کھلی ہی اونکی زلف خم بہ خم کیا

مزا ہی جب کہ خم منہ سے لگا ہو
ہماری کام کا ہے جام جم کیا

بجھے سو بار اک بوسہ جو دیکر
وہ جانے شیوۂ اہل کرم کیا

کہا مین نے کہ مرجاؤن تو بولے
کہ تم جیسونکے مرجانیکا غم کیا

جفا بھی بے محل ہے مدعی پر
وہ کیا جانے کہ ہی لطف ستم کیا

نہ ملنے کی قسم کھائی تو بولے
اری تو کیا ہی اور تیری قسم کیا

وہ اک بوسہ پہ بھی لیتے نہین دل
بھلا قیمت کرین اس سے بھی کم کیا

ہوا قرب خدا چھوڑی خودی جب
کرین ہم اپنے مرجانیکا غم کیا

ہماری وسے پوچھو اوسکی لذت
رقیبونکو بھلا ذوق ستم کیا

کہا سچ حضرت ناظم نے مجروح
ہماری زندگی کیا اور ہم کیا

کل نشہ مین تہا وہ بت مسجد مین گر آجاتا
ایمان سے کہو یار و پھر کس سے رہا جاتا

مردیکو جلا لیتے گرتے کو اوٹھا لیتے
اکدم کو جو یان آتے تو آپ کا کیا جاتا

یہ کہئے کہ دہیان اوسکو آتا ہی نہین ورنہ
محشر سے تو سو فتنے وہ دم مین اوٹھا جاتا

محفل مین مجھے دیکھا تو ہنسکے لگے کہنے
آئینے سے ہر اک کے ہی صحبت کا مزا جاتا

ایذائین یہ پائی ہین مقدور اگر ہوتا
مین رسم تعشق کو دنیا سے اوٹھا جاتا

کیون پاس مرے آکر یون بیٹھے ہو منہ پھیرے
کیا لب ترے مصری ہین مین جنکو چبا جاتا

کیا جلوہ نما وہ مہ کوٹھے پہ ہوا آکر
کچھہ آج سویرے سے سورج ہی چھپا جاتا

یہ کاہشین کیون ہوتین گہرا کے اگر یہ دل
پہلو سے نکل جاتا آرام سا آجاتا

اچھا ہوا محفل مین مجروح کچھہ نہ بولا
وہ حال اگر کہتا تو کس سے سنا جاتا

تصور رخ جانا نمین شب یہ حال ہوا
کہ رشک خواب زلیخا مرا خیال ہوا

بچے کلیم ہوا طور جل کے خاک سیاہ
کہین وہ جلوہ جمال اور کہین جلال ہوا

تمہاری چال کے فتنونکی کسکو آگاہی
یہ اوس سے پوچھیے دل جسکا پائمال ہوا

وہ مجھسے کہتے ہین تو نام تو بتا اپنا
تمام عمر کی محنت کا یہ مآل ہوا

کہا جو اوسکے لب شکرین کو لعل خوش آب
تو کیسا فرط غضب سے وہ مجھپہ لال ہوا

یہان کمال کی وقعت کہان ہی بدر کو دیکھہ
پہنسا وہ نقص مین جب صاحب کمال ہوا

نظر فریب نہین کوئی حسن گندم گون
مگر زمانہ مین ان صورتونکا کال ہوا

فروغ حسن نے تیرے یہ اوسکو کاہش دی
کہ بدر رشک سے گھٹ گھٹکے ہی ہلال ہوا

شروع شکوہ اعدا مین اسقدر خفگی
یہ ایسی بات تہی کیا جس کا یہ ملال ہوا

اسیکا نام ہی آنا تمہین کرو انصاف
کہ آکے بیٹھتے ہی جانیکا سوال ہوا

دل اوسکے وصل سے محروم ہی رہا سچ ہے
وہ بے نصیب ہی جو طالب محال ہوا

حواس باختہ ہین تن بدن کا ہوش نہین
ترا جدائی مین مجروح کیا یہ حال ہوا

چھپانا اونسے دلکو فائدہ کیا
بھلا چھوڑیگی وہ بانکی ادا کیا

نہ تھے تم غیر کے گھر سچ ہی لیکن
یہ چرچے ہو رہے ہین جا بجا کیا

مین عاشق ہون یہ تم بھی جانتے ہو
پھر اسکا ہر گھڑی ہی پوچھنا کیا

بپا محشر مین ہی اک تازہ محشر
رخ جانانسے پردہ اوٹھ گیا کیا

وفا ہی مین نہو جب اپنے تاثیر
تو اوسکی بیوفائی کا گلا کیا

یہان تو جان ہی پر آ بنی ہے
تری وہ ہی چلی جاتی ہی کیا کیا

چلے تو ہین کہ دیکھہ آئین صنم کو
مگر دیکھین دکھاتا ہی خدا کیا

دل وجان صبر وطاقت جا چکے سب
فلک ہوگا بس اب اسکے سوا کیا

کہا جب دل نہ لیجاؤ تو بولے
کہ میرا اور تیرا ہے جدا کیا

بہار باغ روح افزا ہی لیکن
شگفتہ ہو دل درد آشنا کیا

نہ کہہ سکتے ہین یار اوسکو نہ دشمن
نہین معلوم ہی یہ ماجرا کیا

تلافی آپ کو کرنی پڑے گی
نہ پوچھو جسر تین ہین مجکو کیا کیا

مرا خط دیکھہ کے قاصد سے پوچھا
مری فرقتمین وہ جیتا رہا کیا

رکاوٹ ہمسے اور سب سے لگاوٹ
شرارت خیز ہے اوسکی حیا کیا

نہو مجروح جب قاتل نمک پاش

تو پھر زخمونکے کہانے کا مزا کیا

اوس سے بنہنے کے کچھہ نہین اسباب — وہ تغافل شعار و مین بیتاب
واجب القتل ہے دل بیتاب — کشتہ ہونا ہی خوب ہے سیماب
ابر کی تیرگی مین ہم کو تو — سوجھتا کچھہ نہین سوائے شراب
اپنی کشتی کا ہے خدا حافظ — پیچھے طوفان ہے سامنے گرداب
بوسہ مانگا تو یہہ جواب ملا — سیکھئے پہلے عشق کے آداب
اوسکو پھرتا ہے ڈھونڈھتا ہر سو — کیونکہ آنکھوں سے اوجھل نہ جائے خواب
درد والفت جو ہوتے ہی مرتے — یہ اذیت نہ کھینچتے احباب
نہین ممکن کہ جمع ہون دونون — ساقی مہروش شب مہتاب
سامنے اوس کے جو ٹھہر جائین — نہین بیتابیون مین اتنی تاب
اہل عالم سے چاہتا ہون وفا — اوسکا طالب ہون جو کہ ہی نایاب
عشق کے ساتھہ ہی گئے دل و دین — آگئی سیل بہ گیا اسباب
صاف فقرے ہون اور ہمین پر ہون — شیوہ اچھا تو ہے مرا آداب
ہوتی گر اس جہان مین کچھہ خوبی — کہتے کیون پھر صفت مین اسکی خراب
آزمانا نہ دل کو سختی سے — ٹوٹ جائے نہ یہ در نایاب
کس طرح بحر عشق سے نکلون — یہ تو دریا کہین نہین پایاب
شعلہ حسن تیرا کیا کہنا — پھونکدے اوسکے پردہ ہای حجاب
اوسکی شوخی کا ہے تعجب کیا — حسن یہ کچھہ اور اوسپہ عین شباب

غالب آئے ہین لاؤ اے مجروح

بادۂ ناب مین ملاکے گلاب

مانگین نہ ہم بہشت نہو وان اگر شراب
دو زخمین ڈالدیجئے دیکھے مگر شراب

زاہد کے بخت بد کی ہی خوبی دگر نہ کیون
چھڑے کوئی شراب کی امید پر شراب

توبہ تو ہمنے کی ہی پر ابتک یہ حال ہے
پانی بھر آئے منہ مین دکھادین اگر شراب

گویا شراب ہی سے بھرا عمر کا قدح
موت اوڑکی خوب ہی جو پیے عمر بھر شراب

سمجھا نہین کہ جیتے ہین مرد اسی طرح
چھڑکے وگرنہ کیون وہ مری خاکپر شراب

ہے لطف زیست یہ کہ وہ بیٹھا ہو روبرو
بکھرے ہون پھول دھر تو دھری ہو دھر شراب

بیخود کیا جہانکو تری چشم مست نے
تھی کیسی اس پیالہ مین ای فتنہ گر شراب

چشم سیاہ مست نگہہ مست آپ مست
پیتا ہے دل لگی کو بت عشوہ گر شراب

توبہ مین ہم نہ کھائینگے الزام کیا ہوا
اک آدہ بار پی گئے گر بھول کر شراب

مجروح بیش و کم سے یہان کچھ غرض نہین
سمجھے فتوح غیب ملے جس قدر شراب

حرف رخصت لب شیرین پہ نہ لانا صاحب
بیٹھے بیٹھے کہین فتنہ نہ اوٹھانا صاحب

بعد مرون بھی یہان دست تمنا ہین بلند
بیخبر یون مرے مرقد پہ نہ آنا صاحب

ذکر اغیار مجھے دیکھہ کے کرنا کیسا تھا
ڈھونڈھتے آپ ہین لڑنیکا بہانا صاحب

تم خوشی دوست ہو احوال نہ پوچھو میرا
درد انگیز بہت ہے یہ فسانا صاحب

کچھہ قیامت تو نہین جسکا ضرور آنا ہے
چشم بد دور یہ ہی آپ کا آنا صاحب

کچھہ شب وعدہ ہی مہندی کا لگانا تھا ضرور
خوب ہاتھہ آپکے آیا یہ بہانا صاحب

مہر انگیز نگاہون سے ٹپکتے تھے کرم
ہائے وہ اگلی محبت کا زمانا صاحب

عشق جو کرتے ہین پتھر کے جگر ہین اونکے
ایسا آسان تو نہین دل کا لگانا صاحب

شب فرقت مین کسی طرح سے آتا ہی نہین
ہوگیا خواب بہی کیا آپکا آنا صاحب

آنکھہ لڑنے لگی غیرونسے جو بیٹھے بیٹھے
کیا ہوا مد نظر میرا اوٹھانا صاحب

مجکو اندوہ جدائی سے سمجھنا بے دم
آپکا جانا ہی بس موت کا آنا صاحب

نوخطی مین ہمین سرمشق ستم کریجے
ہاتھہ آئیگا نہ پھر ایسا زمانا صاحب

ہم تڑپتے رہین اور آپ نظر بہی نہ کرین
اس رُکہائی کو زرا بہول نہ جانا صاحب

رند گستاخ ہے کچھہ دست درازی نہ کرے
پاس مجروح کو ہرگز نہ بٹھانا صاحب

حرف البائے فارسی

لڑکے اغیار سے جدا ہین آپ
مجھسے بیوجہ کیون خفا ہین آپ

مین اور الفت مین ہون کہین پابند
وہم مین مجھسے بہی سوا ہین آپ

غمزہ سے ناز سے لگاوٹ سے
ہر طرح آرزو فزا ہین آپ

یان تو دل ہی نہین ہی پھر کیا دین
یہ تو مانا کہ دل رُبا ہین آپ

کونسا دل نہین تمہاری جا
جلوہ فرما ہر ایک جا ہین آپ

دل نہ دیتے جو منہ نہ دکھلاتے
خود تعشق کی ابتدا ہین آپ

ہمنے یا تک خودی کو محو کیا
مین نہین اب تو میری جا ہین آپ

کیا سُنا حال تلخ کامون کا
حد سے افزون جو بد مزا ہین آپ

وان خبر ہی نہین تو پھر مجروح

کیون مصیبت مین مبتلا ہین آپ

ردیف تاے فوقانی

محمد عطر ریحان رسالت — سہی سرو گلستان رسالت
اوسیکی بات برہان نبوت — اوسیکی ذات شایان رسالت
وہ ہی شیرازہ بند جزو ایمان — وہ ہی تفسیر قرآن رسالت
کیا مہر نبوت نے یہ ثابت — کہ ہی اب ختم فرمان رسالت
اسی اک نور کا پرتو ہی ہر جا — وہ اول ہو کہ پایان رسالت
نہین بے اذن آسکتے ملایک — ادب ایسا ہی دربان رسالت
ہوئی کس ذات سے ہی اوسکو نسبت — زہی صلی علے شان رسالت
بنے اوسکے طفیلی آدم و نوح — نہوتے کیونکہ مہمان رسالت
جمال شرک سوز احمدی نے — کیا روشن شبستان رسالت
اوسیکے گرزۂ کفار کش نے — کیے مضبوط ارکان رسالت
تن بیجان ہوئی تھی بعد عیسی — وہ آپہنچا دل و جان رسالت
وہ ختم المرسلین یعنے محمد — کہ جسکی شان شایان رسالت
اخص الخاص درگاہ الٰہی — شکوہ افزای ایوان رسالت
وہ فخر انبیا جسکے قدم سے — بڑہی کچھ اور ہی شان رسالت
ملی تھی اسلیے مہر نبوت — کہ تا آخر ہو فرمان رسالت
ورنا یاب ہے ایک ایک معصوم — جواہر خیز ہے کان رسالت

یہی ہی عرض مجروح حزین کی | بدرگاہ جہان بان رسالت

شرر افگن ہو جبدم مہر محشر
یہ سر ہو زیر دامان رسالت

ابھی موجود ہے دار محبت | نہ کر منصور اظہار محبت
ہزارون گھر ہوئے ہین اس سے ویران | رہے آباد سرکار محبت
کہین ملتی ہی یان جنس وفا بھی | چلو دیکھو نہ بازار محبت
گئی بیکار سب سعی مسیحا | ہوا جانبر نہ بیمار محبت
ہماری ہی دوست کہ کوئی نہ چاہی | نہو دشمن کو آزار محبت
ہماری جوے چشم تر سے یارب | رہے شاداب گلزار محبت
ہوا لازم پتنگے کا جلانا | کیا ہی اس نے اظہار محبت
نہ جس سے کوہکن بھی سر برآیا | کچھہ ایسا سخت ہی کار محبت
نہ ہو کس طرح مخمور جہان معطر | یہ ہی بوئے سمن زار محبت
ادہر واعق ادہر فرہاد و مجنون | بھرا رہتا ہی دربار محبت
خضر بکنے سے کیون گھبرا گئے ہو | ابھی باقی ہے طومار محبت
اوسے کیا بستر گل پر ہو آرام | کھٹکتا جسکے ہو خار محبت
ہر اک کو پیش آتا ہی نیا رنگ | کھلے کس طرح اسرار محبت
فلک جسکے اوٹھانیسے ہی عاجز | غضب سنگین ہی بار محبت

قفس مین مر گیا مجروح بیچارہ ہو
نہین چھٹتا گرفتار محبت

ایذا ہی درد ہجر سے پائی تمام رات
کل ایک لمحہ ہمنے نہ پائی تمام رات

بیدار ایک مین ہی فراق صنم مین ہون
سوتی ہی ورنہ ساری خدائی تمام رات

اپنی شب وصال تھی یا جنگ غیر تھا
تھی ہر سخن پہ اونسے لڑائی تمام رات

یارب اس اضطراب کا کچھہ تو اثر ہوا
گھر مین اونہین بھی نیند نہ آئی تمام رات

وہ اور اونکے منہ کا کہانا آراک طرف
صورت نہ موت نے بھی دکھائی تمام رات

کیا ناز کی ہی وہ کہ گجرونکے بوجھہ سے
دکھتی رہی وہ نرم کلائی تمام رات

بننے سنورنے ہی مین اونہین صبح ہوگئی
فرصت نہ عرض شوق کی پائی تمام رات

اپنی نہ کوئی شب ہوئی آرام سے بسر
رہتا ہی فکر روز جدائی تمام رات

زخم دل وجگر مین رہی ٹیس اسقدر
مجروح مجکو نیند نہ آئی تمام رات

غیر سے ملیے نہ صاحب سحر وشام بہت
دیکھو اس وضع سے ہو جائگے بدنام بہت

زندگی اپنی مین اسواسطے کہتا ہون اسے
تلخ ہے ذائقہ مین بادہ گلفام بہت

نہ وہ ہر دم کا تڑپنا نہ وہ شورش نہ وہ آہ
دل کے جانیسے ہوا جان کو آرام بہت

مین اور اُسنے طلب بوسہ نہین مجھہ پر تا
مجھسے کم ظرف کو ہے لذت دشنام بہت

بدمزاجی سے کبھی عربدہ سازیسی کبھی
ہمکو بیچین ہی رکھتا ہے دل آرام بہت

آب حیوان عیوض مئے ہے کبھی گہہ زمزم
دہوکے دیتا ہے مجھے ساقی گلفام بہت

رندی وستی وہیخواری وشاہدبازی
فرصت عمر تو کم اور مجے کام بہت

تھوڑیسی دولت دنیا پہ ہے منعم مغرور
سچ ہے ہوتا ہے تنگ ظرف کو اک جام بہت

جیمیں ہے آہ سے احوال دگرگون کردوں
تنگ رکھتی ہے مجھے گردش ایام بہت

در میخانہ کیا بند مغاں نے شاید
آج گھبرائے جو پھرتے ہیں مرے شام بہت

سدہ نہ لی آپکی صیاد جفا پیشہ نے
میں تڑپتا بھی رہا گو کہ تہ دام بہت

اُلکا ہنس بول ہی کے کاٹنا بہتر جانو
گو کہ مجروح زمانہ کی ہیں آلام بہت

اپنی ہستی ہے خواب کی صورت
یہ وہ ہے یہ جناب کی صورت

خواب میں بھی نظر نہیں آئی
شب ہجراں میں خواب کی صورت

رال ٹپکے گی شیخ صاحب کی
نہ دکھاؤ شراب کی صورت

اور بھی کچھ بگڑتی جاتی ہے
اس جہانِ خراب کی صورت

دل جو کھچتا ہے بدر کامل پر
ہے یہ کس کے شباب کی صورت

شیخ رندوں کو حشر میں بھی خدا
نہ دکھائے جناب کی صورت

دل تو پُر ہے نکاتِ رنگیں سے
گو ہیں خامش کتاب کی صورت

مر گئے پر نظر میں پھرتی ہے
اُسی خانہ خراب کی صورت

مہر محشر کو دیکھنا ہے اگر
دیکھ اُسکے عتاب کی صورت

میں تو کیا ہوں نقاب نے نہ کبھی
دیکھی اُس پر حجاب کی صورت

روئے جاناں کے درمیاں مجروح
ہیں میں حائل نقاب کی صورت

منہ پہ رکھنے لگے نقاب بہت
آج کل بڑھ گیا حجاب بہت

ہم بھی اُمید وصل سے خوش ہیں
ہے زمانہ کو انقلاب بہت

جان بچتی نظر نہیں آتی
آج ہے دلکو اضطراب بہت

دار فانی میں کیا ہو خاطر جمع
خود پریشان ہے یہ خواب بہت

نہ جما رنگ اشک خونکے حضور
یوں تو برسا کیا سحاب بہت

کیوں نہ گھبرائیں آہ سوز اسنے
ہے گل رخ پہ آب و تاب بہت

خوار و رسوا ذلیل و سودائی
مل چکے ہیں ہمیں خطاب بہت

دیکھ سکتا نہیں وہ مصحف رخ
اسمیں ہیں آیت حجاب بہت

سب بھلایا ہے ضعف پیری نے
یاد آتا ہے پر شباب بہت

پہلے ہی ڈر سے ہم تو سہتے ہیں
یاں ہے تھوڑا ہی سا عتاب بہت

دوست گنتے ہو غیر کو اپنا
ہے غلط آپ کا حساب بہت

جان و دل کو کباب کر ڈالا
گرم ہے آہ شعلہ تاب بہت

دہشت قبر ہے اگر ایدل
ورد رکھ نام بو تراب بہت

صبح بیہوش تھے پڑے مجروح
پی گئے رات کو شراب بہت

ہے یہ جان نزار کی صورت
جیسے اوجڑ دیار کی صورت

ہو کے سیماب بھی نہوں کشتہ
تا نہ نکلے قرار کی صورت

کس کی دیکھی تھی آئینہ نے شکل
صبح دیکھی جو یار کی صورت

ہم ہوئے صدمۂ خزاں سے تمام
کس نے دیکھی بہار کی صورت

کاوش غم یہ ہے کہ پہلو میں
دل کھٹکتا ہے خار کی صورت

مر مٹے خود ہی جب تو کیا حاصل
کر نے بھی مزار کی صورت

حور پر طبع کب ہوئی راغب
کوئی دکھلائے یار کی صورت

میری تصویر دیکھکر بولے
ہے یہ کس سوگوار کی صورت
موسم گل میں اپنے چہٹنے کی
کچھہ نہ نکلی ہزار کی صورت

یونہیں بیفایدہ جلے مجروح
ہم چراغ مزار کی صورت

نہیں اچھی الگ جانے کی عادت
کرو جوں بوسے گل آپکی عادت
رہا مر کر بھی زیر پائے معشوق
ہمیں بھائی یہ پروانہ کی عادت
چھڑو اے شیخ رندو بے ادب سے
ذرا چھوڑو یہ سمجھانیکی عادت
ہمیں ہے نعمت الوان سے کیا کام
پڑی ہے یاں تو غم کھانیکی عادت
جو دل لینا ہے تو شاہد بھی لاؤ
کہ تمکو ہے مکر جانے کی عادت
عدو کی غور سے باتیں نہ سنئے
ہوا اوس شیطان کو بہکانے کی عادت
گھنے ہو یا تھوہیو جھمکے زلف
بجھنے تو ہے اولجھہ جانیکی عادت
نصیحت پر نہ تم ناصح کی جاؤ
کہ ہے اس خر کو چلانیکی عادت

نکالے جاؤ گے اوس گھر سے مجروح
نہ چھوڑی گر وہاں جانے کی عادت

ردیف تائے ہندی

دل کو میرے اڑا لیا جٹ پٹ
واہ کیا خوب آپ کی ہے جھپٹ
ٹرٹ گریہ نے کچھہ نہ چھوڑا ہائے
لخت دل آنکھہ سے گرے کٹ کٹ
شب غم نے بچھا دیئے کانٹے
چین آتا نہیں کسی کروٹ

کتنا ڈھونڈا مگر پتہ نہ لگا — دل کو لے ایسا کر دیا تل پٹ
کیا ہنسی غیر کی اوڑی شب کو — کھا کے ٹھوکر جو میں گرا چوپٹ
بوسہ مانگا تو کس رعونت سے — کہتے ہیں چل ارے پرے کو ہٹ
کون مہمان ہوا کہ بستر سے — آج پھولوں کی آرہی ہے لپٹ
اوسکا خادم پہ یہ تقاضا ہے — نرم ہے فرش خواب میں سلوٹ
آیا میر بھی فرصے ساتھ بزم — جب صراحی میں رہگیا تلچھٹ
تو تو میں میں کرو نہ اوس سے شیخ — رندے خوار ہے بہت منہ پھٹ
صاف دلسے کبھی نہ مل بیٹھے — اونکو مجھسے سدا رہی کھٹ پٹ
میرے مرنے پہ ہٹکے یوں بولے — یہ بلا ہے کہیں نہ جاے لپٹ
زندگانی کا کیا بھروسہ ہے — سانس جھگڑے نبیڑ تو جھٹ پٹ
موسم گل ہے باغ میں دیکھو — گلعذاروں کے ہر طرف جھرمٹ
شب وصلت میں چونکتے ہیں ہو — ہوا کی بھی گر ذرا آہٹ
کب مرے دام میں وہ آتا ہے — ہے وہ عیار اک بڑا نٹ کھٹ
نہیں جاتا مزاج کا بچپن — اوسکو ہر بات پر وہی ہی ہٹ
کل ہے اشکوں سے سامنے گھر کی زمیں — کہیں اوسکا نہ جاے پاؤں رپٹ
نہیں جاتا ہے پیر وقت کا — آکے یاں پھر گئے وہ گھر کو پلٹ

کچھ ہو تجریح گھس چلو گھر میں
آج در اوسکا ہے کھلا چوپٹ

ردیف ثانے مثلثہ

فکرِ تعمیرِ نشیمن خانہ عبث
جو کہ بگڑے اوسے بنانا عبث

کیا لیا تیرِ قضا نے جو ہم لینگے
خواہشِ عمرِ جاودانہ عبث

ہے خیالِ شبِ تیرہ باعثِ خواب
وردِ سر کا ہے یہ بہانہ عبث

غم کے کھانے سے ہو چکی فرصت
ہے ہمیں فکرِ آب و دانہ عبث

گھات میں ہے لگی ہوئی بجلی
ہم بناتے ہیں آشیانہ عبث

عمرِ روزہ کا گذرنا کیا
رہنے کو ڈھونڈھنا ٹھکانہ عبث

شوخیِ شرم نہ نہیں سکتی
منہ دکھا کر ہے پھر چھپانا عبث

صید اے عشرتِ پسند ہو کسے
ہیں بنایا رکانشانہ عبث

جب وہ رنگیں مزاج ہو ناخوش
چشمِ تر سے ہے خوں بہانا عبث

جبکہ فانی جہان ہے تو پھر
یہ عبث اسکا کارخانہ عبث

شمعِ بزمِ عدو ہے وہ مجروح
تیرا ہر دم ہے دل جلانا عبث

ردیف جیم عربی

شبِ مہ روشنی فشاں ہے آج
ساقیِ مہ وش کہاں ہے آج

شبِ مہ اور سرد و سرد ہوا
شورش انگیز میکشاں ہے آج

توبہ وہ ہے جو ابر میں تہم جائے
زہدِ زاہد کا امتحاں ہے آج

کل جہاں تھے بہار کے جلوے
برگ ریزِ خزاں جہاں ہے آج

ہو جو فرونیِ ستم شاید
گھٹ گیا اس سے آسماں ہے آج

کسنے آغوش شوق میں کھینچا
کہ جبس اوسکی مجھے فشاں ہی آج

لیچکا دل مگر ہے خواہش جاں
یار کیوں مجھپہ مہرباں ہے آج

گم نہ سر رشتہ سخن ہو جائے
ذکر معدومی جہاں ہے آج

گفتگو کی ہے مبتدا نہ خبر
کہئے وہیان آپکا کہاں ہے آج

پردہ خود ہو گیا بناؤ کہ وہ
جلوۂ حسن میں نہاں ہے آج

ہو جہان اجتماع شاہ و گدا
وہ مغاں ہی کا آستاں ہے آج

کون پس ماندہ رہ گیا کہ جسے
ڈھونڈھتی گرد کارواں ہے آج

قطعہ

اس تلوّن کی کوئی حد بھی ہے
ہو چکا جسکا امتحاں ہے آج

جسکو در تک نہ بار تھا کل تک
آپکا وہ مزاجداں ہے آج

ابر آگے سے ٹل گیا ڈر کر
جوش پر چشم خونفشاں ہے آج

گر کے بجلی جلا گئی شاید
یاد آتا جو آشیاں ہے آج

شور نالہ سے حشر ہے برپا
کل جو ہوگا وہاں یہاں ہے آج

جان اوسپہ نثار کر نہ سکا
چپ جو مجروح نیمجان ہے آج

جوش پر ابر نو بہار ہے آج
مست بے بادہ می گسار ہے آج

موسم گل ہے اور وہ گل ہے
باغمیں دوسری بہار ہے آج

تو اگر ہے تو میں نہیں تا شام
بیقراری سے یہ قرار ہے آج

پائمالی کو کیا ملا نہ کوئی
کچھ مگر وہ شہسوار ہے آج

کل وہ آنیکو کہہ گیا اوریاں
دل نہایت ہی بیقرار ہے آج

[illegible]	یاد میری جو بار بار ہے آج
[illegible]	[illegible]
واہ ابر بہار کی نازش	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

کیا وہ نظر نے چھپ گیا مجروح
کیوں تری چشم اشکبار ہی آج

ردیف چہ فارسی

بس ہے کی چشم عشق تغافل کو وا نہ کھینچ	اتنی تکلیف مرے واسطے اے یار نہ کھینچ
[illegible]	[illegible]
اول درد محبت ہے نہ گھبرا اتنا	[illegible]
پھر وہ بیگانہ ہرگز دل بیتاب نہ جل	[illegible]
لکھ وہ مضمون جو ہو نفع رسان عالم	[illegible]
خواب میں بھی نہ کہیے نہیں دیکھا تجھ کو	انتظار اس کا تو اے دیدہ بیدار نہ کھینچ

اتنی بھی بے ادبی بجذب زلیخا بس بس — یوسف مصر کو ظالم سر بازار نہ کھینچ
شب وصلت ہو تو کچھ بیچ میں تکیہ ظالم — تجھ سے اور آپ سے ہو جیسے یہ دیوار نہ کھینچ
عمر دہ روزہ پہ یہ طول امل اے غافل — تھوڑی راحت کے لیے محنت بسیار نہ کھینچ
یار کا گھر ہے نہیں خانۂ اعدا اے دل — ٹال اے شرم اگر پاؤں یہاں دار نہ کھینچ
ٹوٹ جائیگا نہ رکھ کشمکش ہر روزہ — دیکھ شیرازۂ الفت کو مرے یار نہ کھینچ
آنکھ جانے جو رو کوں تو یہ کہتے ہیں کہ واہ — درد ہوتا ہے مرے منھ کو ہر بار نہ کھینچ
جو ہو قد سونے لگا اسکو جدا کیا کیجے — دیکھ غمخوار مرے آبلے سے خار نہ کھینچ
بار احساں کا اٹھانا ہے نہایت مشکل — غیر کا ذکر ہے کیا یار کی بھی عار نہ کھینچ
ساقیٔ بزم کو نل بیچ کے ہے دینے میں دریغ — ذلتیں جا کے وہاں فتح خدا را نہ کھینچ
کہیں دامن کی لگا خون نہ کچھ وہ بدخو — یار کے گوشۂ داماں کو دل آرا نہ کھینچ

بجکو زمزمے سے کیا فکر کہ خوہاں ہے مزرح
تو ڈرانے کو مرے خنجر خونخوار نہ کھینچ

ردیف ہائے خطی

خوب دیکھی ہے اس جہاں کیطرح — نہیں ٹکیں فرزیہاں کی طرح
سرکشی سرو کی نہیں بیجا — کچھ تو ملتی ہے اوس جوانی کی طرح
جستجو ناتمام ہے ہر چند — روز چلتے ہیں ہم زباں کیطرح
کسی مہرو کی جستجو میں سدا — رہے چکر میں آسماں کیطرح
ہم گراں جان اوسکے کوچے سے — نہ ٹلے سنگ آستاں کی طرح

چین دینی نہیں خلش غم کی
دل میں کھٹکے ہے کچھ سنا نکیطرح

آشناؤں سے اسقدر نفرت
ہے یہ فرمایئے کہاں کیطرح

دل میں آؤ تو تم کو ہو معلوم
کہ نرالی ہے اس مکاں کیطرح

کجکلاہ کج نگاہ و کج رفتار
کھپ گئی دل میں اُسکی بانکیطرح

سبزۂ خط کا ہے قدم آیا۔
گلشن حسن میں خزاں کیطرح

بے سبب کوندتی نہیں بجلی
ہم نے ڈالی ہے آشیانکیطرح

آکے وہ تمکنت جتاتے ہیں
چپکے بیٹھے ہیں مہماں کیطرح

رہتے اوسکی گلی میں ہم۔ گر بخت
ہوتے بیدار پاسبانکیطرح

یوں سخنور بہت ہیں پر مجروح
اور ہے اپنی کچھ بیاں کیطرح

ردیف ہائے معجمہ

گو آپکے بھی ہاتھ کا ہے رنگ حنا سرخ
پر اشک جگر گوں ہے مرا اوس سے سوا سرخ

ہاں کون گیا جان سی کیپر غضب آیا
کیوں غصہ سے چہرہ ہے ترا ماہ لقا سرخ

یاقوت بھی کچھ جسکے مقابل میں نہیں ہے
کیا بادۂ گلنار کی رنگت ہے بلا سرخ

دیتا ہے مرے خون کے کرنیکی گواہی
پوشاک جو پہنے ہے مرا حور لقا سرخ

کیا اسکو گمان نشہ کا تم کرتے ہو صاحب
یہ خون جگر سے مری آنکھیں ہیں سدا سرخ

گر چاٹ نہیں اسکو مے خونکی لگی ہے
سونہ کیوں ترے سوفار کا کہتا ہے بھلا سرخ

نسرین کی حمائل کا ہر اک پھول گلے میں
اوس سرخی رخسار کے پڑتے ہی ہوا سرخ

کچھ قتل کا عشاق کے سامان ہے شاید
اُس شوخ جفا جو نے جو پہنی ہے قبا سرخ

یہ خون جگر نے مرے چمکائی ہے رنگت
ورنہ آپ کے سو فار کا اتنا تو نہ تھا سرخ

صحبت کا اثر اپنا بنا لیتا ہے ہمرنگ
آتش تھی اگر سرخ تو آہن بھی ہوا سرخ

مقتول محبت کی نشانی رہے مجروح
تم سنگ لگانا مری مرقد پہ ذرا سرخ

ردیف دال مہملہ

شب معراج میں تشریف جو لائے احمدؐ
غل فرشتوں میں یہ اٹھا کہ وہ آئے احمدؐ

ہوش میں پھر نہ کبھی حضرت موسےٰ آئیں
جلوہ خاص اگر اپنا دکھائے احمدؐ

قاب قوسین سے نزدیک ہو معبود جہاں
ایسی جا کون پہنچتا ہے سوائے احمدؐ

عقل فعال کے رہتے نہیں یاں ہوش بجا
ایسی آسان سمجھنا نہ ثنائے احمدؐ

مشرقستان تجلی ہو سراعالم
رخ پر نور اگر اپنا دکھائے احمدؐ

ہے وہ سینہ جو لبالب ہوئے الفت سے
ہے وہ دل جس میں کہ ساری ہو ولائے احمدؐ

اُس گراں قدر کے لایق نہیں یہ نذر حقیر
جان کیا ہے کہ جسے کیجے فدائے احمدؐ

کر دیا مُردہ کو اک آن میں زندہ گویا
آب حیواں ہے لب روح فزائے احمدؐ

ہے دعا حق سے یہ مجروح کی ہنگام جزا
سر پہ ہو شفقت کشا اسکے لوائے احمدؐ

نہ لیں شاہی غلامان محمدؐ
سلیمان فر ہے سلمان محمدؐ

بشر اور یہ صفات لاتناہی
تعجب خیز ہے شان محمدؐ

مفسر سورۂ واللیل کی ہے
وہ زلف عنبر افشان محمدؐ

کہے ظاہر قصور قصر قیصر — یہ اعلیٰ ہیں ہے دربانِ محمدؐ
نہیں ہیں لحن داؤدی کے قائل — نوا سنجانِ بستانِ محمدؐ
کہاں تھے حق و باطل کے میز — ہوا فارق ہے فرقانِ محمدؐ
کرے کیوں عہدۂ رضواں کو منظور — نہیں کمتر دربانِ محمدؐ
پر افگندہ ہیں جس جا طائر قدس — ہے اُس میدان میں جولانِ محمدؐ
تھکا آخر خیالِ عرش پیما — نہ پہنچا تا بہ ایوانِ محمدؐ
قسم کھاتا ہے جسکی رب معبود — عجب وہ ہے ثنا خوانِ محمدؐ
ثنا گر ہو کے اترے نہ سبحان — خدا خود ہے ثنا خوانِ محمدؐ
بٹھلکتے تک نہیں دیتا ملک کو — ادب واں ہے ہو دربانِ محمدؐ
شمار ان کا کریں کیا دیو سیرت — ملائک ہیں نگہبانِ محمدؐ
سدا گلچیں ہیں جسکے گل بداماں — تر و تازہ ہے بستانِ محمدؐ
کیا شق اک اشارہ سے قمر کو — بہت مشکل ہے آسانِ محمدؐ
رسولِ مہربان ہے کون ایسا — دل و جان میرے قربانِ محمدؐ
نہ شام اسلیئے چھپتا ہے خورشید — بنے تا شمع ایوانِ محمدؐ
میں اور مدحت گری ممدوحِ حق کی — اور ایسی جو ہو شایانِ محمدؐ
بُکِ امت کے ہے نیکی کا پلہ — جھکا دے بارِ احسانِ محمدؐ
نہیں ہیں آسماں پر نجم رخشاں — پڑے ہیں ریزہ خوانِ محمدؐ
زمیں دشوار ہے حفظ مراتب — بہت کم ہیں ادبدانِ محمدؐ
ہر اک ساعت تعالی شانہٗ سے — موظف ہیں ثنا خوانِ محمدؐ

مدیحت سنج ہے دنرات مجروح
[illegible]

ہے اتو سامنے آنکھوں کے ہر زماں صیاد
قفس سے چھوٹ گئے ہم تو پھر کہاں صیاد

شجر پہ برق کا کھٹکا نہیں پہ یہ ڈر ہے
ہم آشیانہ بنائیں پھر اسکہاں صیاد

اسیر رہنے کی ضامن شکستہ بال ہے
میرے طرف سے عبث ہے تو بدگماں صیاد

چمن کے زمزمہ سنجوں کو کیا قفس سے کام
مگر ہماری ہوئی گوش زماں صیاد

نہ سوجھتی ہے رہائی نہ موت آتی ہے
نہ مہربان ہے قسمت نہ مہرباں صیاد

خیال ولے اڑائیں نہ کیوں رہائی کا
شکستہ بال قفس بند پاسباں صیاد

تمام عمر رہا قید اب رہا کیا ہوں
مجھے تو یاد نہیں اپنا آشیاں صیاد

قفس میں دام سے ڈالا ہے ایک عمر کے بعد
ہزار شکر ہوا کچھ تو مہرباں صیاد

اسیر دلکو وہ نیچی نگاہ کرتی ہے
ہے اپنی اوسکی نظر بانیے نہاں صیاد

چمن تو پاس ہے پر کیونکہ جھانک کر دیکھوں
ہر ایک وقت تو رہتا ہے پاسباں صیاد

کبھی نہ دانہ پہ گرتے نہ دام میں پھنستے
کہیں میں اپنی سنوتا اگر نہاں صیاد

چمن کی سیر مبارک ہو بیضروں کو
یہاں تو قید بڑھاتا ہے ہر زماں صیاد

ہمارے شوق اسیری کی کوئی حد ہی ہے
ہر ایک سے پوچھتا پھرتا ہوں کہاں صیاد

کلوں کے تحفے زبس ہمصفیر لائے ہیں
ہوا ہے کنج قفس صحن بوستاں صیاد

بچھ طرز زمزمہ سنجی ہر ایک کیا جانے
بیگانہ دوسرا مجروح سا کہاں صیاد

دل نکسطرح سے کرے فریاد
چرخ کا جو ریا رکی بیداد

اوس سے کہتا ہے چرخ ظلم ایجاد — یہ تمہارا ہی فیض ہے اوستاد
نالہ کش کسطرح نہو بلبل — دام گلشن میں گھات میں صیاد
یہیں عشاق کا ٹھکانا ہے — آپ کا گھر خدا رکھے آباد
رد میں طوفان ہو ویا گرداب — کشتی مت روک ہر چہ باد اباد
نیلا پیلا ہے کیوں فلک ہوتا — کیا برائی کسیکے دلکی مراد
نہ رہی فکر آب و دانہ کی — قید نے ہمکو کر دیا آزاد
واں نہیں خوشدلی جہاں ہم ہیں — ہے محالات مجمع اضداد
ابر ہے تو بہ اب رہے کہ نہیں — اسمیں پیر مغاں کا جو ارشاد
کیوں ہے پہر پائے بند آزادی — فی الحقیقت جو سرو ہے آزاد
کہ کنی کا ہے عشق میں کیا کام — جان کنی ہمسے سیکھ لے فرہاد
تیرے آنیکا ذکر کیا اتو — دل تک آتی نہیں ہے تیری یاد
واہ وا لے ہوائے آبادی — تیری خواہش نے کر دیا برباد
کیونکہ مانوں کہ بھول جاؤنگا — یاد بھی اور پھر تمہاری یاد
چاہینگے جب اوکھاڑ ڈالینگے — تیری چرخ کہن ہے کیا بنیاد
دوست دشمن کے دوست کے دشمن — ہمکو بہایا یہ آپکا ایجاد
کام ہی کا نہیں وہ جور فلک — جسکی پہنچی نہ یار تک اسناد
وار خالی گیا تو غصہ سے — بوٹیاں کاٹنے لگا جلاد
ساقی و مطرب و گل و مل ہیں — اور دنیا سے تمہاری یاد
کچھ نہ سمجھا فریب الفت کے — جان دی مفت کیا کیا فرہاد

کہتے ہیں آج مرگیا مجروح
یار کو چل کے دو مبارکباد

ردیف ذال منقوطہ

بے دیئے بوسہ نہیں آپ کا دشنام لذیذ
سچ ہے دیکھا نہیں گاہے ثمر خام لذیذ

کیوں نہ میں آٹھ پہر اسکو زباں پر رکھوں
اوس شکر لب کا ہے ازبسکہ بہت نام لذیذ

ہے کباب دلِ عاشق کی سدا فرمایش
کھانا کھاتا ہے بہت وہ بت خود کام لذیذ

ہوکے پروردہ نکلتا ہے لب شیریں سے
کیوں نہ معلوم ہو اوس شوخ کا دشنام لذیذ

نامہ بر فرط حلاوت سے نہیں کہہ سکتا
اوس شکر لب کا ہے اس مرتبہ پیغام لذیذ

ہونٹھ ہی چاٹتے رہ جاؤگے گر چکھ لوگے
شیخ صاحب ہے بہت بادۂ گلفام لذیذ

تھوڑی محنت میں ہنر سیکھے مرد غافل
اسکا آغاز تو ہے تلخ پہ انجام لذیذ

جو کہ ہو خوگر سختی اوسے دشوار ہے سہل
صبر کر صبر کہ ہو تلخی ایام لذیذ

ہے یہی تلخیٔ اندوہ کو جو کھوتی ہے
جان شیریں سے نہ کیوں ہو غم گلفام لذیذ

تیرے عاشق کو نہیں شکوۂ محنت ورنہ
ہر کوئی جانتا ہے لذت آرام لذیذ

بدمزا قول کو نہ مجروح عداوت ہوگی
گو سخن ہی تو ہے اے شاعر ناکام لذیذ

ردیف راے مہملہ

صلوٰۃ اوس سرور والا گہر پر
جبیں سا بیس فرشتے جسکے در پر

گل خوشبوئے باغِ لطف حق ہو — ہے کیوں ابر کا سایہ نہ سر پر
اسے کہتے ہیں سردار دو عالم — زمیں سے حکمرانی کی مقر پر
خود اپنے دین کی تکمیل حق نے — رکھی تھی مختصر خیر البشر پر
پئے سرمہ ملے کروبیوں کے — لگی آنکھیں ہیں اُسکے خاک در پر
کیا اے ابر رحمت بار آور — نظر ڈالے جو نخلِ بے ثمر پر
بیاں وہ جسپہ سو اعجاز قرباں — دعا وہ جسکو نازش ہے اثر پر
نوید اے زائرانِ روضۂ پاک — ملایک کے چلوگے بال و پر پر
پئے تسلیم حضرت سب شہنشاہ — صفیں باندھے کھڑے ہیں رہگذر پر
سپیدی روضۂ شہ پر نہ سمجھو — ٹپکتا نور ہے دیوار و در پر
نہ رکھا صفحۂ افلاک خالی — کفایت کی ہے وصفِ مختصر پر
جمالِ باکمال اپنا دکھاؤ — ترحم ہو مرے شوقِ نظر پر
یہ ہی ہے عرض اے مہر رسالت — نگہ رکھو مرے دامانِ تر پر
تمھیں راہِ صراط آساں کروگے — کہ خضر رہروی ہے راہ بر پر

اسے کیا تختِ جمشیدی کی پروا
پڑا پھرتا ہے جو حضرت کے در پر

اونکے پڑتے ہیں مجھپہ بے تقصیر — تیغ پر تیغ اور تیر پہ تیر
سرد آزاد بھی ہوا ہے اسیر — پا میں ہے موج آب کی زنجیر
دل کو رکھنا ذرا بچائے ہوئے — اوس جھکی آنکھ کی نگہ ہے شریر
جان دینے کو ہم ہوئے حاضر — اب کوئی اور سوچئے تدبیر

کتنا چاہا گلے ملے نہ ملے
کیسی کج خلق ہے تری شمشیر

کیا یہی ہے طریقۂ الفت
ہنستے ہو مجھکو دیکھکر دلگیر

وقتیں کھینچنی پڑیں گی سبھوں
کھینچ مانی نہ یار کی تصویر

سنکے میری صدا وہ کہتا ہے
دیکھو در پر کوئی کھڑا ہے فقیر

ضعف نے خم کیا جو مثل کمان
مجھسے وہ بھاگنے لگے جوں تیر

تم سے ہو جائے گا جہاں مذکور
میرا لاشہ نہ کیجئے تشہیر

ہمتوں خانہ سے نہیں ہلتے
سچ ہے یک در بگیر و محکم گیر

سادہ پن پر مرے نہ جا اے شیخ
دیکھ میخانہ میں مری توقیر

اوس سے کیا ہمسری کریگا فلک
وہ ہے نام خدا جواں یہ پیر

فضل گل کے اثر سے دیوانو
ٹوٹ جاتی ہے خود بخود زنجیر

میکدہ ایسے جا ہے اے زاہد
بادشاہی نہ لیں جہاں کی فقیر

شعر میں بے مثال ہے مجروح
معنیٔ غالب و سلاست میر

توجہ کیا ہو مجھ گوشہ نشیں پر
دماغ اونکا تو ہے عرش بریں پر

گئے الفت گئے بیگانہ واری
غرض یکھتم ہیں باتیں انہیں پر

خوشی کا ذکر بھی یارو نہ سنّا
گراں ہے خاطر اندوہگیں پر

نہ تھے گر شب حریفان قدح خوار
یکھ داغ مے ہیں کیسے آستیں پر

کمر ہونے پہ غالب ہے نہ نا
یہاں ترجیح شک کو ہے یقیں پر

مرے وعدے وفا ہونے سے صاحب
یہ فقرے صاف ہوتے ہیں ہمیں پر

یہ کس بیدرد کا ہے مرغ بسمل پڑا ہے سر کہیں اُسکا کہیں پر
ترشح ہاں کرے جسکی ادا سے مری سو جاں تصدق اُس نہیں پر
پری و حور و مہر و ماہ سب ہیں پر انہیں آنکھ پڑتی ہے اُنہیں پر
کچھ دیکھا عبث دنیا میں آیا عجب ہے زاہد عزلت گزیں پر
رقیبوں سے تو کچھ دبتی ہے کتنی غضب آلودہ رہتے ہو ہمیں پر
بچھاتے جبکہ ہوں عاشق نگاہیں تو پھر وہ پاؤں کیوں رکھے زمیں پر
وہ مجھے صید کی رکھتا ہے کتنا تک مگر میں خود پہنچ جاؤں کہیں پر
کسیکے وہیاں میں شاید گئے تھے وہم ہے کچھ جو پائے ناز میں پر
کسیکے کام ہی کا اب نہیں دل ترا ہے نام کندہ اس نگیں پر
نہو پروا اوسے گو در پہ رکھوں لکھا ہے کیا یہی میری جبیں پر
سُنا کب مردۂ فضل بہاری کہ جب پرواز کی قابل نہیں پر
پھرے لیلےٰ سے جسکی جستجو میں نہو کیوں رشک اوس صحرانشیں پر

تعجب ہے اگر اب کے سنبھل جائے
وہ بار غم ہے مجروح حزیں پر

اُسکے ہیں جہانگنے کے یہہ آثار عطر افشاں ہیں روزن دیوار
موسم گل ہے اور ہوائے بہار ساقیا لا بیا دو بادہ بیار
ایک دل اور خواستگار ہزار کیا کروں یک انار صد بیمار
ہیں بشر کیا ملک بھی للچائیں اوسکے سینہ کا دیکھ لیں جو اُبھار
کہتے ہیں آؤنگا پر ہمرہ غیر ہے یہ اقرار بدتر از انکار

کچھ ہو بوسہ تو لے ہی لوں جا کر
وہ جو سوئیں تو بخت ہوں بیدار

کسکا ہے عزم قتل جو ہر دم
نکلی پڑتی ہے آپ کی تلوار

واسطے گالی ملے نہ بوسہ لب
کچھ عجب نا دہندہ ہے سرکار

نہیں پایاں پذیر یہ دو تو
میرا ابرام اور ترا انکار

نہیں ملتا نشان منزل دوست
ہے تو یہ ہے صدا قدم بردار

شیخ میخانہ سے نکل بچکر
چھین بجائے یہ جبہ و دستار

کیوں نہ اوسکی نگہ پڑے ہر جا
ناتواں ہے وہ نرگس بیمار

لن ترانی کو چھوڑیے صاحب
سخت مضطر ہیں طالب دیدار

وہ ملے جب کیا یقین ترک
طے ہوئی جلد راہ تھی ہموار

یاں نہ آنے سے خو ہوئے رسوا
کر دیا کار سہل کو دشوار

جان تنہا بدن کو چھوڑ گئی
کون دنیا میں ہے کسیکا یار

میری کشتی کے ٹوٹنے کی خبر
کیا ملے اونکو ہو گئی جو پار

میں ور اس در پہ بے طلب جاؤں
کیا کروں دلنے کر دیا ناچار

دل لگی وہ بلا ہے اے مجروح
جان سے جسنے کر دیا بیزار

دشمن جان ہوئے ہیں وہ مری جان ہو کر
غیر کے پاس تو جاتے ہیں نگریاں ہو کر

خرق افلاک محالات سمجھیے لیکن
وہ بھی ثابت نہیں میرا گریباں ہو کر

خانہ آباد رہے تیرا صدا اے دنیا
رنج و غم خوب ہی کہائے تو مہماں ہو کر

اہل زر یہ بھی فقیرانہ صدا ہے سن لو
مہر ذرہ پہ رکھو نیر رخشاں ہو کر

ظلم میں بھی تو ستمگر نے نہ ڈالا پورا
آج بھی بس ہی رہا قتل کا ساماں ہو کر

یاد وعدہ کوئی آیا کہ یکایک تم نے
عزم جانبکا کیا برزدہ داماں ہو کر

زعن و زاغ کی آواز سے ہے حشر بپا
خوب آباد ہوا گھر مرا ویراں ہو کر

در و دیوار مرے جوش جنوں نے توڑی
دلکو تفریح تو دی گھر نے بیاباں ہو کر

سامنے آنے لگے نامہ و پیغام عدو
اور آفت میں پڑے انکے نگہباں ہو کر

وہ تو آئے ہیں پہ ہے رنجش بیجا ہر دم
اور دشوار ہوا کام یہ آساں ہو کر

حضرت عشقمیں کچھ پوچھ بزرگی کی نہیں
اسمعیل یوسف بھی رہے قید میں زندان ہو کر

نہ تو پرواز کی خواہش ہے نہ اوڑنیکی ہوس
کیسے آرام سے بیٹھے ہیں یہ افشان ہو کر

اس جہاں میں نہیں جز رنج نہ حاصل شادی
گرتے ہیں خاکمیں گل شاخ پہ خندان ہو کر

شیر کے سامنے جاؤ مگر اوس سے بہاگو
خصلتیں رکھے جو حیوان کی انسان ہو کر

اوسکے خنجر کا نکا تصور جو کبھی آتا ہے
دم گھٹتا ہے مرے سینہ میں پیکاں ہو کر

پہلی سی اب وہ نہیں ہے نظر الفت خیز
خود وہ خاموش ہوئے سلسلہ جنباں ہو کر

ہمتوا و موقت ہیں اس نشے کی قائل
کہ نہیں سونہ سے نکلجائے تری ہاں ہو کر

ظلم کا اوسکے یہ رتبہ ہے تکبر کے سبب
کہ سدا سر پہ مرے رہتا ہے احساں ہو کر

دلمیں اصنام خیالی ہیں بہرے اے مجروح
دیر اس گھر کو کیا تم نے مسلماں ہو کر

دل بسلہ صبر میں ہے غم کا گزار
گر گئی اس مکان کی دیوار

اسکو ہرایک پر نہ پڑنے دے
رہ زر اچشم مست ہے ہشیار

غل مچائیں نہ کیونکہ دیوانے
ولولہ خیز ہے نسیم بہار

کیا مرے نقد دل کو تاکا ہے
شانہ کرنے میں ہے یہ بدخوئی
در میخانہ بند ہے تو ہو
نقص دیوانگی ہے دست جنوں
در دسر ہیں تمام عقل کیساتھ
راضی ہوتے نہیں دل و جاں پر
چشم بیمار ہے لبوں کے پاس
اوسکے اوٹھنے کیساتھ ہی اُٹھا
ہمسے کھلتا نہیں کسی دھج سے
میں اور اوسکو عدو کے گھر ڈھونڈھ
حال دل انقباض سے ہے
کرتی ہے احتراز رو سے
تاڑتا ہے نگاہ پنہاں
جیتے سیدھی ہی
گریہ ہو یا

کچھ
وہ
پت
رہ
جو
ایک
یا

تو تو کچھ

ایک

مدتوں نے یہ گھر پڑا ہے اُجاڑ
جیب کر چاک اور گریباں پھاڑ
کیجئے کیا آپ کا ہے اُسمیں بگاڑ
خوب رکھی ہے آپنے یہ آڑ
کہیں اس شیشہ میں نہ آئے دراڑ
دور چھاتی سے ہو کہیں یہ پہاڑ
پیچھے پڑتے ہیں میرے ہو کر جہاڑ
کہیں سر پر نہ آ پڑے یہ پچھاڑ
لے لاشہ کو دفن میں گاڑ
ناتیرونکی مجھ پہ ہو بوچھاڑ
نہیں اتنا جو کواڑ

ٹانا ھرگز
بڑانا ھرگز
اھرگز
نکسرگز

سبب قتل محبت ہے اگر اے ظالم
تو مرا جرم کسیکو نہ بتانا ہرگز

دلِ خوں گشتہ کا ہو راز نہ افشا اے چشم
اشک گلرنگ کا ٹپکا نہ لگانا ہرگز

ہوں تنک ظرف نہ جھیلونگا شراب پرزور
پردہ یکبار نہ چہرہ سے اوٹھانا ہرگز

ہمسے بیمار بھی جانبر کہیں ہوتے ہیں مسیح
تم یہاں آکے نہ تکلیف اٹھانا ہرگز

جنس نایاب کے ہوتے ہیں ہزاروں گاہک
تم بتا اپنا کسیکو نہ بتانا ہرگز

میں تو کیا اوس سے تو موسی بھی نہ سر بر آئے
امتحاناً ہمیں جلوہ نہ دکھانا ہرگز

جو چلا تیر ستم دلسے وہ گذرا اے چرخ
تیرا خالی نہ گیا کوئی نشانا ہرگز

ذکر بربادئے دہلی کا سنا کر ہمدم
نیشتر زخم کہن پر نہ لگانا ہرگز

اب رفتہ نہیں پھر بحر میں پھر کر آتا
دہلی آباد ہو یہ وہیاں نہ لانا ہرگز

وہ تو باقی ہی نہیں جسنے کہ دہلی تھی مراد
دہو کا اب نام پہ دہلی کی نہ کھانا ہرگز

گیتی افروز اگر حضرت نیر رہتے
اتنا تاریک تو ہوتا نہ زمانا ہرگز

تو یہ شہر ہے اک قالب بیجاں ہمدم
کچھ یہاں رہنے کی خیراں نہ سنانا ہرگز

در میخانہ ہوا بند صدا ہے یہ بلند
یاں حریفانِ قدح خوار نہ آنا ہرگز

رہی یارانِ گزشتہ کی کہانی باقی
یہ تو بھولا ہے نہ بھولیگا فسانا ہرگز

اللہ اللہ وہ نواب علائی کے کلام
جسنے رنگیں نہیں بلبل کا ترانا ہرگز

تو تو ہے انور و میکش کی جدائیکا نشان
دلِ پُر درد سے اے داغ نہ جانا ہرگز

صوت بلبل طرب انگیز سہی پر ہمدم
در دفر سودہ دلونکو نہ سنانا ہرگز

میں ہوں اک مجمع احباب کا بچھڑا گلچیں
مجکو گلدستہ رنگیں نہ دکھانا ہرگز

جمع ہے مجمع احباب فضا میں تیرے
اے تصور یہ مرقع نہ مٹانا ہرگز

دلمیں ہیں حسرت واندوہ کے انبار لگی — اتنا یکجا نہ کہیں ہوگا خزانا ہرگز
ساقیٔ بزم تری طرز تغافل کے نثار — دُردی کا بھی ادھر جام نہ لانا ہرگز
کاکل و زلف بتاں تک ہیں پریشاں خاطر — نہیں جمعیت دل کا یہ زمانا ہرگز
قہر لائینگے یہ طالع جو ذرا بھی چیتے — اے فلک خواب سے انکو نہ جگانا ہرگز
محفل عیش سے گر حظ ہو اوٹھانا ایدوست — ہمسے آزردہ دلونکو نہ بلانا ہرگز
دار فانی میں نکر فکر قیام اے ناداں — گذر سیل ہے یاں گھر نہ بنانا ہرگز
جنکے ایوان تھے ہم پلۂ قصر قیصر — اونکی ملتا نہیں قبر و نکا ٹھکانا ہرگز
وہ گئی دن جو چمن زار میں دل لگتا تھا — سچ ہے یکساں نہیں رہتا ہے زمانا ہرگز
ہمصفیران چمن سب ہوئے گرم پرواز — اب خوش آتا نہیں گلزار میں جانا ہرگز
مرغ زرائع کی گلشن میں صدا ہے ہر سو — مرغ خوش نغمہ نہ آواز سنانا ہرگز

قصر حالی کے حوالی ہیں زراتم مجروح
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد نہ بنانا ہرگز

کون پردہ میں ہے یہ زمزمہ ساز — سخت دلکش ہے ساز کی آواز
قہر ہے چشم مست کا انداز — سحر سمجھو اگر نہیں اعجاز
زمزمہ سنجیاں سنائیں کسے — ہمصفیر اپنے کر گئے پرواز
آس توڑی شکستہ بالی نے — خون ہو کیوں نہ حسرت پرواز
پل میں کر دے دلونکو زیر و زبر — قہر ہے وہ نگاہ سحر طراز
منتخب کسکو چشم شوق کرے — ایک سے ایک ہے نیا انداز
شب غم نہ بحسن زلف طویل — قصہ ہو جائے مفت میں نہ دراز

دل کہ تھا منبع فیوضِ ازل
لٹ گیا غم سے وہ خزینۂ راز

آتی ہے ساز و بانگ و مطرب سے
اوسی نیرنگ ساز کی آواز

اسکا انجام کِسنے دیکھا ہے
جان جانا ہے عشق کا آغاز

ہے مُدبّر امورِ عالم کا
کیا یہہ بیکار ہی ہے پردہ راز

چہ میں یوسف ہے دار پر منصور
ہے عجب عشق کا نشیب و فراز

دل کو برباد کر نہ اے بدخو
ہے یہہ مجروح کا بڑا دمساز

ردیف سین مہملہ

یوں ہی گذرا بھار کا یہ برس
ہم اوسیطرح ہیں اسیرِ قفس

جب لیئے بوسے بیشمار لیئے
کتنا ہی وہ کہا کیے بس بس

اسمیں طول امل ہزار ہزار
زندگی کا مدار ایک نفس

بیخودی لے گئی وہاں کہ جہاں
خوف قاضی ہے اور نہ بیم عسس

قید میں بھی ہے اک طرحکی بہار
شاخِ گل میں لٹک رہا ہے قفس

جلد پس ماندگاں اوٹھاؤ قدم
دور سے آرہی ہے صوت جرس

قید نے کھوئے ولولے دلکے
پہلے ہمکو بھی تھی چمن کی ہوس

میں اور اوسکی رکھائیاں دیکھوں
کیا کروں دل نے کر دیا بے بس

چاک ہو جائے جامۂ ہستی
نہ مدد دے جو تار و پود نفس

سہے یہہ مجروح کی دعا غالب

تم سلامت رہو ہزار برس

ردیف شین معجمہ

کس کی بو تھی نسیم کی ہمدوش
ہم بہت دیر تک رہے بیہوش

آرزوئیں تو ہیں بہت لیکن
اپنے گویا نہیں لب خاموش

میکدہ میں ہیں ایک شاہ و گدا
یاں کسیکو نہیں کسیکا ہوش

اوسکا ادراک کر سکے کیا چشم
جسکا جلوہ عیاں و خود روپوش

یا تو دیکھ شوقِ دید اے موسےٰ
یا بس اک جلوہ میں ہوئے مدہوش

شوق میں بے ادب ہوا منصور
جوش میں دیگ کا گرا سرپوش

اس سے بڑھکر ہے کونسی حسرت
مے نہ ہو اور ہو بہار کا جوش

اوسکا دیدار برقِ خرمنِ صبر
اوسکا جلوہ وداعِ طاقت و ہوش

تم اسے راست کیا سمجھتے ہو
سرو اور اُس سے ہو سکے ہمدوش

ولولہ خیز ہے نسیمِ چمن
اندنوں ہے غضب بہار کا جوش

نغمہ پیرا ہیں بلبلانِ چمن
گل کے بھی وا ہوئے لبِ خاموش

غنچے خنداں ہیں مرغ زمزمہ سنج
اکطرح کا ہے سبکو جوش و خروش

یوں تو رندوں کا نام ہی بد ہے
پر یہ سینے اُدھر لگا کر گوش

تھے جو مسجد میں شیخ صدر نشیں
وہ ہیں میخانہ میں پڑے بیہوش

تھا دواں سوئے میکدہ جسے وحر
سینے اوس سے کہا کہ اے مدہوش

نقد سے واں تو کام چلتا ہے
تو تو مفلس ہے کیا نہیں ہوش

مفت میں مے جو بتکو دیدیگا | ایسا بیہوش کیا ہے بادہ فروش

ردیف صاد مہملہ

اوس کا غیرونسے اب بڑھا اخلاص | وہ گئے دن جو ہمسے تھا اخلاص
بے بقائی میں ایک ہیں دونوں | جوش دریا کا یار کا اخلاص
اتبو دنرات اُس سے ہے ان بن | پیار کیسا ہے اور کیا اخلاص
دوست کا چاہیئے ہے باطن صاف | کیا ہے ظاہر میں گر ہوا اخلاص
ورد کرتے ہیں سورۂ اخلاص | تا بڑھے یار سے مرا اخلاص
یادگار زمانہ ہیں دونوں | یار کی دشمنی مرا اخلاص
جو ہیں اقرب وہ کا العقارب ہیں | پھر کہو کس میں اب رہا اخلاص
زر کے طالب ہیں سیمتن اسجا | کام آتا نہیں نرا اخلاص
اوسکے اس ربط پر نہ جا اے غیر | کبھی ہمسے بھی تھا بڑا اخلاص
مجکو کہتا ہے دیکھ وہ بدخو | نہیں بہاتا یہ روز کا اخلاص
ہمکو اوس سے اُمید الفت ہے | جو نہیں جانتا ہے کیا اخلاص
گھر میں ملتے نہیں کبھی صاحب | سچ کہو کس سے اب بڑھا اخلاص
یار بیگانہ خو ہے اے مجروح | اوس سے بیکار جائیگا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

جو کہ میخانہ میں آئے کچھ نہ کچھ وہ پائے فیض | سمجھے پیر مغاں کی ذات کو دریائے فیض

دیدۂ حق بیں تو کھولے تو اسکا کیا علاج
ورنہ ہیں چار دانگ عالم میں دریائے فیض

اصل پانی ہے گل و خس میں زمیں کا فرق ہے
سچ ہے جسکا مادہ جتنا ہو وہ اتنا پائے فیض

مُردۂ صد سالہ کو اک آن میں زندہ کرے
وہ لبِ معجز بیاں اپنا اگر دکھلائے فیض

آہن و زر دونو یکساں ہیں اگر آئیں نہ کام
نام دولت ہے اوسیکا جس کسی کو پائے فیض

کوئی پھر اک دوسرے کے حال سے واقف نہو
یہ نئی بے برگ عالم میں نہ گر پھیلائے فیض

دیکھئے کیوں اسطے یوں تو ہیں تصویر بہت
آدمی کہتے ہیں اُسکو جس سے کوئی پائے فیض

تشنہ کامِ عشق دلی سیراب ہوتے ہیں یہاں
کس کدہ ہے جسکا دنیا میں نہیں ہے جائے فیض

ہمکو انساں بھی بنایا اور مسلماں بھی کیا
یہ تو لے مجروح حق کا فیض ہے بالائے فیض

ردیف طا مہملہ

لختِ دل کو ہے مرے چشمِ گہربار سے ربط
ہو نہ یاقوت کو کیونکر دُرِ شہوار سے ربط

دلکو کس طرح نہ پہلی خلشیں یاد آئیں
مدتوں تک ہی رہا آبلو نکو خار سے ربط

آہی جاتا شبِ ہجراں میں جو رہتا وہ خیال
کچھ نہیں جز اسکو اس دیدۂ بیدار سے ربط

اُسکے ناوک کو نہیں میرے دلِ زار سے ربط
اُس ہوتا تو نہ یوں صاف نکلکر جاتا

رخِ تاباں کے نہ کیوں پاس ہو زلفِ مشکیں
روزِ روشن کو ہمیشہ ہے شبِ تار سے ربط

حالتِ غم میں مددگار نہ دیکھا کوئی
اب ہمیں عیب ہے رغبت نہ کسی یار سے ربط

جمع ضدین کا ہونا ہے محالِ عقلی
دیدۂ تر کو ہو کیا آہِ شرر بار سے ربط

ہائے وہ پہلی محبت کا زمانہ کیا تھا
یار کو ہم سے محبت تھی ہمیں یار سے ربط

چشم فتاں کے نہ کسطرح سے ابرو ہو قریب
چاہیئے مرد سپاہی کو تو تلوار سے ربط

کیجیے کوتاہی قسمت کا بیاں کیا مجروح
ہمنے کتنا ہی بڑھایا نہ بڑھایا ربط سے ربط

ردیف ظا معجمہ

اوس سے ملکر کبھی نہ پایا حظ
زندگانی کا خاک اُٹھایا حظ

واہ رے درد ہجر وصلت کا
رگ و پے سے نکال لایا حظ

لطف بوسہ سے جو ملا اُوسکا
اور دشنام نے بڑھایا حظ

خوش تھے زخمونے ہم پہ سر جوکٹا
اس مزے نے وہ سب بھلایا حظ

غیر سے چھیڑ چھاڑ میں گزری
اوسکی محفل میں کچھ نہ پایا حظ

تب کٹے ہیں مصائب شب ہجر
وصل کا جبکہ یاد آیا حظ

زندگانی ہے تلخ اُلفت کا
واہ رے عشق خوب پایا حظ

رہی اُس بدمزاج سے ان بن
وصل کا بھی ہمیں نہ آیا حظ

اسلیے تا نہ دلمیں ہو مغرور
وصل کا اُس سے بھی چھپایا حظ

زخم خنجر سے جو ملا مجروح
ہم نے غیرو سے وہ چھپایا حظ

ردیف عین مہملہ

اوس شعلہ رو کے سامنے کسطرح جلے شمع
ڈرتی ہے تاب رخ سے کہیں جل بجھے شمع

پروانہ وار صدقے ہو اوس رشک مہ پر
طاقت گر اپنے پانو میں چلنے کی پائے شمع

شاید وہ اپنے حسن کی دکھلائے گا نمود
کہتا ہے گھر میں شب کو تو کوئی جلائی شمع

محفل میں اُسکی کاش اسیطرح بار ہو
دلکو مرے جلائے کوئی واں بجائے شمع

جاتے ہی اوسکے سامنے اسکا عجب ہے کیا
فانوس میں نہ فرط خوشی سے سمائے شمع

جب ایک شب ہی اوسکو امید حیات ہو
آنسو و فور غم سے نکیو نکر بہائے شمع

قیمت میں اُسکے دام و درم کی طلب ہے کیوں
پروانہ کی تو جان ہی حاضر بہائے شمع

ازبس خجل ہے اوسکے رخ پر ضیا کو دیکھہ
فانوس میں رخ اپنا نہ کیونکر چھپائے شمع

پروانہ کو تو تو نے جلا کر کیا تمام
ہشیار سوز عشق کہیں رہ نجائے شمع

ہم پیشہ کو ہو درد یہ دل چاہتا نہیں
اپنے مزار پر تو نہ کوئی جلائے شمع

پروانہ کے تو حق میں ہے تیرے بھی سو یوں تو وصل
یوں تو در اصل موم ہی سے ہے بنائے شمع

عشاق کے نصیب میں ہیں یہ نثاریاں
رو رو کے اپنی جان کہانتک کھپائے شمع

پروانہ ایسے حسن پہ کیونکر نہ مرمٹے
سانچے میں ہے وہ ڈھلا ہوا سا تا بہ پائے شمع

کیا خاک کر دیا ہے تپنگے کو بے قصور
کسطرح سے نہ اشک ندامت بہائے شمع

کسطرح دوڑ دوڑ کے جائے نہ اوسطرف
پروانہ کے تو سر میں بھری ہے ہوائے شمع

مجروح آج تو ہے شب وصل ماہ رو
کہدو کہ کوئی جلدی سے آکر بجائے شمع

ردیف غین معجمہ

سچ ہے دلکش تو ہے تفرج باغ
دیں پریشانیاں جو دلکو فراغ

خوب دیر و حرم کو دیکھہ آئے
ہمکو کچھ بھی لگا نہ انکا سراغ

دل ستم دوست سے لگا ہر دم
زخم پر زخم اور داغ پہ داغ

آکے روشن کرو سیہ خانہ
گھر میں مفلس کے ہو نہیں تو چراغ

کاسۂ عمر گو تہی ہو جائے
پر نہ خالی شراب کا ہو ایاغ

عرش پر بھی تو ڈھونڈ آئے مگر
ہمکو اوسکا کہیں ملا نہ دماغ

تمکو ملنے کی گر نہیں فرصت
ہمکو بھی اپنے غم سے کب ہے فراغ

دیکھکر دل کو یار کہتا ہے
چیز اچھی تھی گر نہ لگتا داغ

سرد آہیں نہ دل کو مار رکھیں
ہے ہوا تند بجھ نجائے چراغ

نہیں اوسکا پتہ بھی دنیا میں
نام عنقا کا دوسرا ہے فراغ

ایک آزاد طبع ہے مجروح
اوٹھ سکا اس سے کب کسیکا داغ

ردیف فا

نہ تو مے میں ہے نہ وہ ساغر سرشار میں لطف
جو کہ رندونکو ملے ہے نگہ یار میں لطف

باغ فردوس بھی ملجائے تو کچھ کام نہ آئے
زندگی کا ہے فقط صحبت دلدار میں لطف

گھر میں آسودہ مجھے کیونکہ وہ نچین سیج ہے
آبلونکو تو ملا ہے خلش خار میں لطف

اک نظر دیکھ لیا جسکو وہ دیوانہ ہوا
کس بلا کا ہے تری چشم فسونکار میں لطف

دل ہی کو سوز محبت سے جلایا ہر طرح
ورنہ کیا خاک ہے اس آہ شرربار میں لطف

بیٹھ کر پاس مرے کیونکہ نہ وہ گھبرائیں
اونکو ملتا ہے بہت صحبت اغیار میں لطف

جان افسردہ سے کیا خوش دل غمگیں ہوگا
سچ ہے بیمار کو کیا صحبت بیمار میں لطف

ہائے اُس چشمِ سخن گو کے اشاراتِ نہاں
اوس سے افزوں تو نہ پایا کسی گفتار میں لطف

یاس کلی نے کیا شادی و غم کو یکساں
دلکو آتا ہی نہیں ہنسنے کسی کار میں لطف

دلکو بیچین کیئے دیتی ہے اوسکی گفتار
ہیرو یا کوٹ کرے لعلِ شکر بار میں لطف

یار کے ساتھ گیارات کے سونیکا مزا
اب نہیں خواب کا اس دیدۂ بیدار میں لطف

معرضِ بیع میں یوسف سا گہر آتا ہے
آج ہی چلنے کا ہے مصر کے بازار میں لطف

جانکر اوس کے جلانے کو بُرا کہتا ہے
اوس کو آتا تو ہے مجروح کے اشعار میں لطف

ردیف قاف

شیخ تم جانتے ہو کیا ہے عشق
عشقبازوں کا پیشوا ہے عشق

کوئی مجنوں ہے کوہکن کوئی
خوب دُھومیں مچا رہا ہے عشق

سرو و گل میں ہزار قمری کو
اپنے جلوے دکھا رہا ہے عشق

کہیں بلبل کہیں ہے پروانہ
الغرض یہ کہ جا بجا ہے عشق

کوہ کا کام کاہ کرتی ہے
قدرت اپنی دکھا رہا ہے عشق

دل لگانیکے ہیں اسی سے لطف
جان سے بھی ہمیں سوا ہے عشق

دل پہنساتا ہے یہ فرشتوں کے
سچ تو یہ ہے کہ بدبلا ہے عشق

ہیں حبیب خدا رسول اللہ
دیکھ کیسا پہنچ گیا ہے عشق

جان انسانکی لینے والوں میں
ایک ہے موت دوسرا ہے عشق

ذرہ اور لافِ اُلفتِ خورشید
نام آور بنا رہا ہے عشق

کیوں نہ مضطر ہوں برق سان عشاق
ابر کیطرح چھا رہا ہے عشق

کر دے عاقل کو دم میں دیوانہ
سچ تو یہ ہے کہ بد بلا ہے عشق

اوس پر میرو کو دل نہ دیدینا
دیکھ مجروح بد بلا ہے عشق۔

ردیف کاف تازی

گلہ کیوں غیر کا آیا زباں تک
یہ پرسش ہوگی ایصاحب کہاں تک

میری حالت پہ رحم آئے ہی آئے
کسی ڈھب سے وہ آجائیں یہاں تک

کدھر ہو لے نواسنجان گلزار
تمہیں پہنچاؤ ہمکو بوستاں تک

بچھی ہیں رہ میں مشتاقوں کی آنکھیں
سنبھل کر جاؤ اوسکے آستاں تک

نہاں ہیں ہر قدم پر دام تزویر
نہیں آسان پہنچنا آشیاں تک

نہ پوری بات بھی نکلی زباں سے
وہ آئے بھی تو کب اس نیمجاں تک

کدھر جائینگے یہ پس ماندہ راہ
نہیں باقی ہے گرد کارواں تک

ہمیں اس نالۂ سوزاں نے مارا
پھپھولے پڑ گئے دے زباں تک

ادھر بولے ادھر تلوار نکلی
نہیں اس بدمزاجی کو کہاں تک

یہ سمجھو اتفاقات زمانہ
وہ کچھ قصداً نہیں آئے یہاں تک

اگر یہ ہی تغافل ورزیاں ہیں
جیئے گا کون ان کے امتحاں تک

ہر اک کو میل ہے مرکز پہ اپنے
محبت ہے زمیں سے آسماں تک

ہوئے کس ساعت بد میں گرفتار
قفس سے پھر نہ پہنچے آشیاں تک

وہ وعدہ کرکے بھی آئے نہ مجروح
بھلا ہم دل کو بہلائیں کہاں تک

ہمکو وحشت نے کر دیا بے باک
ہے گریبان تا بہ دامن چاک

جو ہمارے غبار سے بہا گے
اوس سے اُمید ہم رکھیں کیا خاک

باغبیں گل ہیں اور بھی پر مست
تاک ہی پر لگا رہیں ہیں تاک

نذر کر اوسکے عقل و ہوش و حواس
سارے جھگڑو نے ہو گئے بے باک

صفِ عشاق صاف کرتا ہے
کس کی سنتا ہے قاتلِ سفاک

مہرباں ہو چلا ہے وہ مہ رو
رنگ لائے نہ گردشِ افلاک

ہے خطا بخش وہ ہمیں جس نے
آب ناپاک سے کیا ہے پاک

جو ہوا سامنے وہ قتل ہوا۔
میرے قاتل کی ہر طرف ہے دھاک

تو سن عمر سے رہو ہشیار
وے نہ پٹکے یہہ رخش ہے چالاک

اب بھلا ہم سے آشنائی کیا
اون کا اعدا سے بڑھ رہا ہے تپاک

یہ بھی مجروح کوئی صورت ہے
مو پریشان اور مونہ پہ خاک

پہنچ کیونکر ہوا پنی اوسکے گھر تک
بھری ہے راہ مشتاقونے در تک

وہ کل آئینگے یہہ مانا دلیکن
کسے اُمید جینے کی سحر تک

ہوائے گل ہے اب لے شوق پرواز
یہہ تھے سارے بکھیرے بال و پر تک

کسیکی یاد میں یہہ بیخودی ہے
کہ ہوش آتا نہیں دو دو پہر تک

برت تا ہے غضب بیگانہ وضعی
یہہ کیا ممکن کہ بلجائے نظر تک

ابھی اس نبی کا اثبات کرنے — نہ پہنچا ہاتھ پر اوس کی کمر تک
یہہ اوسکے دوز ہی کی شورشیں ہیں — قیامت آئے کب اوس کے گذر تک
ترا خنجر رہتا کیا چاہتا ہے — دریغ اوس سے نہیں ہے ہمکو سر تک
بلا کا توڑ ہے ناوک میں اوسکی — کہ دلکو توڑ کر پہنچا جگر تک
وہ مست ناز کیا جانے کہ کوئی — رہا ہے سر کو ٹکراتا سحر تک
ہجوم یاس سے راہیں بھری ہیں — یہہ آہیں کیونکہ پہونچینگی اثر تک
انہیں کیا حکم اے ضبط محبت — کچھ آنسو آگئے ہیں چشم تر تک

یہ ہی مجروح کی خواہش ہی یارب
کہ پہنچے روضۂ خیر البشر تک

ردیف لام

نہیں راز ہستی جتانیکے قابل — یہہ پردہ نہیں ہے اٹھانیکے قابل
طلب بوسہ کرتے ہی جھنجھلا کے بولے — کہ تو تو نہیں مونہہ لگانیکے قابل
کیا ضعف نے یہہ نکما کہ اب ہم — نہ آپنیکے قابل بلانیکے قابل
اوس آئینہ رو کی بداطواریوں نے — نرکھا ہمیں مونہہ دکھانیکے قابل
زمانہ نے ڈالا جدائی کا پردہ — ہوئے جب وہ جلوہ دکھانیکے قابل
طلب سے مری مسکراکر وہ بولے — ہوئے تم بھی ہمکو بلانیکے قابل
جو کیں فرش راہ اونکی آنکھیں تو بولے — یہ فرش اور میرے بچھانے کے قابل
غضب حال عاشق ہیں لذت بھری ہے — یہہ قصہ ہے اوسکے سنانیکے قابل

ہوا مسئلہ عشق کا حل نہ اوسنے
ہوئے دم بخود یاں زبانیکے قابل

گل داغ سینہ میں کیا کھل رہے ہیں
یہ ہے باغ اونکے دکھانیکے قابل

کیا در دکو منتخب اونکے سینے
کہ پہلو میں ہے یہ بٹھانیکے قابل

وہ پہلے ہی موہوم ہے نقش دنیا
جسے سمجھے ہیں ہم مٹانیکے قابل

مرے زخم دل دیکھ کر یار بولا
کہ مجروح ہے رحم کھانیکے قابل

زرا بہلایئے آکر یہاں دل
کہ ہے داغوں سے اپنا گلستاں دل

یہ ہے مرآت طرز خود نمائی
تمہارے کام کا ہے میرے جاں دل

نہ بیم جان نہ رسوائی کی دہشت
نہیں کچھ سوجھتا آیا جہاں دل

بنا و سنگ و آہن کا کلیجہ
حقیقت اپنی کرتا ہی بیاں دل

نہ ہو گر وہ تو پھر یہ بھی نہو گا
غم دلدار سے ہے تو اماں دل

ہزاروں انقلاب دہر دیکھے
مگر او سکا نہ دیکھا مہرباں دل

ہر اک پر کیا کھلے اُسکی حقیقت
ہے اک گنجینۂ راز نہاں دل

سمجھے کیونکر کہ ہے ضدین مانع
وہ ہرجائی ہے اپنا بدگماں دل

وہاں کیا قدر اس ٹوٹے دلکی
پھرے ہیں خاکمیں رُلتے جہاں دل

کروں اں ظاہر آرائی بھی لیکن
نہیں چھپتا مرا حسرت نشاں دل

ہزاروں ہیں نمایاں داغ و ناسور
بہت رکھتا ہے الفت کے نشاں دل

وہ غارتگر ادا ہر سے آج گذرا
اب اے مجروح پہلو میں کہاں دل

مت ہوئی اب کہنے میں اپنے ہے کہاں دل
کھٹکا ہے جہاں جانکا اٹکا ہے وہاں دل

یہ آتش نہاں تھی کہیں چھوڑنے والی
اب ایک کفِ خاک ہے پہلے تھا جہاں دل

ہنس بول چکے ہو تو تو جھ ہو ادھر بھی
کچھ اپنے غم و درد کا کرتا ہے بیاں دل

کچھ اور ہی وہ ہو گئے صحبت میں عدو کی
ہے اب بھی ملاقات پہ اگلا سا کہاں دل

ہوتا ہی نہیں اسکی خلش سے کبھی آرام
بنتا ہے شب ہجر میں اک نوک سناں دل

اک گوشت کا ٹکڑا تو تڑپتا نہیں دنرات
ہاں اصل میں ہے مادہ برق تپاں دل

یہ مجمع اضداد محبت نے کیا ہے
ہے آب فشاں چشم تو ہے شعلہ فشاں دل

مشکل ہے بہت اسکے نکاتو نکا سمجھنا
گنجینۂ اسرار نہانی ہے یہاں دل

اپنے دل پژمردہ کی واں قدر ہو کیا خاک
رُلتے پھریں پانو نکے تلے رند جہاں دل

کیا جانے کوئی اوس نگہ ناز کے برتاؤ
کچھ اوسکے سمجھتا ہے اشارات نہاں دل

پیچ و خم کاکل میں تو مجروح نہ پایا
معلوم نہیں اوسنے چھپایا ہے کہاں دل

ردیف میم

یا علی نائب خدا ہو تم
کیوں نہ بندونکے پیشوا ہو تم

منعکس اسمیں ہے رضائے خدا
آئینہ دار اہل آفاق ہو تم

مصطفےٰ کے خلیفۂ برحق
حسب فرمان انما ہو تم

کیوں نہ مرحب سے ہو نبرد آرا
بُرش تیغ لافتا ہو تم

واہ رے فضل دور آخر میں
اوّل جملہ اوصیا ہو تم

روح کی طرح چشم عالم میں
نہیں ظاہر پہ جا بجا ہو تم

اسکے آگے ہے بس خدا کا نام
زہد و طاعت کے انتہا ہو تم

جنکا ثانی نہیں جہانمیں وہ
یا تو جبرائیل ہیں یا ہو تم

باوجود اختیار کلی کے
سالک مسلکِ رضا ہو تم

کسکا ادراک جز پیمبر کے
کون سمجھے تمہیں کہ کیا ہو تم

دشمنوں کے نہ کیونکہ ہوں دم بند
حصن خیبر کے درکشا ہو تم

جائے معصوم کا حق معصوم
نائب سید الورا ہو تم

یوں تو اللہ نے کیے سب خلق
اونمیں پر اصل مدعا ہو تم

بستہ خاطر رکھو نہ یا مولا
اک جہانکے گرہ کشا ہو تم

دم یہاں کون مار سکتا ہے
نفس پیغمبر خدا ہو تم

صابر و شاکر و حلیم و کریم
مرکز ان سب کے مرتضا ہو تم

اپنے مجروح کو ضلالت سے
رہ پہ لاؤ گر رہنما ہو تم

اشرآہ کا گر دکھائیں گے ہم
ابھی کھینچ کر تمکو لائیں گے ہم

ذرا رہ تو اے دشت آوارگی
ترا خوب خاکا اوڑائیں گے ہم

فسانہ ترے زلف شبرنگ کا
بڑھیگا جہانتک بڑھائیں گے ہم

وہی درد فرقت وہی انتظار
بھلا مر کے کیا چین پائیں گے ہم

وہ گمراہ غیرونکے ہمراہ ہے
اوسے راہ پر کیونکہ لائیں گے ہم

قفس سے ہوا اذن پرواز کب
یہ خواہش ہی دل سے اوڑائیں گے ہم

طلسم محبت ہے عاشق کا حال
اونہیں بھی یہ قصہ سنائیں گے ہم

وہ نکہت ہے ہیں آسماں سے پرے
کہاں سے انہیں ڈھونڈ لائینگے ہم

نکرا دے یہ شورش افزائیاں
تجھے بھی کبھی آزمائیں گے ہم

نہ ٹوٹے گا سررشتۂ اختلاط
وہ کھینچیں گے جتنا بڑھائیں گے ہم

یہ مانا کہ ہو رشکِ حور و پری
مگر آدمیت سکھائیں گے ہم

حذر تیرِ مژگاں کی بوچھاڑ سے
یہ اک دل کہاں تک بچائیں گے ہم

ہمیں زہر و خنجر کی ہے کیوں تلاش
شبِ غم میں کیا مر نہ جائیں گے ہم

نہ نکلا کوئی ڈھب تو بنکر غبار
نظر میں تمہاری سمائیں گے ہم

کہاں گھر میں مفلس کے فرش و فروش
وہ آئے تو آنکھیں بچھائیں گے ہم

ترے قد سے کی سرو نے ہمسری
اُسے آج سیدھا بنائیں گے ہم

نہیں غسل میت کی جا قتل گاہ
مگر خاک و خوں میں نہائیں گے ہم

رہِ عشق سے نابلد ہے ابھی
خضر کو یہ رستہ بتائیں گے ہم

ہوا وصل بھی تو مزا کونا۔
وہ روٹھینگے ہر دم منائیں گے ہم

شب و روز دلکو کریدیں نکیوں
یہیں سے پتہ اوسکا پائیں گے ہم

محبت ہے یہ مجروح طول امل
بکھیڑے یہ سب چھوڑ جائینگے ہم

میرے دل میں تو ہر زماں ہو تم
چشم ظاہر سے کیوں نہاں ہو تم

بیوفائی کا عیب کیا ہے
یہ تو سچ ہے کہ میری جاں ہو تم

جب چلو ٹیڑھی کی چلتے ہو
میرے حق میں تو آسماں ہو تم

دل و دیں دونو نذر کرتا ہوں
ایسی چیزوں کے قدرداں ہو تم

دیکھ غمگیں مجھے بگڑتے ہو
پرلے درجے کے بدگماں ہو تم

عرش پیمائے خیالِ عبث
کون پہنچا وہاں جہاں ہو تم

بات میں دل کو کھینچ لیتے ہو
کس قیامت کے خوش بیاں ہو تم

ہے سوال اور اور جواب اور
سچ کہو اس گھڑی کہاں ہو تم

بچئے اغیار کی نظر نہ لگے
چشمِ بد دور نوجواں ہو تم

دشمنی ہم کریں تو کس کس سے
ایک عالم پہ مہرباں ہو تم

زلف کے بار سے کمر لچکے
کس قدر نازک ایمیاں ہو تم

دیکھنے کی مجال ہے کس کو
مثلِ خورشید گو عیاں ہو تم

ہے وہی ٹھیک جو کہو مجروح
کیوں نہ ہو صاحبِ زباں ہو تم

ردیف نون

لوگ حضرت کو رسول دو سرا کہتے ہیں
ہمتوائی مظہرِ اسرارِ خدا کہتے ہیں

کیا ہی اس ذاتِ مبارک کو شرف ہے جسکے
نام کے لیتے ہی سب صلِ علیٰ کہتے ہیں

شافعِ محشر و فخرِ بشر و ختمِ رسل
لوگ جو آپ کو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

آپ جب ہاتھ اوٹھاتے ہیں تو سکانِ ملک
سارے آمین بہنگامِ دعا کہتے ہیں

ہاں طلبگارِ جناں آؤ درِ حضرت پر
یہ مکاں وہ ہے جسے خلد بنا کہتے ہیں

نفسِ واحد نے کیا ایک جہانکو تسخیر
دیکھ منکر اسے الطافِ خدا کہتے ہیں

آپکی مدح سے انساں ہی نہیں ہیں عاجز
تم فرشتوں سے تو پوچھو کہ وہ کیا کہتے ہیں

دیدیا اوسکو بھی جو ساترِ تن تھی چادر
معنے جو دیکھ ہیں اسکو عطا کہتے ہیں

مجکو تو مانعِ گفتار ہے آدابِ خدا
اُسکے دیوانے نہ کچھ پوچھیے کیا کہتے ہیں

اونکو ہے شافعِ محشر کا بھروسہ کتنا
ہم ہیں ناجی یہی سب اہلِ خطا کہتے ہیں

شبِ معراج میں یہ قربِ ہوا حضرت کو
بیچ میں ایک بھی پردہ نہ رہا کہتے ہیں

مطّلع جسکو کسیپر نہ کیا تھا حق نے
اپنے محبوب سے وہ راز کہا کہتے ہیں

فخر ہے اونکی غلامی کا مجھے اے مجروح
جنکو سب اہلِ جہاں آلِ عبا کہتے ہیں

بیٹھو ادب سے ہرزہ سرا ہو یہاں نہیں
حضرت کی نعت ہے یہ کوئی داستاں نہیں

فارق ہے عقل خالق و مخلوق میں مگر
کہتے ہیں اُسکے مست دوئی درمیاں نہیں

خدمت گزار جسکے ہوں در پر ملائکہ
کیا ہے عجب گر اُسپہ بشر کا گماں نہیں

رہتی ہے اشتیاق مدینہ میں ساتھ ساتھ
اس قافلہ میں گردِ پسِ کارواں نہیں

ٹھہرو ادب سے دور گروہ ملائکہ
حضرت کا آستاں ہے یہ کچھ آسماں نہیں

بازار جو کہ شافعِ روزِ جزا کا ہے
واں جنسِ معصیت کے سوا کچھ گراں نہیں

آلودگیٔ جرم پہ لوثِ گناہ پر
اے ابرِ رحمت تیری ریزش کہاں نہیں

ہے آپ ہی کے فیضِ قدم سے قیام ہر
سنکر کہا کریں کہ قدم کا نشاں نہیں

اُڑنیکے بدلے ہوش اُڑے جبرئیل کے
واں پہنچے آپ تابِ ملائک جہاں نہیں

ریزش ہے بسکہ نورِ الٰہی کی دمبدم
افراطِ ضو سے چہرۂ اقدس عیاں نہیں

سایہ میں سائبانِ مقدس کے دب گیا
اے آسمان کچھ تری شوکت یہاں نہیں

توریت سے غرض ہے نہ انجیل سے کام
بھی سکۂ قدیم تو رائج یہاں نہیں

رحمت کو اپنی کر کے مجسم رواں کیا
ہمپر فزوں خدا سے کوئی مہرباں نہیں

آئے زبان پاک پہ کیوں ذکر دنیوی
اس کام کے لیے لب معجز بیاں نہیں

اُس در پہ ہوتا اُنکی وساطت سے بوسہ زن
پر کیا کروں سائے وہم و گماں نہیں

محشر میں احتضار میں کنج مزار میں
خواہاں تری مدد کا یہ عاصی کہاں نہیں

کیجو مری مدد سفر ناگزیر میں
غیر ذات پاک واں کوئی منزل ساں نہیں

مجرم وہ یہ تو آدم و عیسے کا فخر ہے
کیا کیجے اُس کی نعت کہ ایسی زباں نہیں

اسیر رنج میں یا شاہ ذوالفقار ہو نہیں
ہیں آپ عقدہ کشا اور بستہ کار ہو نہیں

ستا رہی ہے یہ آشفتہ خاطری کیا کیا
تمہارے لطف و کرم کا اُمیدوار ہو نہیں

نگاہ مہر سے ہو اضطرار کو تسکین
قرار بخش جہاں بخت بیقرار ہو نہیں

کبھی ہو فکر مآل اور کبھی خیال عیال
ہر ایک حال میں آشفتہ روزگار ہو نہیں

بدوں کی ہے نگرانی شعار نیکوں کا
غلام آپ کا ہوں گو گناہ گار ہو نہیں

ہوائے لطف چلے اور گل مراد کھلے
اس انتظار میں اے شاہ کامگار ہو نہیں

ہمارا نخل تمنا سدا رہا بے بر
خزاں بھی جس سے خجل ہو وہ نوبہار ہو نہیں

زُلال لطف سے تسکیں فزا ہو یا مولا
کہ شعلہ تپ حرماں سے شعلہ زار ہو نہیں

عیوب پوش ہیں مولا اگرچہ بد ہے غلام
اسی اُمید میں ہوں اور شرمسار ہو نہیں

کیا ہے اس دل ناداں نے سخت شرمندہ
سفید بال ہوئے اور سیاہ کار ہو نہیں

جو فکر جانے مجھکو تو لغو بیہودہ
اگر حواس بجا ہے تو انتشار ہو نہیں

نہ کوئی گل ہوں تو سونگھے نہ عطر ہوں تو ملے
غرض یہ ہے کہ زمانہ کا ننگ و عار ہو نہیں

نگاہ لطف کے ہونگے وہیں سے پہر تو — بدل یہ جاؤں کہ مسعود روزگار ہوئیں

طبیب لطف ہو مرہم نہ دل مجروح
کہ زخم دشنۂ غم سے جگر فگار ہوئیں

نہ وہ برق میں ہے نہ سیماب میں — تڑپ ہے جو دلکی تپ و تاب میں
خدا رسم آگیں نگہ سے حذر — بجھی ہے یہ شمشیر زہر آب میں
وہ یوسف سے کیوں بھاگتی ہے مگر — زلیخا نے دیکھا تمہیں خواب میں
خدا دشمنوں کے نہ چیتے کرے — وہ آئے تو ہیں بزم احباب میں
کوئی لخت دل آکے اٹکا ہے کیا — کھٹک سی ہے کچھ چشم پر آب میں
وہ مخمور آنکھیں ذرا دیکھنا — یہ مستی کہاں بادۂ ناب میں
کوئی میرے دل ہی سے پوچھے اسے — تپش ہے جو آہ جگر تاب میں
مگر طعنہ دینگے کہ ہجر اور نیند — وہ بیوجہ آئے نہیں خواب میں
یہاں کی بھی ہے سیر کرنی ضرور — سفینہ کو جانے دو گرداب میں
گئیں دلکی وہ شورش افزائیاں — رہا کچھ نہیں جان بیتاب میں
پیالہ نہیں خم لبو لنے لگاؤ — تکلف کو جانے دو مہتاب میں
نہ غربت میں کی بات تک خضر سے — ہے غرق یہ یاد احباب میں
نکر شور نالۂ بے ادب — یہ ہیں کس کی آنکھیں شکر خواب میں
کہاں گھر جب اشکوں کا یہ شور ہو — بنا کوئی تہتی ہے سیلاب میں
مداوا ہے زخم جگر خوب ہو — نمک بھی جو ملجائے تیزاب میں

خبر کیا سنی مرگ مجروح کی — اودا سی ہے کچھ بزم احباب میں

ہے ہم شبیہ گل مگر دیدہ ور کہاں
نرگس میں وہ نگاہ محبت اثر کہاں

ہم چشم میری چشم سے ہے ابر تر کہاں
اُس سے بھلا ترا وشِ خونِ جگر کہاں

کیوں میری بود و باش کی پرسش ہے ہر گھڑی
تم تو کہو کہ رہتے ہو دو دو پہر کہاں

دعوی کو راست میری محبت نے کر دیا
کہتے ہیں سچ کہ مجھ سے کوئی خوبتر کہاں

جو بیخبر ہیں اونکو حضوری ہے کیا کہی
جو باخبر ہیں یار کی اُن کو خبر کہاں

کچھ کچھ چلن ہے حشر میں رفتار یار کا
ہے وہ بھی فتنہ خیز مگر اس قدر کہاں

گو اوسکے عام جلووں سے ہے پُر و رجہاں
پر ہمکو فرطِ رشک سے تابِ نظر کہاں

لے لینا دل کسیکا ہنسی کھیل تو نہیں
اِدنا ہر اک کا غمزۂ جادو اثر کہاں

احسان ہے سر پہ پائے منازل نورد کا
ورنہ گذار تھا درِ مقصود پر کہاں

نالہ ہو یا کہ آہ ہو یا جذبِ دردِ دل
جو اسکے برخلاف ہو اُسمیں اثر کہاں

کہتا ہے مجھکو دیکھکے کون سچ تو ہے
جسبجا ہے نگاہ کا اوسبجا گزر کہاں

تھا اوسکا دیکھنا ہی سراسر خلافِ عقل
کمبخت جا پڑی ہے ہماری نظر کہاں

جنت میں دل لگا نہ درِ خلد کچھ جچا
لیجائے دیکھیے ہمیں ذوقِ نظر کہاں

طے کر سکا نہ منزل دشوار کو سری
کیا جانیں تھک کے بیٹھ رہا راہبر کہاں

انیو نے ارتباط نہ یارو نے اختلاط
یہہ عمر اتنی تنگ گذاری خضر کہاں

گو لاکھ بار ریزشِ ابر بہار ہو
ہوں شاخِ خشک محو امیدِ ثمر کہاں

پہلے نکیونکہ صبح سے اُٹھ بیٹھے شیخ شہر
پائی ہے اُسنے لذتِ خوابِ سحر کہاں

مجروح آپ شوق سے مجھکو بتائیے
یہ پوچھے گر کوئی ہے بتر سے بتر کہاں

آہ دلسوز نہیں نالہ شرر بار نہیں
وہ تپ ہجر کی اب گرمیٔ بازار نہیں

ظلم نو کا ہے طلبگار دل دردپسند
ہائے کچھ طرز ستم سے وہ خبردار نہیں

اور تو جو کہ مصائب ہیں وہ سب مشکل ہیں
ایک مرنا ہی شب ہجر میں دشوار نہیں

ہو گیا شغل ہے اک منتظری کا دل کو
اُسکے کچھ آنے نہ آنیسے سروکار نہیں

میں جو کہتا ہوں کسی رات تو سو یاں آکر
ہنسکے کہتے ہیں کہ طالع ترا بیدار نہیں

تم تو رہتے ہو شب و روز تصور میں میرے
کچھ نگہبان تمہارا یہ خبردار نہیں

کیا ترے لب پہ کسی تلخ دہن سے ہیں ملے
آج باتوں میں وہ شیرینیٔ گفتار نہیں

سنکے سب حال مرا کہنے لگے کیوں صاحب
تم تو کہتے تھے مجھے طاقت گفتار نہیں

عکس تیرا بجھے آئینہ میں تکتا ہے سدا
کون ہے وہ جو ترا طالب دیدار نہیں

ہے حمایل کبھی گردن میں کبھی طوق کمر
دست گستاخ شب وصل میں بیکار نہیں

اسمیں مہتاب ہو کیا اسکی سحر ہو کیونکر
یہ مرے بخت کا سایہ ہے شب تار نہیں

میرے صیاد کی ہے قید سے آزادی
اُس سے پوچھو جو کوئی اُسکا گرفتار نہیں

چشم بیمار نہیں چھوڑتی خونخواری کو
جسمیں پرہیز ہو وہ کیا لے آزار نہیں

خاک رہ اُنکا بنوں کیا کہ تکبر کے سبب
رکھتے وہ پاؤں زمیں پہ دم رفتار نہیں

گھر سے صیاد کے آتی نہیں آواز حزیں
کیا قفس میں کوئی اب تازہ گرفتار نہیں

نقش پا بھی تو نہیں اُسکا ہٹا تا یکجا
قہر ہے ظلم ہے وہ شوخیٔ رفتار نہیں

غفلت افزا ہیں یہ مستانہ نگاہیں کسکی
ایک بھی میکدۂ دہر میں ہشیار نہیں

ہو کبھی صوفی صافی کبھی رند بدمست
یہ تو باتیں تمہیں مجروح سزاوار نہیں

بیکار اُس نگاہ کا گر نیشتر نہیں
کیوں اندنوں ترا وشِ خونِ جگر نہیں

وہ میرے گھر کے سامنے سے جائیں اسطرح
اے ہمنشیں رقیب کا گھر تو اِدھر نہیں

واں حسن کا غرور ہے یاں فرطِ شوق ہے
اُنکو ہماری اور ہمیں اُنکی خبر نہیں

یوں بھولے بھولے رہتے تو ہو رات کس لیئے
پنہاں لگاؤ غیر سے تمکو اگر نہیں

کیوں اِستقرار ہے برہم و آشفتہ زلفِ یار
تشبیہ میرے حال سے اُس کو اگر نہیں

زاہد پیالہ تہام جبیکتا ہے کس لیئے
اُس مفت کی شراب کے پینے کا ڈر نہیں

پوچھا کبھوں ہے سنگِ حوادث کی اسقدر
اے چرخِ سفلہ میں شجرِ بارور نہیں

اِس چار دن کی حسن پہ یہ کم نگاہیاں
افسوس کچھ مآل پہ تمکو نظر نہیں

صیاد کاٹ ڈالے اوکھڑ جائیں دام میں
اُڑنے کیواسطے یہ مرے بال و پر نہیں

نسبت ہے روزِ حشر و شبِ ہجر میں یہی
اوسکی نہیں جو شام تو اِسکی سحر نہیں

بیتاب ہو کے چونک تو اُٹھتے ہیں وہ وہ
کیونکر کہوں کہ نالۂ شب میں اثر نہیں

حالِ اضطرابِ دل کا لکھا خط میں اسلیئے
تا ہر و میں دیر کے نامہ بر نہیں

مجروحِ خستہ مرنیکا ہو خبر تو لو
اُسکی گلی میں رات سے کچھ شور و شر نہیں

خیالِ روئے آتشناک ہے اِس دیدۂ تر میں
طلسمِ عشق نے یاں آگ بھر کا پانی سمندر میں

نہ وہ شامل ہوئے آکر ہمارے حالِ ابتر میں
وداعِ جان ہے اور دل اُلجھا ہے اُنکے زیور میں

سناتے کیا ہو مژدہ آمدِ فصلِ بہاری کا
یہاں سالِ گزشتہ ہی کی شورش آج ہی سر میں

ٹھکانا ہی نہیں جم رستم کا مجھکو حیرت ہے
کرینگے عذر کس کس ظلم کا وہ روزِ محشر میں

گلوئے تشنہ میں کتنی ہے قوتِ جذبِ کی یارب
کہ اوسنے میرِ حرم کی باقی نہ رکھی آبِ خنجر میں

ہجوم بدگمانی اور وفورِ شوق تو دیکھو
کہ پیچھے ہوئیے خط باندھکر بالِ کبوتر میں

ترقی پر ہے شاید اُن نوں ذوقِ نظربازی
کہ افزونی نظر آتی ہے ہر دم۔ وزن در میں

کسینے کوٹ کر بجلی کو شاید بھر دیا دلمیں
نئی ڈھب کی تڑپ ہی کچھ ہماری جانِ مضطر میں

وہ کہتے ہیں بھلا برسات میں بھی کوئی جاتا ہے
تصور کیونکہ میرا آئے تیرے دیدۂ تر میں

وہاں منعم کو ہے فکرِ قیام جاوداں ہر دم
یہاں رنگت زمانیکی بدل جاتی ہے دم بھر میں

اگرچہ گھر سے اُسنے اک قدم باہر نہیں رکھا
مگر ہے شور اُس کانِ ملاحت کا ہر اک گھر میں

بھلائی اپنی طولانی وہاں فرصت بہت تھوڑی
بیاں کس کس مصیبت کا کروں نگار روزِ محشر میں

پڑے ہو فکر میں ناحق تمہیں گر بند کرنا ہے
مری آنکھوں ہی کو رکھدو نہ اپنے رونِ در میں

ہم اونکو دور سے ہی دیکھکر بیخود ہیں ہو جاتے
وہ جب تشریف لاتے ہیں تو ہم ہوتے نہیں گھر میں

غضب ہے دور سے منزل یہاں تو چلتے ہی چلتے
نہ وہ طاقت رہی پامیں نہ وہ شورش ہی سر میں

زلیخا نے بہت نقشہ جمایا پر مقدر سے
نہ صورت وصل یوسف کی ہوئی کاخ مصور میں

کسیکے حال نیک و بد کا اوسدم کون پرساں ہے
تمہاری آمد آمد کا ہے اتبو شور محشر میں

نکر مجروح کچھ کوشش کہ جب دن آئینگے اچھے
تو بگڑے کام برسوں کے سنور جائینگے دم بھر میں

یہ جو پنیاں سر اوٹھائے ہوئے ہیں
کہ بستر پہ کانٹے بچھائے ہوئے ہیں

نہ ہم اوسکو خواب زلیخا سے بدلیں
سمیں جو نظر میں سمائے ہوئے ہیں

سر آنکھو پہ شرمندگی ہے ہمارے
یہ اعدا تو میرے بلائے ہوئے ہیں

مگر دیدۂ تر نے کی آبیاری
گلِ زخم جو لہلہائے ہوئے ہیں

رہے سعی میں رہنما سے بھی آگے
قدم کو ہم اپنے بڑھائے ہوئے ہیں

کسے عشق میں یاد دنیا و دیں ہے
ہم اپنے ہی کو خود بھلائے ہوئے ہیں

فلک بھی ہوا بار سے جس کے عاجز
وہی بوجھ تو ہم اوٹھائے ہوئے ہیں

مزے وصل کے ہجر میں لے رہے ہیں
وہ آنکھوں میں ایسے سمائے ہوئے ہیں

گنہگار سمجھو بد اطوار جانو
مگر ہم اوسکے بنائے ہوئے ہیں

وہ گلرو تبے ہار اُنکے گلے میں
عدو مجھپہ کیوں خار کھائے ہوئے ہیں

تہی کرتی قالب نہ کیونکر صراحی
وہ ساغر لبوں سے لگائے ہوئے ہیں

گئے تھے وہ کل لوٹ کر مُلکِ دل کو
وہ پھر آج تشریف لائے ہوئے ہیں

وہ گو تاک میں ہے پر اُس مفت بر سے
ابھی تک تو ہم دل بچائے ہوئے ہیں

جو کہو بیٹھے اس طرح دینا و دیں کو
کسے ایسا مجروح پائے ہوئے ہیں

کیا کہوں آفتیں جو چاہ میں ہیں
ڈوبے یوسف اسی سے چاہ میں ہیں

کیا بتاؤں نشان منزلِ دوست
دیر و کعبہ تو اوسکی راہ میں ہیں

اور صیاد کیوں نہ ہوں محروم
صید سب اوسکی صید گاہ میں ہیں

تا بہ روز شمار ہو نہ شمار
فتنے اتنے تری نگاہ میں ہیں

روز ملنے میں ہے وہ بات کہاں
لطف جو وصل گاہ گاہ میں ہیں

مہر و قہر اُنکا کچھ نہیں کھلتا
ہمتو مدت سے اشتباہ میں ہیں

واں گئے وہ تو اونکی خیر نہیں
چند صوفی جو خانقاہ میں ہیں

مثلِ نقشِ قدم ہر اک جا پر
منتظر بیٹھے انکی راہ میں ہیں

نظر انداز ہوں نہ اے قاتل
ہم بھی موجود قتل گاہ میں ہیں

در سے ٹکرا رہے ہیں سر عاشق
اور ابھی تک وہ خوابگاہ میں ہیں

قتل کرتے ہیں کیا ادا کیا ناز
خنجر و سب تری سپاہ میں ہیں

زاہد و رند کیا وہی ہیں خوب
جو پسند اُسکی بارگاہ میں ہیں

اُسکو دنیا ہی میں سمجھ لیجے
جو یقین گدا و شاہ میں ہیں

چھیڑ سے کہتے ہیں کہ اے مجروح
کیا مزے تیری آہ میں ہیں

کیا زلیخا ہو خوش گلستاں میں
دل تو اسکا پڑا ہے زنداں میں

یہ نزاکت اور اُسپہ غیر و نے
کیسی مضبوطیاں ہیں پیماں میں

تھی وہ مجنوں کے دم ہی تک رونق
خاک اوڑتی ہے اب بیاباں میں

جس سے ٹوٹیگا پلّہ میزان
وہ گرانی ہے میرے عصیاں میں

ولولہ خیز ہے نسیم بہار
چپ ہوں کیوں بلبلیں گلستاں میں

کسکو معلوم جان کب نکلے
محو تھے ہمتو یا دجاناں میں

چشم خونبار کو میری دیکھو
کیا دھرا ہے محیط و عماں میں

جال پھیلا رکھا ہے اُلفت نے
کیونکہ یوسف پھسے نہ زنداں میں

ولولے اپنی جوش وحشت کے
لطف دکھلائینگے بیاباں میں

کیوں ہوئیں گل سے بلبلیں بیزار
کہیں آنکلے وہ گلستاں میں

وہ نگاہیں ہیں رخنہ گر اشیخ
میرے سینہ میں تیر ایماں میں

ہاں سبکدستیٔ جنوں ہشیار
تا رہا باقی رہے نہ داماں میں

ہمنے دونو نکی سیر کی لیکن
دل لگا دشت میں نہ بستاں میں

ہیں فرشتے بھی بیخبر اُس سے — سرِ مخفی ہے جو کہ انساں میں
دلخراشی ہو یا جگر سوزی — کچھ تو ہو شغل روز ہجراں میں
طوق و زنجیر سے گیا نہ جنوں — وہی جو لانیاں ہیں زنداں میں
یہ تو اپنی سمجھ سے باہر ہے — توبہ اور مجھ سے روز باراں میں
سایہ افگن ہے یاں سیہ بختی — شمع کیونکر جلے شبستاں میں
اتنا ٹوٹا ہے دل کہ ملتا ہے — مال اسکا کسیکے پیماں میں
نارِ دوزخ سے کیا خطر اُسکو — جو کہ ڈوبا ہو بحرِ عصیاں میں

ورد دل کی دوا نہیں مجروح
آپ ناحق ہیں فکر درماں میں

سدا عروج پہ مانند حسن یار ہوں میں — خزاں کو دخل نہیں جسمیں وہ بہار ہوں میں
مفید ہونے میں گو پند پختہ کار ہوں میں — مگر مزاج میں عالم کے ناگوار ہوں میں
رکھے نہ مجھسے کوئی میوہ و ثمر کی امید — اگرچہ نخل ہوں پر نخل شعلہ بار ہوں میں
شب فراق کی بیچینیاں معاذ اللہ — کہ ایک آن میں مرتا ہزار بار ہوں میں
یہ اور قہر ہے اُسکو گمان ہو اپنا — جو شکوہ سنج ستمہائے روزگار ہوں میں
کوئی منائے جو ہمکو تو کیا نہ من جائیں — سُنا کے اُنکو یہی کہتا بار بار ہوں میں
جو بھولکر بھی اُنہیں اے حبیب کہتا ہوں — تو کس دماغ سے کہتا ہے کسکا یار ہوں میں
کہیں غرور نہ یہ خارہائے خط سے مٹے — بہت وہ دلمیں خوشی ہیں کہ گلعذار ہوں میں
یہی ہیں قبر میں روز شمار تک مونس — کہ ساتھ لیکے چلا رنج بیشمار ہوں میں
خدا کرے کہ جلاوے حجاب کے پردے — قلق میں کھینچتا آہ شرار بار ہوں میں

جلایا برق حوادث نے مزرعۂ دل کو
خزاں سے کام نہ کچھ طالب بہار ہوں میں

فروغ بخش نظر ہوں نہ زیب کاشانہ
فضائے دہر میں شمع سر مزار ہوں میں

وفور کاہش غم نے کیا ہے کام تمام
اب اپنے مرنیکا گویا کہ انتظار ہوں میں

نظر جو چھپ کے بھی ڈالی ہے چشم میگوں پر
نگاہ ناز یہہ کہتی ہے ہوشیار ہوں میں

بڑھی ہی کچھ اور بھی اسکی کدورت خاطر
بنا جو اس کی سر راہ کا غبار ہوں میں

لگا ہے زخم یہ کاری کہ اٹھ نہیں سکتا
یہہ کسکے تیر جگر دوز کا شکار ہوں میں

ہے اوس دیدۂ خونبار کا بھی ایسا
کہ لالہ رو ہو اگر تم تو لالہ کار ہوں میں

میں اپنا آپکو اتنا عزیز کیوں نہ رکھوں
کہ سر سے تا بقدم آرزوئے یار ہوں میں

مقابل اس رخ تابانکے کس طرح آئے
قمر کا عذر یہہ سچ ہے کہ داغدار ہوں میں

اسی سے نخل تمنا کو ہے برومندی
جھکا میں مثل زمیں کیوں نہ خاکسار ہوں میں

عجیب عشق و محبت کے کارخانے ہیں
ملے وغیرہ اور وقف انتظار ہوں میں

جو درد دل میں ہے لذت وہ جی ہی جانے ہے
دل لگی کی ہیں باتیں جو بیقرار ہوں میں

میں اور کعبہ کی تکلیف خیر ہے مجروح
رکھو معاف کہ اک رند بہرزہ کار ہوں میں

ہمتو جلتے ہیں خبر تک بھی ذرا واں تو نہیں
کچھ اثر خیر مرا نالۂ سوزاں تو نہیں

اتنے بر سر جو ہوئے آپ مرے آنیسے
سچ کہو غیر کہیں گھر میں ہے مہماں تو نہیں

دیکھتا ہوں شب وصلت جو کوئی روزن در
ڈر سے کہتا ہوں کہ یہہ چشم نگہباں تو نہیں

ہمنے مانا کہ ہیں زاہد میں صفات ملکی
خوبیاں سب یہہ مسلم مگر انساں تو نہیں

سہل ہو گرچہ عدو کو مگر اس کا ملنا
اتنا میں غیب سمجھتا ہوں کہ آساں تو نہیں

بوسہ ملنے کا بھلا ہمکو یقین ہو کیونکر
گو رضامند ہوں وہ لب مگر ہاں تو نہیں

دلمیں اک شے جو کھٹکتی ہے بہت مدت سے
وہ ترے تیر جگر دوز کا پیکاں تو نہیں

میں جو کہتا ہوں کہ جلد آؤ تو کیا کہتے ہیں
یہ میرا گھر سے نکلنا ہے ترا جاں تو نہیں

دیکے تم بوسۂ لب رکھتے ہو احساں کیسہ
یہ تو ہے دل کا عوض مفت کی جاں تو نہیں

کھینچتا یوں ہے گستاخ ہے کیوں دستِ جنوں
دامن یار ہے یہ میرا گریباں تو نہیں

گر یہی ہجر کا غم ہے تو نکل جائے گا
دم ہمارا ہے ترے وصل کا ارماں تو نہیں

ہم ہنر لیکے کہاں جائیں کسے دکھلائیں
جنس اچھی ہے پر اسکا کوئی خواہاں تو نہیں

شب وصلت وہ مرے سینہ سے لگ کر مجروح
کہتے ہیں لے ترا باقی کوئی ارماں تو نہیں

جس سے دن عیش میں گذریں وہ سر انجام نہیں
می نہیں جام نہیں ساقی گلفام نہیں

چھوڑتی ایک کو یہ گردش ایام نہیں
روئیے جام کو کیا جم ہی کا اب نام نہیں

اگر آگاہ وہ ہوتا تو نہ دیتا مجھکو
یار کو خود خبر لذت دشنام نہیں

محو ہو جائے جو ہو نقش نگیں نام مرا
صفحۂ دہر میں مجھسا کوئی گمنام نہیں

محتسب کا نہ تو ڈر ہے نہ عسس کی پروا
دیکھکے جام کو کچھ سوجھتا انجام نہیں

کیوں ہے مضطر دلِ درد شناس اے صیاد
نو گرفتار تڑپتا جو تہ دام نہیں

حصر ہے ظرف کی مقدار پہ بیشی و کمی
پر عنایات مغاں نے کوئی ناکام نہیں

فکر غیروں کی تمہیں اور تمہاری مجھکو
میں ہوں بیچین تو کچھ تمکو بھی آرام نہیں

اہل نظارہ نکیوں دلمیں فسردہ ہوں کہ آج
وہ تبسم کیطرح زیب لب بام نہیں

مجھکو آتے جو ہیں دیکھا تو بگڑ کر بولے
ایسے ولیسوں کا مری بزم میں کچھ کام نہیں

اپنی روز و شب ہجراں ہیں نرالی یارب
رات کی صبح نہیں دن کی کبھی شام نہیں

طالب وصل سے الگ رہتے ہیں سب سے انکو
پاس اصنام نہیں خواہش اسلام نہیں

ننگ وہ جانتے ہیں مجھسے مخاطب ہونا
بوسہ کیسا کہ وہ دیتے کبھی دشنام نہیں

ایسی رندوں میں جو چپ چاپ ہوئی ہے شاید
آج میخانہ میں مجروح مے آشام نہیں

ہر رنگ میں بخشش ہی کی پاتا ہوں ادائیں
اوس راحم و غفار کی رحمت پہ فدائیں

خجلت سے گناہوں کی یہ دنیا میں ہی عالم
ایک دوزخ جاوید میں رہتا ہوں سہتا ہیں

خلاق کی صنعت کا نمونہ مجھے سمجھو۔
ہوں اصل میں اک ذرۂ خورشید نما میں

ہوش و خرد و تاب و تواں سب دیئے تو نے
کس کس تری نعمت کا کروں شکر ادا میں

گو غرقِ عصیاں ہوں شب و روز و لیکن
رحمت پہ ہر و ساتری رکھتا ہوں سدا میں

اک خاک کا پتلا ہوا مسجود ملائک
اللہ تری بندہ نوازی پہ فدا میں

یہ تیری عنایت ہے کہ مفتاح خرد سے
اسرار نہانی کا ہوں گنجینہ کشا میں

یہ اس کی عنایات کا جلوہ ہے وگرنہ
سچ یہ ہے کہ ہستی مری کیا اور ہیں کیا میں

بے زاد کے کیونکر یہ رہ دور کٹے گی
افسوس تہیدست ہی دنیا سے چلا میں

یہ روئے سیہ ہی نہیں دکھلانے کے قابل
ہاتھوں سے چھپا لیتا ہوں منہ وقت دعا میں

ہے بارِ گنہ سر پہ قدم اوٹھ نہیں سکتا
ٹلے کیونکہ کروں عرضہ گہ روز جزا میں

تو راحم و غفار ہے تو مالک و مختار
کس در پہ بھلا جاؤنگا اس در کے سوا میں

کم مایہ کو ہے تیری ہی رحمت پہ بھروسہ
اک بندۂ ناچیز ہوں اے بار خدا میں

شرمندہ ہوں کس طرح سے آنکھوں کو اٹھاؤں
نیچا سر اسی وجہ سے رکھتا ہوں سدا میں

بلجائے تو ہے شکر نہ بلجائے تو ہے صبر
ہوں راہ رو مسلک تسلیم و رضا میں

بویا ہی نہیں کچھ تو درو خاک کروں گا
مجروح اسی سوچ میں رہتا ہوں سدا میں

خانماں سوز ماسوا ہوں میں
اپنے سایہ سے بھی جدا ہوں میں

غور ہر چند کر رہا ہوں میں
پر یہ کھلتا نہیں کہ کیا ہوں میں

نہیں اس رہ میں دو سیر کی کہیت
آپ ہی اپنا رہنما ہوں میں

وہ اگر آملیں تو کیا ہے عجب
غم سے کچھ اور ہو گیا ہوں میں

دل ہے شوق گناہ سے لبریز
دیکھنے ہی کا پارسا ہوں میں

کیوں نہ وارکا وہ مستوجب
جو کہ بندہ کہے خدا ہوں میں

سوز دل کر چکا ہے جسم کو خاک
اب ترا منتظر صبا ہوں میں

ہر لب زخم تن سے ہیں دم قتل
کہتا قاتل کو مرحبا ہوں میں

او نا مغرور اور پرسش حال۔
خواب ہے یہ جو دیکھتا ہوں میں

مجھ سا ہو گا نہ سخت جاں کوئی
کہ شب ہجر میں جیا ہوں میں

میری پرسش جو کی کسینے تو وہ
بولے ہاں صورت آشنا ہوں میں

شارح حال دل سمجھ مجھکو
درد ہی درد ہو گیا ہوں میں

آنکھ تک ڈالتا نہیں گاہک
کچھ عجب جنس نارواہوں میں

روز و شب ہے خیال کاکل و زلف
کن بلاؤں میں پھنس رہا ہوں میں

مثل نشتر ہیں خار صحرائی
اور وحشت برہنہ پا ہوں میں

کل جو مینے کہا کہ او بے مہر
درد فرقت سے مر رہا ہوں میں

ہنسکے بولے یہ سب بناوٹ ہے | آپ کو خوب جانتا ہوں میں

دُکھنے کیا زخم دل لگے مجروح
ہائے ہائے جو کر رہا ہوں میں

جوشِ وحشت میں مزا کچھ سروسامانی نہیں | اُس گریبان کی کیا قدر جو دامانی نہیں
بیچنے اسواسطے لایا ہے کو مصر سے باہر | کہ بہتیرے حضرت یوسف ابھی زندانی نہیں
بحرِ موّاج میں قطرہ کا سنبھلنا معلوم | کچھ ہمیں اپنی خبر جلوہ جانانی نہیں
نہ تو صیاد کا کھٹکا نہ خزاں کا دھڑکا | ہمکو وہ چین قفس میں ہے کہ بنانی نہیں
شعلہ زن آتشِ ہجراں سے بہت ڈرتا ہوں | اے اُس گل کا تصور دلِ سوزانی نہیں
کیا چمن میں ہے گئی بوئے گریباں اُس کی | آج غنچہ کوئی کہتا جو گلستانی نہیں
غرض اُس شوخ سے فتنہ نہیں باہر کوئی | قدِ سروں میں ہے جو نرگسِ فتانی نہیں
یہ بھی نسبت ہے کہ آثارِ درستی کا ہے | میری توبہ میں نہیں آپکے پیمانی نہیں
دل کو شاید ترے مژگاں کا تصور نہ رہا | اب وہ پہلی سی کھٹک کاوشِ پیکانی نہیں
ہے کہیں میں کششِ شوق زلیخا بیڈھب | یہ تو یوسف کو کبھی چھوڑتی کنعانی نہیں
رہروِ راہِ فنا ہوں مجھے کیا دیکھتے ہو | قطرۂ اشک ہوں اک جنبشِ مژگانی نہیں
دیکھ تو تیر میں ٹکڑے ہیں چگر کے کیسے | پھر نہ کہنا کہ ترا دل مرے پیکانی نہیں
جتنے وہ خوب ہیں اُتنی ہے ہماری حسرت | ملنا مقصود مرا حیزِ امکانی نہیں
ہیں سدا مصحفِ رخسار پہ آثارِ غضب | کیا کوئی آیۂ رحمت ترے قرآنی نہیں
چاہتا ہوں کوئی معشوقۂ عشاق نواز | اُسکا طالب ہوں کہ جو عالمِ امکانی نہیں
در و دیوار کو توڑا ہے ترے وحشی نے | اب تو گھر میں ڈھنڑا ہے جو بیاباں میں نہیں

کسی عاشق کا بندھا ہے دلِ مضطر شاید
آج کچھ بل جو ترے کاکلِ پیچاں میں نہیں

اُسکی میں آنکھ میں رہتا ہوں کھٹکتا ہر دم
کیا عجب خواب اگر چشمِ نگہباں میں نہیں

پاس آنیکا مرے کیوں نہ وہ کرتا وعدہ
جانتا ہے کہ یہ بچتا شبِ ہجراں میں نہیں

میں ہوں اُس صانعِ ایجاد کا گنجینۂ راز
یوں ہی بیکار میں اس منزل و یراں میں نہیں

ہاتھ جاتا ہے گریباں کیطرف کیوں مجروح
غیر کا ہاتھ اگر یار کے داماں میں نہیں

گریباں چاک ہے گلِ بوستاں میں
اثر کتنا ہے بلبل کی فغاں میں

قفسِ صیاد کا خالی پڑا ہے
نہوں بیچیں کیونکر آشیاں میں

زلیخا کی بجھی جاتی ہیں آنکھیں
کہیں یوسف نہو اس کارواں میں

دعائے وصل جا ابتو اثر تک
کیے نالوں نے روزن آسماں میں

کبھی آسودہ دل ہمتو نہ بیٹھے
کوئی ایسا بھی ہو شاید جہاں میں

سُنے گر طالعِ خفتہ کا قصہ
تو نیند آجائے چشمِ پاسباں میں

بہت غیروں کی ہولی آزمایش
کوئی پورا ابھی اُترا امتحاں میں

تمام اسبابِ دنیاوی کے بدلے
ہے اک بیر و نقی اپنی کماں میں

جہیں عشاق کی اُٹھتی نہیں ہے
غضب ہے جذب اُسکے آستاں میں

جہاں میں چیز کیا ہے اُس سے بہتر
جو بھیجی جائے اوسکو ارمغاں میں

کیا تھا روئے آتشناک کا وصف
پھپھولے پڑگئے اپنی زباں میں

یہ کس قیدی سے ہے آشفتہ خاطر
جو بل ہے کاکلِ عنبر فشاں میں

سُنا حالِ دلِ مجروح شبکو
کوئی حسرت سی حسرت تھی بیاں میں

میری بدخوئی کے بہانے ہیں
رنگ کچھ اور ہی دکھانے ہیں

رحم اے اضطراب رحم کہ آج
اُنکو زخمِ جگر دکھانے ہیں

کیسی نیند اور پاسباں کس کا
یاں نہ آنے کے سب بہانے ہیں

کر کے ایفائے عہد کا نذکور
اپنے احساں اور نہیں جتانے ہیں

اوسکی شوخی کی ہے کوئی حد بھی
اک نہ آنے کے سو بہانے ہیں

سر اوٹھانا وبال ہے اور یاں
ناز اونکے ابھی اوٹھانے ہیں

ظلم سے اُنکا پیٹ بھرنے تک
ہمکو تیغ و تبر ہی کھانے ہیں

ان بتوں ہی کو حسن دینا تھا
کیا خدائی کے کارخانے ہیں

الم و درد و رنج و بیتابی
یار اپنے یہی پرانے ہیں

کیا ہماری نماز کیا روزہ
بخشدینے کے سو بہانے ہیں

میں کروں جستجو کہاں جا کر
اُنکے تو سو جگہ ٹھکانے ہیں

قافیہ کو بدل کے اے مجروح
اور اشعار کچھ سنانے ہیں

کب وہ شوخی سے باز آتے ہیں
ہاتھ کی جا مجھے بناتے ہیں

ہاتھ دامن کو جب لگاتے ہیں
وہ مری دھجیاں اُڑاتے ہیں

وہ ان اٹھکیلیوں سے آتے ہیں
فتنۂ خفتہ جاگ جاتے ہیں

میرے مرنے کی سُنکے دو بولے
کب ہم ایسے دموں میں آتے ہیں

ہاتھ دُھو بیٹھے ہر غذا سے ہم
ہاں غمِ تازہ ہو تو کھاتے ہیں

وہ تو اکبار ہو گیا اے زلف
اب ترے پیچ میں کب آتے ہیں

دل پر آیا نہیں تو کیوں ہر دم
چپکے چپکے وہ مسکراتے ہیں

دیکھ کے تو حسرتِ پرواز
وہ مرے بال و پر اُڑاتے ہیں

یہ محل ذکر غیر کا کیا تھا
وہ مجھے جان کر جلاتے ہیں

میرا لاشہ اُٹھا چکے وہ تو
پاؤں سونا زسے اُٹھاتے ہیں

گرد جس جا سے ہیں غبار آلودہ
آبِ حجلت سے ہم نہاتے ہیں

وہ کنکھیوں سے دیکھ کر اپنا
التفاتِ نہاں جتاتے ہیں۔

جب سے سیدنا ہے اے مجروح
مجھکو صلوٰۃ وہ سناتے ہیں

ہیں کواکب جنس ارزاں بکوں گراں ہوں میں
جتنا ارزاں بکوں گراں ہوں میں

نہ یہاں اور نہ اب وہاں ہوں میں
کیا بتاؤں تمہیں جہاں ہوں میں

یاد میں ہے کسیکے استغراق
کون پہونچے جہاں وہاں ہوں میں

بدولے نغمہ سنجیٔ بلبل
کب سے گم کردہ آشیاں ہوں میں

ڈھب ہے یہ یار تک پہنچنے کا
کاش قاصد ہی کا بیاں ہوں میں

نے کی مانند خشک ہیں اعضا
کیوں نہ سر تا پا فغاں ہوں میں

لطف پایا ہے خاکساری میں
ہوں زمیں گو کہ آسماں ہوں میں

کسنے جلوہ دکھا دیا ہے آج
زمزمہ سنج الاماں ہوں میں

تا کجا تیز گامیاں بس کر
توسنِ شوق ہمعناں ہوں میں

گرد دیتی ہے کارواں کا پتا
یادگارِ گذشتگاں ہوں میں

جان کیونکر نثار مقدم ہو
اب وہ آئے کہ نیمجاں ہوں میں

کیا نہیں یا د برق کا گرنا
پھر بنا تا جو آشیاں ہوں میں

یہ سفر دیکھئے کہاں ہو تمام
مثل ریگ رواں رواں ہوں میں

کوئی اس عہد میں نہیں ہے شفیق
آپ اپنے پہ مہرباں ہوں میں

دیکھہ بچتا ئے گا نے کے مجھے
مایۂ نازشِ دُوکان ہوں میں

عشق میں سو بلائیں لیں سر پر
اپنے حق میں خود آسماں ہوں میں

قدر کیوں خوان دہر پر ہو مری
سیر ہے نا خواندہ مہماں ہوں میں

اول شب ہی ہجر میں اونکی
ڈھونڈ ہتا خنجر و سنداں ہوں میں

نہ تلا دے کے ڈر سے اے مجروح
دوسرا سنگ آستاں ہوں میں

میں آہ ہوں تو خونِ جگر میں طپیدہ ہوں
میں زخم ہوں تو سودۂ الماس دیدہ ہوں

کیوں کر رہوں میں چین سے کیا آرمیدہ ہوں
میں بحر غم میں کشتۂ طوفاں رسیدہ ہوں

طوفان جہل نے مرا جوہر مٹا دیا۔
میں کہ کتاب خوب ہوں پر آبدیدہ ہوں

میرا کسیکے دام میں آنا محال ہے
وہ صید ہوں کہ سایہ سے اپنے رمیدہ ہوں

کیا کیا نہ بعد مرگ کے آسایشیں ملیں
میں قبر میں مسافر منزل رسیدہ ہوں

ایذا کبھی کسیکی گوارا نہیں مجھے
ہوں خار رہ تو پاؤں میں اخلیدہ ہوں

دیکھہ لے رقیب سامنے آنا نہ تو مرے
میں مست روزگار ہیں تیغ کشیدہ ہوں

پورا ہوا نہ کوئی زمانہ سے اپنا کام۔
نالہ ہوں نیں اگر تو لب نارسیدہ ہوں

ہو طالب وصال نکیوں محو روئے یار
میں اُسکے آگے شبنم خورشید دیدہ ہوں

کچھہ ولکو اضطراب سے نسبت ہے اسقدر
آرام بھی بنوں تو نہیں آرمیدہ ہوں

صحرا و شہر میں مرا مسکن کہیں نہیں
اس دام گہہ میں طائر رنگ پریں ہوں

اس خاکدان کے طبع کو ہوتا نہیں لگاؤ
کس جوہر لطیف سے میں آفریں ہوں

یکساں ہے اس جہان میں وجود و عدم مرا
خواب مذیدہ و سخن ناشنیں ہوں

مجروح میرے حال کو کیا پوچھتے ہو تم
میں کیا ہوں ایک تمکش آفت رسیں ہوں

دل کی بیچینیاں گئیں نہ کہیں
ایک کھٹک سی رہی کہیں نہ کہیں

زہد کیا چیز ہے وفا کیسی
یہ تو باتیں ہی اب رہیں نہ کہیں

دلکو آرام اس کے تیں سے ہے
جائے یہ یار دل نشیں نہ کہیں

اتنا مردود ہوں کہ ڈر ہے مجھے
قبر سے پھینکدے زمیں نہ کہیں

لب شیریں ہے خوگر دشنام
تلخ دیکھا تھا انگبیں نہ کہیں

پانہ سر کا و سنگ در ہے یہ
تم سمجھنا مری جبیں نہ کہیں

بوسہ مانگا تو ہے پہ ڈرتا ہوں
حسب عادت کہے نہیں نہ کہیں

میں تو سمجھا ہوں عشق غیر غلط
اُنکو ہو جائے پر یقیں نہ کہیں

مجکو ڈر ہے کہ سنتے ہی سنتے
دل اُڑا لیویں یہ حسیں نہ کہیں

قہر ہوگا جدہر نظر ہوگی
اُٹھے وہ چشم سہر گیں نہ کہیں

خالی جائے یہ وہ بناؤ نہیں
آج جائینگے وہ کہیں نہ کہیں

آسماں سا نہو جہاں دشمن
ہمکو ایسی ملے زمیں نہ کہیں

اُسکا ملنا تو ہے بہت دشوار
گم ہوں اس راہ میں ہمیں کہیں

ہو نہ مایوس ہے تجسس شرط
وہ بھی بلجائینگے کہیں نہ کہیں

بزم مے کب ہیں چھوڑنے والے
ہونگے مجروح یہاں کہیں کہیں

آج نکلا جو آفتاب نہیں
اوسکے چہرہ پہ کیا نقاب نہیں

اسکے لینے میں اضطراب نہیں
آبجیوان ہے یہ شراب نہیں

بوسہ غیر و تمکو کیوں نہ دیجے گا
یہ مری بات کا جواب نہیں

اسکی زلفیں نبا رہے ہیں غیر
دلکو بیوجھ پیچ و تاب نہیں

ڈوبی اس بحر میں مری کشتی
موج کو جسمیں اضطراب نہیں

دل کی گھبراہٹیں معاذ اللہ
وہ بھی آئے تو اسکو تاب نہیں

کس سے سرگرمیاں ہیں صاحب
آج کیوں منہ پہ آب و تاب نہیں

شوخی آنکھوں سے ٹپکی پڑتی ہے
گو وہ ظاہر میں بیحجاب نہیں

کیا ترے لطف سے تلافی ہو
میری حسرت کا کچھ حساب نہیں

ہنسکے بولے سوال بوسے پر
ایسی باتوں کا یاں جواب نہیں

کسکو کہتے ہیں نیند بھر سونا
خواب میں بھی یہاں تو خواب نہیں

کیا ہے ایسا جو چپکے بیٹھے ہو
آج مجھپر بھی کچھ عتاب نہیں

پوچھیے مت مرا فسانۂ غم
اسکے سننے کی تمکو تاب نہیں

بخت اغیار بن گئی ہے چشم
دیکھنے کو بھی جسمیں خواب نہیں

اپنی ہی بے محل شکایت ہے
میرے شکووں کا کچھ جواب نہیں

وہ نگاہیں پھریں تو آفت ہے
یہ زمانیکا انقلاب نہیں

اپنے دل ہی میں دیکھ جو کچھ دیکھے
اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں

لاکھ شرم وحیا کے پردے ہیں | کیا ہوا منہ پہ گر نقاب نہیں

کیونکہ مجروح چین آئیگا۔
اتنو بے تابیوں کی تاب نہیں

[illegible] کی چھیڑ وہ طرارپن کہاں | تمکیں اگر یہی ہے تو لطفِ سخن کہاں
[illegible] اور کنج قفس کی صعوبتیں | وہ نغمہ سنجیاں وہ نشاطِ چمن کہاں
[illegible] اٹھائی ہے لذت کہ راہ میں | ہر اک سے پوچھتا ہوں کہے راہزن کہاں
[illegible] دوں | ہے سرد گوشۂ دل پہ وہ بانکپن کہاں
[illegible] ہے ہونٹ پہ دم تو آئے | پرسش کرے ہے ڈوب اعجاز فن کہاں
[illegible] اسکی سُنے ہے کب | سر پھوڑے اپنا جاکے بھلا کوہکن کہاں
[illegible] شاہد تو ہیں پہ ہائے | ساقی کیطرح حور میں مستانہ پن کہاں
[illegible] رہا | آیا خیال میں ہے وہ نازکبدن کہاں
[illegible] کوئی یا کہ خلد میں | جاتا ہے تیرے کوچہ سے یہ خستہ تن کہاں
[illegible] رہے منصور کیطرح | یہاں دلکو تابِ صدمۂ دار و رسن کہاں
[illegible] ہے مجھے | ٹھہریگا اک جہان کا بخ و محن کہاں

مجروح اُسکو دیکھکے معقول ہوگئے
حضرت گیا وہ آپکا دیوانہ پن کہاں

[illegible] کو جو احباب برا کہتے ہیں | کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں
[illegible] گرچہ توحید ہے پہ فرق اتنا ہے | ہم قضا کہتے ہیں وہ جسکو ادا کہتے ہیں
[illegible] وہ ہنگام غضب ہنس دینا | ایسی ہنسنے کو تو ہم ہونٹ چبا کہتے ہیں

کیا ہے آب دم خنجر سے وہ تیرے افروں
جسکو تعریف سے سب آب بقا کہتے ہیں

حال عشاق ہر اک دم ہے دگرگوں کرتا
پیچ ترے جلوے کو تیرنگ نما کہتے ہیں

جان دینے کے سوا اور بھی تدبیر کریں
ورنہ یہ بات تو ہم اُس سے سدا کہتے ہیں

طالب خلد ہیں اور آپ کو اسپر زاہد
سالک مسلک تسلیم رضا کہتے ہیں

دیدیا دل ہی تو بدگوئی کا شکوہ کیا ہے
آپ جو کچھ مجھے کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

جان لینے میں نہیں ہیں ملک الموت سے کم
ہاں وہی لب کہ جنہیں روح فزا کہتے ہیں

غیر اور یار سے سرگوشیاں ہوتی ہیں بہم
سچ ہے دنیا میں اسے بخت رسا کہتے ہیں

سیمتن اوسکو کوئی کہنے لگا کوئی پری
بولا مجروح سے پوچھو کہ وہ کیا کہتے ہیں

ہم جو برسوں میں کبھی آتے ہیں
آپ آپے سے نکل جاتے ہیں

چارہ گر کیوں یہ دوا لاتے ہیں
ہم کوئی دن کی ہوا کھاتے ہیں

بحر الفت میں نہیں کچھ معلوم
موج کیطرح کہاں جاتے ہیں

وعدہ کیا چیز ہے آنا کیسا
وہ یوہیں باتوں میں بہلاتے ہیں

خواب و آرام شب فرقت میں
ہوش کیطرح سے اوڑ جاتے ہیں

سب ہمیں عشق میں کہتے ہیں بُرا
آپ کیا دیکھئے فرماتے ہیں

ہے کڈھب راہ محبت پر ہم
ٹھوکریں کھا کے سنبھل جاتے ہیں

کسکی سُنتا ہے دل دوست پرست
آپ ناصح کے سمجھاتے ہیں

سخن تلخ ہے تیرا شمشیر
ہم تو اک بات میں مر جاتے ہیں

شوق سے شوق ہے کچھ منزل کا
راہبر سے بھی بڑھے جاتے ہیں

وہ سُنیں یا نہ سُنیں مالک ہیں
ہمتو اپنی سی کہے جاتے ہیں

دور ہے منزل مقصد اے خضر
آپ کیوں پیچھے رہے جاتے ہیں

جرأت شوق سے کیا بن آئے
وہ تو پہلے ہی سنبھل جاتے ہیں

کیونکہ کاٹوگے شب غم مجروح
آپ تو شام سے گھبرا تے ہیں

نہیں غیر کو ہیں سنانے کی باتیں
فقط ہیں یہ میرے جلانیکی باتیں

وہ اعدا کو چھوڑیں غلط ہے غلط
یہ ساری ہیں اُنکے دکھانیکی باتیں

رموز محبت سمجھتے ہیں عاشق
نہیں یہ ہر اک کے جتانیکی باتیں

طلب بوسہ زلف کرتے ہی بولے
نہ کیجے بہت مار کھانیکی باتیں

فقط ذکر مہر و وفا واں نہ کیجے
کرو اور ورنہ زمانیکی باتیں

مرے عرض مطلب کو سنکر وہ بولے
کہ پھر تو نے چھیڑیں ستانیکی باتیں

وہ گو تم نہ مانو پہ بہتر نہیں ہیں
ہر اک لحظہ یہ سوٹھ جانیکی باتیں

نہ سہل اسکو سمجھو پشیمان ہوگے
یہ مجروح کی ہیں سنانے کی باتیں

کیا غصہ میں آتا ہے جو کرتا ہوں گلا میں
خود آپ اونہیں چھیڑ کے لیتا ہوں مزا میں

فتنہ نے کہا دور ہی سے دیکھ کے اونکو
یہ آکے اگر نا سے بیٹھا تو اوٹھا میں

کیا پھول کے غنچے ہے سر شاخہ خنداں
سمجھا ہے اسیطرح گذاروں کا سدا میں

کیا تمکو بھی الفت ہے یہ کہدیجے سچ سچ
اسوقت نہیں وصل بس آپ ہیں یا میں

پاس اُنکے یہ بالیدہ میں ہوتا ہوں خوشی سے
آبیٹھنے کی اور کے رکھتا نہیں جا میں

ہمنے تو کسی رنگ میں نسبت کو نہ چھوڑا
وہ مجھسے خفا رہتے ہیں جینے سے خفا ہیں

کیا قہر ہے اُس چشم فسونساز کا انداز
اس رنگ سے دیکھا کہ نہ آپے میں رہا ہیں

خود رفتہ ہوا آتے ہوئے دیکھ کے اونکو
وہ آنکے ٹکنے بھی نہ پائے کہ چلا ہیں

کیا ضد ہے مرے ساتھ کہ غنچہ ہی گرایا
کھلنے بھی نہ پایا تھا ابھی باد صبا ہیں

ملتا ہے بھلا طائر خوش زمزمہ ہمسا
صیاد کی قسمت تھی بھلی آن پھنسا ہیں

یہہ دیکھئے شوخی جو کروں عرض تمنا
کس ناز سے کہتے ہیں کہ ہم تمسے خفا ہیں

تو اُس سے ڈراتا ہے کہ جو خیر محض ہے
واعظ ترے فقرے میں کب آتا ہوں بہلا ہیں

کیا خاک ہو تمیز اونہیں مہر و ستم میں
اونکی تو ہر اک بات پہ کہتا ہوں بجا ہیں

ہوں شمع سر راہ نہیں میرا بھروسا
جھونکا بھی ہوا کا اگر آیا تو بجھا ہیں

محفل میں نباہوں میں ترے عہد کی بنیا
تونے بھی مجھے گو کہ اوٹھایا نہ اُٹھا ہیں

کچھ وعدہ وصل اُسکا لگاتا تھا سہارا
گو اصل میں تھا جھوٹ پہ جیتا تو رہا ہیں

اب جسم ہی سب راکھ ہو ہراسمیں ہے کیا خاک
اخگر کیطرح اپنے ہی سوزش میں جلا ہیں

جب دیکھو گلے میں ہیں عدو کے تری بائیں
بیچارہ ترے ہاتھ سے رہتا ہوں سدا میں

کچھ پڑ تو گئی غیر کے گھر جانے میں کھنڈت
گھر سے وہ نکلتے ہی تھے باہر کہ بلا میں

مجروح مرے مصرعۂ سودا سے گئے ہوش
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں

ہے از بسکہ بیگانگی یار میں
ہم اقرار سمجھے ہیں انکار میں

نہ لیں کیوں اغیار اس واسطے
چلیں سکے بل ہم رہ یار میں

ادھر سے گذرتا ہے تیر نگاہ
عجب کیا جو روزن ہیں دیوار میں

اوسے جام جم کی نہیں احتیاج
صُراحی ہو دست فغ خوار میں

ٹھہر کر نشان قدم دیکھنا
مُحل ہے یہ سعی طلبگار میں

مرے دیکھنے کو اُٹھائی نگاہ
یہ طاقت کہاں چشم بیمار میں

نہیں ہوتے معلوم نقش قدم
یہ ہیں شوخیاں اُس کی رفتار میں

سدا گھل کے مرتے ہیں بیمارِ عشق
پنپتے نہیں ہیں اس آزار میں

اُسے کھینچ لاتا ہے ہر دم یہاں
غضب زور ہے نالۂ زار میں

یہ اُلفت بھی یار و عجب چیز ہے
کہ یوسف کو لائی ہے بازار میں

شبِ ہجر میں آنکھ لگنے نہ دی
وہ پھرتے رہے چشم بیدار میں

وہیں سب پہ ظاہر کرے نورِ حسن
وہ گر چھپکے آئیں شبِ تار میں

جھگڑتا ہوں ہر بات میں اسلئے
وہ ٹھیرے رہیں تاکہ تکرار میں

عیادت کی تکلیف اب کیا ضرور
رہا کیا ہے مجروح بیمار میں

کب شعلہ خیز نالۂ آتش فشاں نہیں
کب وجد ریز دیدۂ دریا نشاں نہیں

کس کی سمجھ میں آئینۂ نیرنگ ساز یاں
تم تو کہیں نہیں ہو مگر پر کہاں نہیں

ہٹ اسکا نام ہے کہ کوئی مرہی کیوں نجائے
پر ہاں نہیں زبان سے نکلے جہاں نہیں

میں اور دیر و کعبہ کو جاؤں خدا کی شان
کیا میرے بیٹھ رہنے کو وہ آستاں نہیں

ہے بدمزاجیو نپہ تو اپنی نثار جان
ہے یہ بھی جائے شکر کہ وہ مہرباں نہیں

زاری و بیقراری و خواری و بیکسی
قسمت اگر یہ ہی ہے تو کیا کیا گماں نہیں

گھڑتے ہیں یوں تو سینکڑوں باتیں مگر وہاں
چپ سے بیٹھتے ہیں کہ گویا زباں نہیں

اپنے غرورِ حسن سے دلدارِ ہے جہاں
اپنے تو وہم کا بھی گذارا جہاں نہیں

گھر میں بنا کر کے جو بیٹھے تو خود بخود
بولے کہ ایسے وقت میں وہ بدگماں نہیں

اخفائے رازِ مانعِ ساقی و مے ہوا
کچھ آج بزمِ وصل میں رنگینیاں نہیں

پایا جو شکوہ سنج مجھے درد و داغ کا
بولے کہ جسم پر تو ترے کچھ نشاں نہیں

بے بادہ مستیاں ہیں تو بے ساز و جد ہیں
طالب سبب کا یہ دلِ وحشت نہاں نہیں

کیوں برق اس طرح سے تڑپتی ہے دمبدم
شاید نظر میں اسکے مرا آشیاں نہیں

دل لے لیا لیا طلب جان ہے تو خیر
کچھ اتنی اتنی باتوں کی پروا یہاں نہیں

اک جام مے میں اور ہی عالم دکھا دیا
کیونکر کہوں عنایتِ پیرِ مغاں نہیں

اترائے چہرہ اور ہیں آنکھیں جھکی جھکی
کیا صحبتِ شبینہ کے ظاہر نشاں نہیں

اُس کے دہانِ تنگ کی تعریف کیا کرے
مجروح خوش زبان نہیں نکتہ داں نہیں

نقص نکلیں گے ماہ کامل میں
وہ اگر آگئے مقابل میں

فرطِ شوخی سے وہ نظر نہ پڑے
آئے بھی اور نہ آئے محفل میں

ہو جو ہمت تو سب کچھ آساں ہو
دقتیں ہیں جو کارِ مشکل میں

دیکھ کیفیتِ گدائے مغاں
کشتۂ مے ہے دستِ سائل میں

وہ اور آئیں مری عیادت کو
یوں کہو یہ بھی آگئی دل میں

دامِ کاکل میں خاک ہو آرام
ہو نہیں جکڑا ہوا سلاسل میں

وہ کریں میری یاد کیسی یاد
نام میرا ہے فردِ باطل میں

وہ تو منڈی ہے سرفروشوں کی۔
کیوں نہ جھگٹ ہو کوئے قاتل میں

نہیں دوستان عشرت کوش — کون دھومیں مچائے محفل میں
وہ تو رہتے نہیں ہیں پہر ہر دم — درد رہتا ہے اُنکا اس دل میں
روئے تاباں کے رشک سے تا صبح — جلتی رہتی ہے شمع محفل میں

سُن کے حالِ مصائب مجروح
اپنے تو چوٹ لگتی ہے دل میں

لیکے دل اور تمکو کام نہیں — یہ تو ہیچ ہے کچھ اتہام نہیں
میں تو بدنام ہوں ولے صاحب — تم بھی کچھ ایسے نیکنام نہیں
گر نہو شور حشر پا انداز — پاؤں رکھتا وہ خوشخرام نہیں
کیوں نہ الفت کو اب سلام کروں — وہ تو لیتے مرا سلام نہیں
دل ناحق شنو کے شکوے ہیں — آپ سے تو مرا کلام نہیں
حال ابتر مریضِ غم کا ہے — صبح گر بچ گیا تو شام نہیں
نگہہ نیم رس رہی ہمپر — ایک یہی لطف واں تمام نہیں
کیوں نہ قاتل ہو جنبش ابرو — تیغ براں ہے اور نیام نہیں
جان کر دی نثار پہلے ہی — ناشنو آپکا غلام نہیں
سچ ہے یہ بات ہیچ ہے وہ دہن — ہمکو بھی اُس میں کچھ کلام نہیں
سر و ساماں بہم نہیں ہوتے — اب اگر بادہ ہے تو جام نہیں
اپنی ہٹ کا وہ ہے بہت پورا — ہم پہ اک جور نا تمام نہیں

بادہ خواری کا شغل اے مجروح
گاہے ماہے ہے اب مدام نہیں

غضب میں قہر میں جور و جفا میں
مزا ملتا ہے اُنکی ہر ادا میں

شبِ وصلت بھی بے کاہش نہیں ہے
گذر جاتی ہے پہروں التجا میں

وہ خود اچھے نہیں غیر و نکا کیا ذکر
ہمیں ہے بحث اصلِ مدعا میں

سُنا کیا نالۂ مُرغِ گرفتار
کھٹک سی ہے دلِ درد آشنا میں

ہمیں محشر آگیا آتے ہی جو کا
یہ کس کی بُوئے دلکش تھی صبا میں

دمِ شمشیر پر اُس کا گذر ہے
چلو گر چل سکو راہِ وفا میں

جفا و جور کیجے فکر کیا ہے
ابھی تو ڈھیل ہے روزِ جزا میں

وہ رہتے ہیں انہیں فکر و تمنا
کہ نو ایجاد ہوں طرزِ جفا میں

نہیں تنہا عدو شاید ہیں ہمراہ
وہ لذت ہی نہیں آواز پا میں

ذرا دیکھو کہ وہ ترچھی نگاہیں
چلیں ڈوبی ہوئی شرم و حیا میں

نہایت عشق کی بھی دیکھ لینگے
اگر بچ جائے گی جاں ابتدا میں

اب اون کے جلوۂ پیہم نہیں ہیں
ہوئے ترمیم کچھ ناز و ادا میں

اوچٹ کر آپڑی غیر و نسے ہمپر
یہی جوہر تو ہے تیغِ جفا میں

کیا پابند زلفِ یار مجروح
پھنسایا تم نے دل کو کس بلا میں

دلِ سوزاں میں کیا آئے ہوئے ہیں
کہ گل کی طرح مُرجھائے ہوئے ہیں

ٹپکتی ہے شرارت چتونوں سے
وہ گو ظاہر میں شرمائے ہوئے ہیں

کھلے بالوں سے کب بچتا ہے کوئی
غضب کا جال پھیلائے ہوئے ہیں

وہ دیوانے کوئی ٹکتے ہیں گھر میں
مزے صحرا کے جو پائے ہوئے ہیں

عدو کے گھر سے یہاں آئینیں ہر چند
سنبھلتے ہیں پہ گھبرائے ہوئے ہیں

لگا ہیں سینہ سے دل لے اوڑنیگی
یہ عیار اُنکے بھوائے ہوئے ہیں

ستم ہے اسمیں ساقی کا نہونا۔
غضب کے ابر کچھ چھائے ہوئے ہیں

نہیں پروانے گردِ شمع پھرتے
مگر محفل میں وہ آئے ہوئے ہیں

نہو کیوں تیز مجھپر آتشِ قہر
رقیبوں کے وہ بھڑکائے ہوئے ہیں

مزاج گیسوئے پُرخم ہے برہم
جو آپ ہی آپ بل کھائے ہوئے ہیں

تعجب زا سنا یہ حال مجروح
کہ وہ آج آپمیں آئے ہوئے ہیں

دل میں قوت جگر میں تاب کہاں
اب وہ پہلا سا اضطراب کہاں

وہ سمائے ہوئے ہیں نظر و نمیں
اپنی آنکھونمیں جائے خواب کہاں

آنکھ نرگس کی خوب ہے لیکن
ہائے وہ چشمِ نیمخواب کہاں

دل ہی سمجھے ہے کچھ تڑپ مری
برق کو لطف اضطراب کہاں

اُس تغافل شعار کو ہمدم
خط تو لکھوں مگر جواب کہاں

وہ نگاہیں بھری ہیں شوخی سے
اوسمیں گنجائشِ حجاب کہاں

تم ہو بے مثل سچ تو ہے صاحب
ظلم میں آپ کا جواب کہاں

یہ ہجومِ نگہ کا پردہ ہے
رُخِ روشن پہ ہے نقاب کہاں

اُنکو ہے ربط غیر سے یکساں
وہ بگڑنا کہاں عتاب کہاں

کج ادائی یہ سب ہمیں تک تھی
اب زمانہ کو انقلاب کہاں

ربط غیروں سے اس طرح توڑیں
یہ نزاکت سے اون کو تاب کہاں

در میخانہ یہ رہا مجروح
آپ جاتے ہیں اے جناب کہاں

جانا زبس ضرور تھا اوس جلوہ گاہ میں
ہم دیر و کعبہ چھوڑ گئے دو نو راہ میں

اُسنے بلائی آنکھ نہ گھر میں نہ راہ میں
کیا کیا سبک ہُوا ہُوں عدو کی نگاہ میں

تنہا ہی ہمکو چھوڑ کے حضرت کہسک گئے
ایذا یہ پائی خضر نے اُلفت کی راہ میں

جب بوسہ لے لیا تو نہیں گالیونکا رنج
تعذیر محو ہو گئی ذوقِ گناہ میں

بھیجے ہیں پھول ادہر تو دے ہیں اُدہر کو جام
ہے بوئے عطر فتنہ تری خوابگاہ میں

انسان تو کیا ہے چاہ کو دیکھو کہ آجتک
کر دیدہ پر آب ہے یوسف کی چاہ میں

بے تیغ اک جہانکا ستمگر اُو کر دیا
کس بانکپن سے آئے ہیں وہ قتل گاہ میں

ٹھکرا بس اب نہ فتنۂ محشر کو ہر گھڑی
بیٹھا ہے آکے وہ ترے قد کی پناہ میں

صوفی نہ خانقاہ میں نہ رند دیر میں
مجمع ہے اک جہانکا تری جلوہ گاہ میں

ہیں چشمکیں عدو سے اثر تک اُسے نہیں
کیونکر کہوں کہ سحر ہے اُنکی نگاہ میں

نازاں ہے کسقدر وہ جفائے مدام پر
نزدیک اُسکے یہ بھی ہے داخل نباہ میں

فردوس میں تو اوسکے کہیں چھاؤں بھی نہیں
جلوے سما رہے ہیں جو اپنی نگاہ میں

لاتقنطوا نے خود لبِ گویا کیے عطا
ورنہ زبان لال تھی عذرِ گناہ میں

کیوں بار بار اُنکی خوشامد کریں کہ اب
اُمید ہی نہیں دلِ حسرت پناہ میں

شکوہ کو اُنکے روز جزا تک کہاں رکھوں
سو راخ پڑ رہے ہیں دلِ دادخواہ میں

اب خانۂ رقیب میں جانا محال ہے
تم تو لے ہوئے ہو ہماری نگاہ میں

یہ کہیئے روز فتنۂ تازہ کہانے آئیں
برقی وہاں تو رہتی ہے ہر دم پناہ میں

صیّاد دلفریب کی طرز نگہ تو دیکھ
بے دام سب اسیر ہوئے صید گاہ میں

تو غیر بھی اگر ہے تو بیگانگی کے ساتھ
آنکھوں پہ وہ رکھتے ہیں مجھ کو نگاہ میں

واں جا نکر گدا کوئی پُرساں نہیں مرا
کیا لطف ہے جو گذرے اسی اشتباہ میں

اپنی تو خاک ہو کے نہ خاک آبرو ہوئی
ہیں پائمال غیر سدا تیری راہ میں

مجروح کہیے ہنس ہنسو بولوں تا بہ کے
تم تو سدا رہو گے اسی آہ آہ میں ✤

یہ جو چپکے سے آئے بیٹھے ہیں
لاکھ فتنے اوٹھائے بیٹھے ہیں

وہ نہیں ہیں تو درد کو اون کے
سینہ سے ہم لگائے بیٹھے ہیں

یہ بھی کچھ جی میں آگئی ہو گی
کیا وہ میرے بٹھائے بیٹھے ہیں

تذکرہ وصل کا نہیں خالی
وہ بھی کچھ لطف پائے بیٹھے ہیں

مجکو مارا ہے پُر خجالت سے
وہ بھی گردن جھکائے بیٹھے ہیں

رنگ جمتا ہے یاں نہ آنے کا
یعنے مہندی لگائے بیٹھے ہیں

مجکو محفل میں دیکھکر بولے
آپ یاں کیونکہ آئے بیٹھے ہیں

خیر ہو ہیں بگاڑ کے آثار
کچھ وہ مونہ کو بنائے بیٹھے ہیں

غم ہمیں کھا رہا ہے تو کیا غم
ہم بھی تو غم کو کھائے بیٹھے ہیں

زد میں گر ہے عدو تو ہو وہ ہو
گھات مجھپر لگائے بیٹھے ہیں

کھوئے جانیکا اپنے دھیان نہیں
کچھ تو ایسا ہی پائے بیٹھے ہیں

شرم سے ہیں وہ لاکھ پردے میں
گو میرے پاس آئے بیٹھے ہیں

شمع ساں گو کھلے ہی جاتے ہیں
اُس سے پر لو لگائے بیٹھے ہیں

اُس گلیمیں بسانِ نقشِ قدم
ہم بھی پاؤں جمائے بیٹھے ہیں

ہو نہ اے شمع حسن پر نازاں
وہ بھی محفل میں آئے بیٹھے ہیں

شوخیاں خود ہیں پردہ ور اُنکی
کیوں وہ منہ کو چھپائے بیٹھے ہیں

فرد باطل سمجھ کے دنیا کو
نقش ہستی مٹائے بیٹھے ہیں

کیا ہے اُس خوشخرام کی آمد
فتنے جو جائے جائے بیٹھے ہیں

طور جس آگ نے جلایا تھا
ہم وہ دلمیں چھپائے بیٹھے ہیں

چشمکیں غیر سے دکھا دینگے
ہم بھی آنکھیں لڑائے بیٹھے ہیں

لاؤ بالی خرام ہے مجرح
وضع کیسی بنائے بیٹھے ہیں

کل تقدس مآب مسجد سے
آج رندوں میں آئے بیٹھے ہیں

جگر برشتہ نہیں آہ شعلہ تاب نہیں
کچھ آجکل تپ فرقت کو التہاب نہیں

نہو اگر رخ دلدار پر نقاب نہیں
یہاں حجاب نظارہ ہی کی تاب نہیں

کسی زمانمیں سو بحر خوں بہاتی تھیں
یہ آنکھیں جنمیں کہ اب دیکھنے کو آب نہیں

تری وفا سے تلافی کہاں تلک ہوگی
ہماری حسرت و ارمان کا کچھ حساب نہیں

وہ ہی رقیب ہے یکساں اُسکو ربط نہاں
ہماری ضد سے زمانیکو انقلاب نہیں

تم انکے دینے میں اتنا دریغ کرتے ہو
یہ گالیاں کوئی منصب نہیں خطاب نہیں

تمہاری تنگ دہانی پہ حرف آئے گا
سوال غیر کا دینا کبھی جواب نہیں

فروغ حسن نے پوشیدہ کر دیا اُسکو
ہماری دید کا مانع تیرا نقاب نہیں

لگاؤ دلکا نہ ہو جائے خلق پر ظاہر
یہ مصلحت ہے جو وہ ہے بیحجاب نہیں

وہ ہمسے آنجہ ملائیں کھاتے اونکو دماغ
میں اُنکو پاس بلاؤں تو مجھمیں تاب نہیں

شبِ فراق میں اندوہ رنج بیتابی۔
ہمارے پاس ہے کچھ یہ ایک خواب نہیں

ہمیں پوچھنے والونمیں اب نہیں گنتے
وہ بات بات پہ جڑکی نہیں عتاب نہیں

وہ یادِ غیر میں ہیں محو ورنہ کیا باعث
کہ میرے پاس ہیں اور اُنکو اضطراب نہیں

وہاں جو آئیگا واعظ وہ خاک پائے گا
تمہاری بزم میں ساقی نہیں شراب نہیں

وہ خندۂ نمکین کا مذاق کیا جانے
ابھی رقیب کا ہجراں سے دل کباب نہیں

یہ جسپہ گذرتی وہی جانتا ہے اے مجروح
کہ دل لگی سے فزوں تر کوئی عذاب نہیں

اوس سے رہتی جو چار آنکھیں ہیں
آفتِ روزگار آنکھیں ہیں

وہ جو آیا تو ہم سمجھکر خواب
ملتے کیا بار بار آنکھیں ہیں

نشہ کے سرخ سرخ ڈورے نے
یار کی لالہ زار آنکھیں ہیں

گل کھلاتے ہیں اشک غمی کے
رگِ ابر بہار آنکھیں ہیں

دیکھنا اوسکا چھٹ نہیں سکتا
اسمیں بے اختیار آنکھیں ہیں

کھچتے جاتے ہیں وہ تو کیوں اُنکا
کھینچتی انتظار آنکھیں ہیں

شورِ محشر دبا دیا جس نے
اوسکے وہ فتنہ کار آنکھیں ہیں

رہتی ہیں میرے حال پہ گریاں
اپنی تو غمگسار آنکھیں ہیں

اک نظر ہی سے کر دیا بیخود
قہر وہ پُر خمار آنکھیں ہیں

عقل والوں کو کر دیا بیخود
اوسکی وہ سحر کار آنکھیں ہیں

گلِ عارض کے اُسکے دور ہی سے
لوٹتی کیا بہار آنکھیں ہیں

خود وہ نازک ہے بوجھ کیونکر اوٹھی
پڑتی اوس پر ہزار آنکھیں ہیں

ایک پل بھی نہ گرا دے دیکھیں
ہوتیں کیا بیقرار آنکھیں ہیں

دلکو دیتا ہے کون بن دیکھے
عشق کی اصل کار آنکھیں ہیں

جلوۂ خاص سے نہ کہہ محروم
کب سے امیدوار آنکھیں ہیں

گرد پھرتی ہیں یار کے مجروح
یعنے ہوتی نثار آنکھیں ہیں

مگر کام میرا ادا دیکھتے ہیں
خوشی سے وہ آ آ کے کیا دیکھتے ہیں

عزیزوں کو نا آشنا دیکھتے ہیں
زمانہ کی بیڈھب ہوا دیکھتے ہیں

ثنا خواں اُنہیں غیر کا دیکھتے ہیں
یہی دیکھتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں

گئی قتل پر بھی نہ تاثیر ہجراں
بس اب تن سے سر کو جدا دیکھتے ہیں

قفس تک بھی لائے گل ہمتوا اپنا
ہوا خواہ تجھکو صبا دیکھتے ہیں

نشان بوسۂ غیر کا ہے لبو پر
سم آلود آب بقا دیکھتے ہیں

نہیں رنج کھانیکی اب دلمیں طاقت
طبیعت بہت بد مزا دیکھتے ہیں

وہ غصہ سے آئینہ کیونکر نہ توڑیں
کہ اپنا سا اک دوسرا دیکھتے ہیں

نہیں کوئی دنیا میں اُلفت سے خالی
کہ پتھر کو آہن رُبا دیکھتے ہیں

گلے سارے بیجا غضب سارے ناحق
اس اُلفت میں کیا کیا مزا دیکھتے ہیں

بظاہر تو آثار ہیں دشمنی کے
نگاہیں مگر مہر زا دیکھتے ہیں

نہیں اُنکا ثانی مگر اس جہاں میں
وہ بن بن کے آئینہ کیا دیکھتے ہیں

کیا عشق اور دل نے کہنا نہ مانا
اُسیکے تو حضرت سزا دیکھتے ہیں

حسینونکی تو قیر دیکھو کہ عاشق
وفا کرکے اُنکی جفا دیکھتے ہیں

کسیسے یہ ہے وقت ملنے کا تمکو
وہ مُڑمُڑکے اسوقت کیا دیکھتے ہیں

جو انسان تھے وہ گئے اب تو ہرسو
کچھہ حیوان انساں نما دیکھتے ہیں

نہیں وجہ خواہش سے کچھہ دلکی طالب
فقط وہ میرا حوصلا دیکھتے ہیں

نہیں مجھپہ گاہے نگاہ محبت
مگر ہاں وہ ہو کر خفا دیکھتے ہیں

نہیں دل رہا اپنے قابو میں ہمتو
تیری راہ اے دلربا دیکھتے ہیں

کریں خاک اسوقت میں عرض حاجت
اُنھیں پہلے ہی ہم خفا دیکھتے ہیں

نئی کیا ہے مجروح کی روتی صورت
یوں ہی اسکو غمگیں سدا دیکھتے ہیں

اُنکی باتو نپہ نہ جاؤ کہ یہ کیا جانتے ہیں
یہ تو بیٹھے ہوئے سو قتنے اُٹھا جانتے ہیں

ہو نہ ہر جائی یہ کہنا ہے غرض پر محمول
اصل مطلب تو ہے کیا اور وہ کیا جانتے ہیں

خود وہ بد ہے جو کسی اور کو کہتا ہے بُرا
نیک وہ ہیں جو بُروں کو بھی بھلا جانتے ہیں

چارہ کر سکتے ہیں کچھہ مُردہ دلونکا بھی مسیح
یہ تو مانا کہ وہ مُردے کو جِلا جانتے ہیں

سعی کی میری کسینے تو بہت اتر اکر
ہنسکے بولے کہ اُسے آپ ہی کیا جانتے ہیں

ہیں جو مشغول عمارات رفیع و محکم
کیا قیام اپنا یہیں اہل فنا جانتے ہیں

ہمکو وہ سر پہ بٹھاتے ہیں کہ اپنا خیال
یہ تو ذکر اونکا ہے جو قدر وفا جانتے ہیں

بوئے گل لائی ہے تو یار کے بو کے بدلے
اِس تیری چھیڑ کو ہم باد صبا جانتے ہیں

غیر اور یار سدا رہتے ہیں چسپاں باہم
کیوں یہ سب عرض سے جوہر کو جدا جانتے ہیں

یہ نئی بات ہے ہم اُسکے لب شیریں پر
مرتے ہیں اور اوسے آب بقا جانتے ہیں

بن بلائے جو وہ آجاتے ہیں شب ہمدم
کیا وہ سچ مچ میرے نالو نکو رسا جانتے ہیں

عرض حاجت پہ یہ کہتے ہیں کہ کیا حاجت ہے
تیرے مطلب کو تو ہم تجھسے سوا جانتے ہیں

ہائے قسمت وہ رہیں جانکے لیوا ہر دم
جنکے انفاس کو ہم روح فزا جانتے ہیں

قتل کرتے ہیں کسیکو تو کسیکو پامال
اور اس بات کو سیدھی سی ادا جانتے ہیں

ہے ہر اک شخص کسی بات سے آگاہ ضرور
کوئی مجرم سے پوچھو کہ یہ کیا جانتے ہیں

غبار خاطر دلدار ہوں میں
سبک جتنا ہوں اتنا بار ہوں میں

زمانہ اہل غفلت سے ہے لبریز
رہوں تنہا اگر ہشیار ہوں میں

دم رفتن جو اس پرفن نے ٹوکا
کہا فتنہ نے ہاں بیدار ہوں میں

نہ نیسے مرے وہ خوش ہے شاید
شکست خاطر اغیار ہوں میں

بڑھا دیتا ہوں ہم جنسو نکا رتبہ
مثال نقطہ گو بیکار ہوں میں

رقیب روسیہ مجھسے حذر کر
اودھر پڑنے میں ننگ و عار ہوں میں

تامل سے مجھے دیکھو تو جانو
کہ اک گنجینۂ اسرار ہوں میں

رکھوں چشم شفا اس چشم سے کیا
وہ کہتی ہے کہ خود بیمار ہوں میں

بجھے کس چین سے رکھتا ہوں دلمیں
غم جانا تیرا غمخوار ہوں میں

وہ پا نازک ہیں برگ گل سے پھر کیوں
پسا جاتا دم رفتار ہوں میں

نہیں زندہ تو مردہ بھی نہیں ہوں
ہلاک چشم جادو کار ہوں میں

کھوں کس طرح سے میں انکو ایجان
کہ اپنی جان سے بیزار ہوں میں

حقیقت ہی نہیں کہلتی ہے میری
عجب اک عقدۂ دشوار ہوں میں

نہیں مجروح شاہی کی تمنا
غلام حیدر کرار ہوں میں

خرابی خواہ وہ ہیں شاد ہوں میں
اوجڑنے کے لیے آباد ہوں میں

نہ چھوٹونگا کہ رنگین بال و پر سے
پسندِ خاطرِ صیاد ہوں میں

غمِ شیریں میں دیدے جان شیریں
نثارِ ہمتِ فرہاد ہوں میں

جگہ میری ہے کیوں ہر اک کے دل میں
مگر اوس بیوفا کی یاد ہوں میں

لگا دے منہ نہ مجکو نے کی مانند
سراپا نالہ و فریاد ہوں میں

رموزِ عشق کیا مجنوں سے پوچھوں
کہ ان باتوں میں خود استاد ہوں میں

جہاں کے شادی و غم درگزر ہیں
ملول اوس سے نہ اوس سے شاد ہوں میں

مجھے پوچھا جہاں خنجر کو دیکھا
اوسے بھولا نہیں ہوں یاد ہوں میں

سبھی سے یوں تو ہے مہر و محبت
فقط اک موردِ بیداد ہوں میں

ہوائے غیر اُسے ہر دم ہے مجروح
بھلا پھر کس لیے برباد ہوں میں

دکھہ دیئے جاؤیاں گریز نہیں
کیا پئے دادِ رستخیز نہیں

حسرتیں خام ہیں یہ نالۂ گرم
ہیں تو آتش پہ خاک تیز نہیں

درِ میخانہ بند ہے شاید
آج آوازۂ برنیز نہیں

استخواں ایک بھی نہیں ایسا
ضربِ غم سے جو ریز ریز نہیں

اتبو کچھ اور ہی نگاہیں ہیں
وہ نگہہ ہائے لطف خیز نہیں

ذبح کرتا ہے قاتلِ بے رحم
اوس چھری سے مجھے جو تیز نہیں

کوئے جاناں کیا نہیں کھنچی جو صبا آج عطر بیز نہیں
کہئے ہے آج کیا کہ مجھسے بھی گرم ہنگامۂ ستیز نہیں

لوگ خواہاں ابر ہیں مجروح
کیا تری چشم اشک ریز نہیں

کھٹکا رہا سحر کا شب وصل یار میں یاد فراق نے لطف نہ رکھا بہار میں
ملتے ہی ہو سکے وضع زبس خوئے یار میں آئے نکیوں مزا ستم روزگار میں
پژمردہ دل کدورت ایام نے کیا آئینہ اٹ رہا ہے یہ گرد و غبار میں
سوز دروں نے مجھکو کیا نخل آتشیں شعلے بھرے ہوئے ہیں مرے برگ و بار میں
میں ہوں وہ نخل تازہ بستان آرزو جسکو ہے باغبان نے کاٹا بہار میں
از بسکہ تیر آہ کا ہر دم رہا گذر سوراخ پڑ گئے مرے سنگ مزار میں
صحن چمن ہے یار ہے لا جلد ساقیا گلگوں شراب ساغر مینا نگار میں
اونکی مدد ہے دیدۂ خون نابہ ریز کو جو خوں ہیں حسرتیں دل امیدوار میں
آئینیں اوسکے دیر رہا تک ہوئی کہ ہم اپنے کو آپ بھول گئے انتظار میں
دلکو کہاں یہ تاب کہ وہ کم ہو ساقیا آب بقا ملا نہ مے خوشگوار میں
رکھتا نہیں وہ پاؤں زمیں پر یہ سچ تو ہے سر عاشقوں کے فرش ہیں اس رہگذار میں
شیطاں کا اوسکو جال بچھایا ہوا سمجھ دل مت پھنسا جہان کے نقش نگار میں
ہوتا نہیں ہے بد کا کوئی عضو بے بدی آتش میں جو جلن ہے وہی ہے شرار میں
کب دیکھیں چاک جیب سے فرصت ملے ہمیں دست جنوں کا وہیان ہے ایک ایک تار میں
سیماب و برق میں ہوئی جس سے کہ یہ تڑپ وہ اصل مادہ ہے دل بیقرار میں

گل سے تو لاکھ مرتبہ بہتر ہے روئے یار
بلبل پہ کیا ہے میں تو یہ کہدوں ہزار بار
ہر ایک جانتا ہے کہ مجھپر نظر پڑی
کیا شوخیاں ہیں اُس نگہ سحر کار میں

مجروح کیوں یہ فکر ہے ہوگا وہی ضرور
جو کچھ کہ ہے مشیت پروردگار میں

ردیف الواؤ

جبہہ سائی درِ عرش معلے دیکھو
زائرو آؤ مدینہ کا یہ رستا دیکھو
روضۂ پاک شہِ یثرب و بطحا دیکھو
خاص جو طور میں تھا یاں اُسی جا دیکھو
لبِ اعجاز بیاں کو نہیں دیتا جنبش
سامنے آپ کے آداب مسیحا دیکھو
مجلسِ خواجہ بلا قید ہے آؤ بیٹھو
پر فرشتو نسے بھی خالی جو کوئی جا دیکھو
خانۂ کعبہ میں کیا ہے جو مدینہ میں نہیں
سامنے آنکھ کے پردہ ہو تو پھر کیا دیکھو
قحزوہ جانتا ہے رہبری یثرب کو
آپ آجائیگا کیوں خضر کا رستا دیکھو
لمعۂ طور کی ہے چہرۂ انور میں جھلک
تاب دیدار اگر لاؤ تو موسے دیکھو
دیکھنا نورِ مجسم کا اگر ہو منظور
جلکے یثرب میں ضریحِ شہِ والا دیکھو
گر ہو وا چشمِ بصیرت تو درِ حضرت پر
میرے ہمراہ فرشتو نکو جبریں سا دیکھو
واہ کیا خوب مقابل میں درِ حضرت کے
خلد کو لائے ہیں تو اور تماشا دیکھو
طوطیا جانکے آنکھوں میں لگاتے ہیں ملک
رتبۂ خاکِ درِ سیدِ والا دیکھو
چاہتا ہے درِ حضرت پہ بچھائے آنکھیں
دل گستاخ کی یہ اور تمنا دیکھو
تم طلبگار جناں ہو تو مدینہ میں رہو
چپے چپے پہ درِ خلد یہاں وا دیکھو

ہے صفا خیز زبس لطف ہوائے شیراز — راز جو دلمیں نہاں ہیں اُنہیں پیدا دیکھو
سنگریزونکی جگہ بکھرے درِ حضرت پر — گھر تاج سرِ قیصر و دارا دیکھو

گلشنِ روضۂ اقدس میں لسانِ بلبل
روز مجمرِ وحِ کو تم زمزمہ پیرا دیکھو

نوید امن ہے اہل جہاں کو — ہمیں سے ضد ہے اتنو آسماں کو
تمہیں گر خوش زباں کہتا ہے صاحب — تو لو منہ میں ذرا میری زباں کو
بجا ہے اک جہاں کعبہ کا مشتاق — نہیں دیکھا تمہارے آستاں کو
فلک پر آپ کو کھینچی ہے بجلی — جلا کر میرے خار آشیاں کو
مرے کس کام کا ہے بخت خفتہ — اسے رشوت ہیں دو نگاہاں کو
فقط اک دوستداری میں تمہاری — کیا ہے ہمنے دشمن اک جہاں کو
ہنسی ٹھٹھا نہیں میرا تڑپنا — ہلا دوں گا زمین و آسماں کو
عنان عزم دست شوق میں ہے — کہو ہمیں کیا کہ جاؤں گا کہاں کو
زلیخا کی کشش کب چھوڑتی ہے — بس اب آیا ہی سمجھو کارواں کو
جو بوسہ قیمت دل کی تو بولے — خریدے کون اس جنس گراں کو
اُٹھانا رات دن بار نزاکت — بہت مشکل ہے اُس نازک میاں کو
نہ دیکھا ہو جو مہر شبنم آلود — تو دیکھو اسکے روئے خوفشاں کو
نہ اُٹھا نام تک میرا نگین سے — یہ اُٹھنا بار ہے مجھ ناتواں کو
نظر آتے ہیں آج آثار بیڈھب — بلاتے ہیں وہ ہر دم رازداں کو
سدا ٹھٹکا کیے آئے تو اوسدم — جب آتش لگ رہی تھی آشیاں کو

کہاں دل تنہا جو مجھ بیدل سے لیتے
یوں ہی تہمت لگی ہے دلستاں کو

میں اپنے خانہ برباد سے خوش ہوں
کھو نگا او نسے اب جاؤں کہاں کو

ہوا ہے آج یاں لیلا کا مذکور
نہ پہونچی یہ خبر اوس بدگماں کو

کہیں دشنام بھی رہتا ہے درپے
بس اب چپ ہو نہ کھلواؤ زباں کو

بُرا ہو جذب دل تیرا کہ تو نے
کیا بیچین اوس آرام جاں کو

جہاں میں شہرۂ نام آوری سے
نہیں ہے شوق عزلت پیشگاں کو

وہ عشقا کو بھی ہیں یہ نام دہر نے
کہ نام اُسنے کیا کھو کر نشاں کو

جو اوس کا روکنا ہے تمکو مجروح
نرو کو دیدۂ دریافشاں کو

کس سے تسکین دل ناشاد ہو
اونکو گر بھولیں تو کسکی یاد ہو

دلربائی کون سکھلائے تمہیں
تم تو ان باتوں کے خود اُستاد ہو

کچھ نہیں لذت پرائے جور میں
ابتو ظالم تو کوئی ایجاد ہو

ہمکو بے کھٹکے نہیں رہنا ضرور
دام رہ میں گھات میں صیاد ہو

میرے ہوتے میں بُلایا غیر کو
تم تو صاحب جامع اضداد ہو

غیر دلکو گر نہیں دیتا نہ دے
میں بجا لاؤں جو کچھ ارشاد ہو

ہے مزوں تلوار سے زخم دروں
ناصحو تم بدتر از جلاد ہو

غیر سے کرتے ہو بوسونکا سلوک
مجھسے مفلس کی بھی کچھ امداد ہو

پہلے کچھ آئے تھے جواب آوگے
جھوٹے وعدونسے کوئی کیا شاد ہو

حسرت دیدار کٹ جائے مری
تیز ایسا خنجر فولاد ہو

پائے شیریں میں اگر مہندی کی جا
کیا عجب خونِ سرِ فرہاد ہو

ایک جا پر چین سے بیٹھا تھے
کیا کرے گر مرغِ دل آزاد ہو

تارکِ اُلفت ہوں لب پہ دیکھئے
اوسکے مُو نہ دیکھے پہ کیا روداد ہو

تہا بُرا مجروح پر اتنا نہیں
جسکے مرنے کی مبارکباد ہو۔

اگر ہے بر سرِ مہر آسماں ہو
کبھی وہ بھی تو ہمپر مہرباں ہو

ملائیتہ یونہیں کچھ ہاں ہیں ہاں ہو
یہاں ہو پر خدا جانے کہاں ہو

تمہارا شکوہ اور میری زبانے
معاذ اللہ کتنے بدگماں ہو

علاجِ دردِ دل ممکن ہے لیکن
زباں کو بھی جو یارائے بیاں ہو

وہ ہے اپنا ہی گلزار رہتا
جہاں فصلِ بہار میں خزاں ہو

لکھوں گر اضطرابِ دل کا مضموں
تو بے قاصد کے خط اپنا رواں ہو

ہمیں شکوہ ہی اک بیدادگر کا
اب اسمیں آپ ہوں یا آسماں ہو

نہیں ملتے ہو پر ہو مطلبِ دل
اگر ہو بیوفا پر میری جاں ہو

عجب جا ہے جہانِ عشقبازی
جہاں نام لو شاں جا کر نشاں ہو

یہہ بے پر خار رہنے خوش ہی
اسی سے تا بنائے آشیاں ہو

ہماری تلخ کامی کو نکھو یا۔
یونہیں کہنے کے تم شیریں زباں ہو

زمین و آسمان کی برہمی کو
تمہارا حسن اور میری فغاں ہو

دل ایسے شوخ پُر فن کا ہے طالب
شرارت جسکے چہرے سے عیاں ہو

ٹپکتی ہو لگاوٹ چتون سے
جیا کچھ بیچی نظر وہ نہیں نہاں ہو

مجھے مجروح کیا دیر و حرم سے
یہ سر ہو اور اوسکا آستاں ہو

سانس بھی لیں نہ جسکا یہ ڈر ہو — وُہی آئینہ رو مکدّر ہو
ایسے دلکو قرار کیونکر ہو — جو کہ تسکیں سے اور مضطر ہو
نہ سہی لطف گر پسند نہیں — ہم کہینگے کہ تم ستمگر ہو
منتخب اونکے ناز ہوں کیونکر — ایک سے ایک جبکہ بہتر ہو
وُہی آئے نہ موت پھر کہیئے — دل کو آرام ہو تو کیونکر ہو
لطف تب آئیں رنگ لیونکے — غنچہ ساں جبکہ مشت میں زر ہو
کیوں مزا لیں نہ اونکی بکنت سے — قند ہو اور پھر مکرر ہو
میں ہوس پیشہ اور وہ مغرور — ہو تو صحبت برار کیونکر ہو
صحن گلزار بادۂ گلنار — ہے غنیمت اگر میسر ہو
واں ملاقات کیا بنے جسجا — آپ بیدل ہو یار دلبر ہو
اس لیے ہی تو چھپتے پھرتے ہیں اوسے — اپنے جامے سے تا کہ باہر ہو

اک فسردہ مزاج ہے مجروح
خوش کوئی اوس سے خاک ملکر ہو

دل درد آشنا دیا ہمکو — لو دیا بھی تو کیا دیا ہمکو
فلک کجخرام نے آخر — خاک ہی میں ملا دیا ہمکو
ایک جلوے نے اُس پریرو کی — اور عالم دکھا دیا ہمکو
اپنی فرقت کی دیکھ صناعی — غم کا پتلا بنا دیا ہمکو

بعد مدت پڑی یہ طرز خوشی
حال بدلے نے بنا دیا ہمکو

یاں تو دریا کشی کے دھوکے تے
اک نگہ نے چھکا دیا ہمکو

یار و اعدا میں تھے ہمیں پہ وہ
آخر اوسنے اوٹھا دیا ہمکو

مے کے دھوکے میں ہائے ساقی نے
آب حیوان پلا دیا ہمکو

ہم تمنائے وصل تھے کسکے
کیوں فلک نے مٹا دیا ہمکو

اُس قیامت خرام نے ہے ہے
پھر دوبارہ جلا دیا ہمکو

کیا تصور نے سحر سازی کے
اُسکو جھٹ پٹ دکھا دیا ہمکو

ایک دو اشک خوں بہائے چشم
تو نے دھبہ لگا دیا ہمکو

نامہ بر نے جواب کے بدلے
خط کے پُرزوں کو لا دیا ہمکو

اللہ اللہ نیستی نے کسکے
عیش سرمد بھلا دیا ہمکو

ہم تک آجائے کسطرح عشرت
گرد غم نے چھپا دیا ہمکو

لاکے ہستی سے دیر میں مجروح
اک غضب میں پھنسا دیا ہمکو

کام واں کیا حصول اپنا ہو
ہو یہ دھڑکا جہاں کہ اب کیا ہو

کیا عجب ہے کہ عقدۂ خاطر
کثرت بستگی سے خود وا ہو

دل کہیں کچھ بہرلے رجحانے
آمسرت اگر تری جا ہو

اس سے ہے مادر زمانہ عقیم
کیونکہ پھر قدردان پیدا ہو

حال ابتر مریض غم کا ہے
ابتو مر جائے یہ تو اچھا ہو

سعی کس کس اُمید کی کیجے
آدمی ایک اوس سے کیا کیا ہو

مرگ سے پھر بھلا اوسے کیا ڈر
جو جدائی میں روز مرتا ہو

سُنکے کہتے ہیں ذکر حور و پری
ایسا لاؤ جو کوئی ہما ہو

کیونکہ اُس پُر حجاب کو دیکھوں
آگے آنکھوں کے جبکہ پردا ہو

وہ تصور میں ہیں پہ ڈر ہے یہی
کہیں اِسکا نہ سب میں چرچا ہو

پھر کیوں اک جہان مرتا ہے
یہ تو مانا کہ تم مسیحا ہو

جان و دل سے ہیں وہ الگ رہتی
کیوں نہ نامہر مولنے پردا ہو

کارسازی ہو تا کجا مجروح
تم تو سرتا بپا مسیحا ہو

اسکے جو جو کہ خواہد ہیں وہ خود دیکھتے جاؤ
سچ کہا ہے یہ کسینے کہ پیو اور پلاؤ

ضبط سرکار میں ہونے کے لیئے چھوڑ نجاؤ
خوب ہی کھاؤ زر و مال کو اور خوب اُڑاؤ

تم میں اور غیر میں جو شبکو ہوئی ہے صحبت
خود کہے دیتا ہے وہ آپکی آنکھوں کا جھکاؤ

بیٹھنے کے نہیں قابل یہ سرائے ویراں
یہانسے توشہ کے اُٹھانیکے عوض ناؤ اوٹھاؤ

میں ہوں مخمور مجھے تاب کہاں ساقی
صاف ہو دُرد ہو جلدیسی جو ملجائے تو لاؤ

نہیں بیمار کو تکلیف زیادہ دینے
اپنی آنکھونکو مرے سامنے اتنا نہ جھکاؤ

ولیں آبیٹھیے اور سیر دو عالم کیجے
ہے بہت دور کا اس منزل ویراں سے دکھاؤ

منہ سے گر بات نکل جائے تو آفت آجائے
جو کہیں چپکے سنے جاؤ زباں کو نہ ہلاؤ

میں کہاں اور کہاں رات کا آنا پرہاں
تیرے گھر سے تو بہت غیر کے گھر کا ہے لگاؤ

اوکھڑے جاتے ہیں قدم دیکھ دلا نکی رنگت
اپنا اُس در پہ ہوا ہے نہ کبھی ہوگا جماؤ

دلکی آبادی کی اب فکر ہے بالکل ناحق
اب تو یاں دُور ہی ہوتا ہے سپہ غم کا پڑاؤ

بعد اک عمر کے گر عرض تمنا کیجے
وہ بگڑ کر یہی کہتے ہین کہا تین نہ بناؤ

گرچہ یہ جھوٹ فسانہ ہو ولے ہو دلچسپ
کہتے ہین اپنی کہانی مجھے تم روز سناؤ

ہون اگر اسکے عوض نیم نگہ کا خواہان
ہنسکے وہ کہتے ہین کچھ قیمت دل اور گھٹاؤ

اول عشق ہو دل کب ہے سمجھنے والا
ابھی زور و نپہ ہو اس بحر پر آفت کا چڑھاؤ

حال بھی کہتے اگر ہوش ٹھکانے ہوتے
یان تو حیرت ہو کہ تم اور مجھے پوچھنے آؤ

دم نکلنے کا الم کس سے سہا جاتا ہے
حرف تم جانیکا ایجان زبان ہی پہ نہ لاؤ

اونکو تو پاس محبت نہین اصلا لیکن
نبہہ سکے تمسے اگر حضرت دل اور نبھاؤ

زخم ہجران کی نہین اور تو دنیا مین دوا
مندمل وصل کے مرہم سے تو ہوتا ہی یہ گھاؤ

کب اوسے دیدۂ تر وعوی ہمچشمی سے
آہ آہ آنسو نہ تم ابر بہاری کو رولاؤ

اونکے آنیکے تصور مین یہی کہتا ہون
ای شب وعدہ نہو صبح وہ کرتے ہین بناؤ

وان کہت ہی نہین کیا جنس وفا لیجائین
اونکی سرکار مین اک جور و ستم کا ہی بناؤ

اب ہو مجروح محبت سے بہت گھبراتے
ہمتو پہلے ہی یہ کہتے تھے کہ دل کو نہ لگاؤ

تم یہ کیسے بلند ہمت ہو
ایک بوسہ پہ لا کہہ حجت ہو

حق سے کیا ہون دو کونکے طالب
کیا وہ مانگین جو تنگ ہمت ہو

ہم اوسے دوستی نہین کہتے
عذر کرینگی جسمین حاجت ہو

وہ پریرو ہی کیون ہو ہرجائی
آدمی ہو تو آدمیت ہو

کار مشکل ہو کس طرح آسان
جبکہ اپنا قصور ہمت ہو

بے صنم کے تو دل نہین لگتا
ہمنے مانا کہ باغ جنت ہو

صبر کیون آج دل مین آیا ہے — اس سے کہدو کہ یا نسے رخصت ہو
میرا مرنا سنا جو اوس بت نے — ہنسکے بولا غریق رحمت ہو
وہ مجھے جانکر جلاتے ہین — غیر سے تا کہ گرم صحبت ہو
کام آتا نہین طباق سا منہ — ماہ اوسکا سا قد و قامت ہو
عاشقی ہے یہ کوئی کھیل نہین — آشنا لب سے کیون شکایت ہو
بے نمک ہے یہ شرمگین رہنا — کچھ نہ تو معشوق مین شرارت ہو

خود بھی جاکر ملون تو کہتے ہین
تم تو مجروح بے مروت ہو

نہین ممکن کہ وصل جانان ہو — یہ وہ مشکل نہین جو آسان ہو
دیکھون پھر کیونکہ منہ چھپاتی ہین — گر وہ برقع مرا گریبان ہو
خونکے آنسو ہین رولاے فلک — گر مرا زخم دل بھی خندان ہو
دل بھی کیا ہو گیا ہے اوسکی زلف — آپ ہی آپ جو پریشان ہو
آدمی کیا جو چوٹ کھائے نہین — شیشہ دل شکست سامان ہو
دو ہون خوشدل یہ ہو نہین سکتا — گل جو خندان تو ابر گریان ہو

قطعہ

تشنہ ہون اور یہ حکم ہمت ہے — تف نہ کیجو گر آب حیوان ہو
ہے اگر تجکو آبرو رکھنی — تو کسی چیز کا نہ خواہان ہو

قطعہ

غم سے خالی وہ کس طرح بیٹھے — جسکے دلمین بھرا یہ ارمان ہو
یار سادہ ہو اور بط بادہ — وجد کرنے کو صحن بستان ہو
سامنے ہون صراحی و ساغر — ساقی بزم جرعہ افشان ہو

لحن دلکش سے مطرب مہوش — دل کا خواہان ہو جب غزلخوان ہو
ہے غرض یہ کہ خاطر عاشق — تب ہو شادان جب اتنا سامان ہو
طبع آزادہ کب ہو منت کش — کسکو پہلائے جب نہ دامان ہو

سمجھو اوس بت کے پیچ کیا مجروح
تم تو سید ہے سے اک مسلمان ہو

سمجھا ہے وہ اپنا سا رخ رشک قمر کو — کیون صدقہ مین وہ اپنے نہ دیدین گل تر کو
مین جانتا ہون چھپکے وہ جاتے ہین جدھر کو — پکڑونگا مین اکدن تری دزدیدہ نظر کو
ہم وصل مین بہی اوسکی نہین فکر سے خالی — مضمون کیطرح ڈہونڈہتے پہرتے ہین کمر کو
ایسی جو کٹی جلد یقین ہے شب وصلت — دامن سے بندہا لاے گریبان سحر کو
اوس کوچہ مین اسواسطے بستر ہے لگایا — تا ضد سے مرے بند کرے روزن در کو
بازار محبت کی رہ و رسم ہے اولٹی — ترجیح وہان نفع پہ دیتے ہین ضرر کو
دنیا کے طلبگار ہوئے دین کے بدلے — جاتا ہون کدہر اور مجہے جانا ہی کدہر کو
خالی تو نہ جائیگا یہ پہرون کا نکہرنا — ہمسے تو کہو آج ارادہ ہے کدہر کو
تب جانینگے حدت تری اے مہر قیامت — تو خشک جو کردیگا مرے دامن تر کو
خوش دیکہہ کے اونکو جو رکہا ہاتہہ بدنپر — کس ناز سے بولے کہ مرے پاس سے سرکو
قہر و غضب و خشم ہی وہان پیرو ہر کار — وہ عیب سمجہتے ہین عنایت کی نظر کو
کب ملتی ہی تاریکئی بیحد مین کوئی چیز — کسطرح شب ہجر مین ہم پائین سحر کو
مطلب کی کوئی بات نہ تا منہ سے نکالون — ہے حکم رقیبونکو نہ تم پاس سے سرکو
غیرون پہ تو کثرت ہے نہ ہو میرا ٹہکانا — آباد خدا رکہے ہمیشہ ترے گہر کو

وہ آنکھ ہی پہلی سی نہین ہی تری بیدید | مین تاڑتا رہتا ہون سد اطرز نظر کو

وہ آئین شب وعدہ سمجھ مین نہین آتا
مجروح تم آراستہ کیون کرتے ہو گھر کو

ردیف ہائے ہوز

خاتم انبیا رسول اللہ | نائب کبریا رسول اللہ
روے انور دکھا رسول اللہ | سارے جھگڑے چکا رسول اللہ
جس تجلی سے غش ہوئے موسی | ہے اوسی کی ضیا رسول اللہ
خود محمد ہے مشتق محمود | کیا ہے نام خدا رسول اللہ
حق کو پیدائش دو عالم سے | تھا فقط مدعا رسول اللہ
ہو گیا دو جہا مین بیڑا پار | صدق سے جب کہا رسول اللہ
دل ہی مشتاق جنت و دنیا | اپنا روضہ دکھا رسول اللہ
یان کسے ہی مجال گستاخی | ہے حبیب خدا رسول اللہ
خود خدا جسپہ بھیجتا ہے درود | وہ ہے صل علی رسول اللہ
کیون نہ عالم مین نور دین چمکے | ہادی اور آپ سا رسول اللہ
مہر ملتا ہے روشنی کے لیے | آپ کی خاک پا رسول اللہ
نہوا ہے نہ ہوگا عالم مین | آپسا کوئی ہا رسول اللہ
حکم ایزد سے ہر مسلماں کے | جانشین بہتر ہو یا رسول اللہ

رہے مجروح خستہ پر وایم

نگہہ لطف یا رسول اللہ

سایہ ہو کس طرح لب معجز نما کے ساتھہ
حضرت کو کچھہ لگاؤ نہ تنہا سوا کے ساتھہ

اب حد سے بڑھ گئین دل بیخود کی جرأتین
یہ اور اسکو عشق حبیب خدا کے ساتھہ

ذوق جمال و شوق خیال و امید یار
کتنے ہجوم ہین دل ہنگامہ زا کے ساتھہ

ہوتی نظر زخارف دنیا سے دون پہ کیا
تہا آپ کا تعلق خاطر خدا کے ساتھہ

وہ در ہو اور یاس خیال محال ہے
یان خود لگاؤ ٹین ہین اثر کو دعا کے ساتھہ

دوزخ کا کچھہ ہراس نہ کچھہ جرم کا خیال
ہم ہونگے ہین شافع روز جزا کے ساتھہ

بچھا تہا رہ مین معجزۂ عیسوی کا فرش
جب آپ آئے اوس لب معجز نما کے ساتھہ

یون جنگلون مین خاک اوڑانیسے فائدہ
کیون ہو لیے نہ خضر مرے رہنما کے ساتھہ

سر پھوڑین کیون نہ رشک سے کروبیان عرش
میری جبین کو عشق ہے اوس نقش پا کے ساتھہ

جسکو در حضور پہ جانا ہو جلد تر
ہو لے وہ ایک دم مرے شوق رسا کے ساتھہ

بیٹھے ہو کیون خموش لیے جاؤ نام پاک
آتا ہے دل کو چین مرے اس صدا کے ساتھہ

ذرّہ کو مہر خاک کو زر چاہو سو کرو
الحق رضا ہے حق ہے تمہاری رضا کے ساتھہ

نشتر شکن صدا ہو غم آل مصطفےٰ
کچھہ چھیڑ سی رہے دل درد آشنا کے ساتھہ

اچھے مراد بخش کا تا کا در عطا
یثرب کو ہم چلے دل حسرت فزا کے ساتھہ

اُسمین امین وحی کو بیگانگی سی ہے
ہین خاص نسبتین جو نبی کو خدا کے ساتھہ

اللہ و مصطفےٰ سے جدائی نہ جاننا
یان ہے وہی ظہور و لیکن خفا کے ساتھہ

مجروح کی دعا ہے کہ ہنگام اختصار
یہ جان نکلے نعرۂ یا مصطفےٰ کے ساتھہ

غموں کے زور جان زار سے پوچھ
مرض کی سختیاں بیمار سے پوچھ

اوسے سو مرتبہ لاتے ہیں یاں تک
مری بیچینیوں کو یار سے پوچھ

وہ شاید وعدہ یاں آنے کا کرلے
ارے قاصد ذرا تکرار سے پوچھ

ہمارے خاکمیں ملنے کا باعث
کسی کی شوخیٔ رفتار سے پوچھ

جدائی کے الم وصلت کے آرام
وہ مجھسے پوچھ یہ اغیار سے پوچھ

یکایک دل گیا سینے سے کس جا
یہ حال اُس چشم جادو کار سے پوچھ

دلِ خونی کا جو کچھ ماجرا ہے
وہ میرے دیدۂ خونبار سے پوچھ

دلِ عاشق کو اُلجھاتا ہے کیونکر
یہ حال اُس طرۂ طرار سے پوچھ

مے و ساقی سے کیا واقف ہے زاہد
یہ کیفیت کسی مے خوار سے پوچھ

کوئی کیا حسرت جاوید جانے
یہ اوسکے طالب دیدار سے پوچھ

نکلداں اوس دہانِ تنگ کا دیکھ
اور اوسکے لطف مجھ افگار سے پوچھ

حیا میں لاکھ شوخی کا برتنا
کسیکے چشم جادو کار سے پوچھ

عجب نکتے ہیں عشق و عاشقی کے
تو اوسکے واقف اسرار سے پوچھ

کسیکے نشتر مژگاں کی کاوش
دلِ مجروح جان زار سے پوچھ

چھپکے پینے نہ پہر دکھایا منہ
کھل گیا خواب میں جو اوسکا منہ

پینے بوسہ طلب کیا تو کھا۔
وہ ہو تو رکھو ذرا تم اپنا منہ

ہے اک عالم کو دیکھنے کا شوق
عید کا چاند ہے تمہارا منہ

خیر ہے دل کہیں لگا بیٹھے
کیوں ہے اوترا ہوا تمہارا منہ

آئینہ سے نصیب ہیں مکسے
دیکھ لیتا ہے روز اونکا منہ ۲
بات تک بھی کبھی نہیں کرتے
تمنے کیا سی رکھا ہے اپنا منہ
کبھی زلفوں کو دل نہ دیں اپنا
ہیچ میں ہو نہ گر تمہارا منہ ۳
اوس کا منہ دیکھنا نصیب ہوا
صبح دیکھا تھا آج کسکا منہ ۴
لپٹیں لگتی ہیں روز آہو نکی
شب غم کا نہ کیوں ہو کالا منہ ۵
برق اپنی نذر میں کو ندگئی
کسنے غرفہ سے یہ نکالا منہ ۶
ساری محفل کی کج رُخی دیکھی
اک فقط تھا ہمیں تمہارا منہ

اوس کی محفل میں بے بسی سے کل
تک تا مجروح تھا ہر اک کا مُنہ

ردیف یائے تحتانی

شبِ معراج شاہ انس و جاں ہے
بہت اپنے پہ نازاں آسماں ہے
حبیب خاص کی ہے آمد آمد۔
خدا اس دم نہایت شادماں ہے
سواری میں براق برق رفتار
غضب کچھ گرم خیزی سے رواں ہے
جلو داری میں خود ناموس اکبر
ندائے ترقوسے تر زباں ہے
وہ خوشبوئے سمن زار رسالت
معطر ساز گلزار جناں ہے
جبیر آگین اطباق سماوات
کھلا خلد بریں کا عطر داں ہے
ہوئی ہے روشنی اس شب میں ایسی
کہ ظاہر دل کا سب راز نہاں ہے
تجلی زار ہے سر تا سر خاک
ہر اک ذرہ سے مہر و مہ عیاں ہے

ترنّم ریز یئے مرغان جنت — ندائے خیر مقدم کا نشان ہے
بچھے ہین زیر پا بال ملایک — اور اوپر نور حق کا سائبان ہے
مگر ہو پائے اقدس سے سرافراز — اسی حسرت مین فرق فرقدان ہے
شرف ہے ختم ختم المرسلین پر — بھلا کس کا ہوا یہ عزو شان ہے
وہ خواہان جسکا اک عالم ہی خواہان — وہ طالب جو کہ مطلوب جہان ہے
خدا جسکی کرے خود میزبانی — کہو کیسا معزز میہمان ہے
ہوا ثابت یہ معراج نبی سے — کہ واں کوئی نہین ہو وہ جہان ہے
ندائے قرب فھی نزدیک آؤ — ہمین قوسین کی دوری گران ہے
تری درگہ مین مجروح حزین کی — یہ عرض اے رہنمائے انس وجان ہے

مدینے اسکو پہنچا دے کہ کب سے
بھٹکتا یہ غبار ناتوان ہے

بشر کا کسکو حضرت پر گمان ہے — خدا کا نور پردہ سے عیان ہے
قدم رکھا ہے اوسکے در پہ شاید — مرے پاؤنکے نیچے آسمان ہے
بیان کرتا ہون اوصاف محمد — خدا گویا مرا ہمداستان ہے
محمد افتخار مرسلین ہے — محمد پیشوائے انس وجان ہے
وہ ہے علم لدنی کا مفسر — وہ اسرار خدا کا ترجمان ہے
وہ ہی دنیا کی پیدائش کا باعث — وہ آدم کا چراغ دودمان ہے
ہی ان دونو کا باہم نفی واثبات — ولا سے اوسکے ایمان تو امان ہے
ہوا گرم اوسکا بازار شفاعت — پتا اب جنس عصیان کا کہان ہے

شجر سے تا حجر ساجد ہیں اوسکے — وہ عبدیت میں معبود جہاں ہے
نہیں ہے فرق احمد اور احد میں — فقط اک میم مظہر درمیاں ہے
یہ ہے نسبت اسے ذاتِ خدا سے — کہ وہ پنہاں ہے یہ سب میں عیاں ہے
ہوا ثابت یہ پیدائش سے اُسکے — خدا بندہ نپہ اپنے مہرباں ہے
کہوں کیا خوبیٔ شکلِ مبارک — کہ اوسپر ناز خلاقِ جہاں ہے
جبیں ہوگی فرشتونکی اوسی جا — نشانِ پا کا اُسکے یہ نشاں ہے
قدم رکھینگے دوزخ میں نہ ہرگز — اگر پائے مبارک درمیاں ہے
یہ سب اُسکی صفاتِ ظاہری ہے — حقیقت سے کوئی واقف کہاں ہے
ہیں اس آرام میں شیر کے ساکن — کہ انکو خلد میں جانا گراں ہے
فرشتے کیوں نہ آنکھونمیں لگائیں — مدینہ کی یہ گردِ کاروان ہے
مگر ہو قصرِ شوکت تک رسائی — تحت پایاں سر و ہم و گماں ہے
جب اُسپر روضۂ اقدس کو دیکھا — تو شرمایا زمیں سے آسماں ہے
علوِ حوصلہ لازم ہے اوسکو — یہ مدح شاہ گردوں آستاں ہے
اُسے کیا ڈھونڈتے ہو لامکاں پر — خیال اسدم خدا جانے کہاں ہے
بشر تو کیا ملایک سُن رہے ہیں — یہ نعتِ سرورِ دیں کا بیاں ہے
خطر کیا مہرِ محشر سے ہے اُنکو — جنہیں اُسکے ولا کا سائباں ہے
اغثنی یا رسول اللہ اغثنی — بہت رنجوں میں جانِ ناتواں ہے
ہے اُس میں یادِ اسپر نام احمد — وہ دل کا شغل یہ ورد زباں ہے
وہ امی سے گر قلبِ مصفا — علوم لاتناہی کا مکاں ہے

گنہگاری سی کیوں ڈرتا ہے مجروح
ترا مولا شفیع الس و جاں ہے

یہ روزِ مولدِ سلطاں دیں ہے
یہ دن عیدِ سُرورِ مومنیں ہے

قدم اوسکا ہوا زینت دہِ خاک
کہ جسکے زیرِ پا عرشِ بریں ہے

ہوا پیدا وہ نام آور جہاں میں
نبوت کے جو خاتم کا نگیں ہے

ہوا طالع وہ خورشیدِ جہانتاب
کہ جسکے نور میں سایہ نہیں ہے

وہ چمکا نور اُس ظلمت سرا میں
جو اوجِ قرب کا ماہ مبیں ہے

ہوا پرتو فگن وہ نور ایزد
کہ جو ظلمت زدائے کفر کیں ہے

بڑھائی پائے اقدس نے یہ عزت
کہ رشکِ عرش مکہ کی زمیں ہے

یہی ہے چار سو مکہ میں آواز
کہ اب خوبی دو عالم کی یہیں ہے

وہ کشاف حقایق جسکی ہر بات
تسلی بخش ارباب یقیں ہے

وہ ابرِ فیض جسکی ذات اقدس
بھارِ اول و تخلِ پسیں ہے

برائے غسل لایا آبِ جنت
یہ وجہ نازشِ روح الامیں ہے

ہمیشہ کحل ما زاغ البصر سے
مکحل چشمِ اعجاز آفریں ہے

نہیں کیا کچھ خدائی میں خدا کی
مگر اک آپکا ثانی نہیں ہے

رسالت ذکر وحدت میں ہے مدغم
جہاں حق ہے محمدؐ بھی وہیں ہے

وظیفہ ہے یہی شیطان کا ہر دم
کہ احمد رحمت اللعالمیں ہے

خدا سے دیکھئے نسبت نبی کی
یہ رحمت ہے وہ رب العالمیں ہے

خدا غفار اور احمد ہے مختار
ہمیں اب خوفِ محشر کا نہیں ہے

بھلا میں کون اور کیا میرے عصیاں
مرا مولا شفیع المذنبیں ہے

نگاہِ لطف ہو مولا کی اب تو
بہت مضطر دلِ اندوہگیں ہے

چلو مجروح اب مولا کے در پر
کہ خوبی دین و دنیا کی وہیں ہے

کیا کہوں میں کہ کیا محمدؐ ہے
ایک نورِ خدا محمدؐ ہے

محفلِ قرب کی خبر کس کو
داں تو اللہ یا محمدؐ ہے

یہ فقط نقص دید ہے ورنہ
کیا خدا سے جدا محمدؐ ہے

کس کو باریک بینیاں اتنی
کون سمجھے کہ کیا محمدؐ ہے

عبد اصنام کیوں نہ دشمن ہوں
دوست اللہ کا محمدؐ ہے

عاصیانِ سقیم کو مژدہ
کہ شفیع الورا محمدؐ ہے

ہو نہ کیونکر حیات جاوید
ذات حق میں فنا محمدؐ ہے

اُس سے جھلکے ہے نورِ یزدانی
جوہرِ حق نما محمدؐ ہے

اور بھی گو ہوئے خلیل و کلیم
پر حبیب خدا محمدؐ ہے

مقتدا یا نہ گام فرسا ہے
خضرِ راہِ ہُدا محمدؐ ہے

میرے دل کے نگیں پہ اے مجروح
نقش صلِ علےٰ محمدؐ ہے

محمدؐ نورِ ذاتِ کبریا ہے
خدا سے کم ہے اور سب سے سوا ہے

بجز احمد یہ کس کا مرتبا ہے
کہ ہر اک پیشوا کا پیشوا ہے

وہ بحرِ فضل ہے اُسکا کہ جسکے
ہر اک قطرہ میں اک دریا بہرا ہے

وہ اصل مدعا جسکے سبب سے — وجودِ آدم و حوّا ہوا ہے
وہ بحرِ نور جسکا حسن طلعت — تجلی زارِ انوارِ خدا ہے
وہ شہرِ اعظم علم اسکے — کہ در جسکا علی مرتضا ہے
نہ جس گمراہ کو ہو حب حیدر — وہ مردود در خیر الورا ہے
مقام قرب ہے توہین اُسکا — خدا سے گرچہ ظاہر میں جدا ہے
محمدؐ کہتے ہی آتا ہے آرام — عجب یہ نام بھی نام خدا ہے
ملایک کسطرح بے اذن آئیں — سمجھتے ہیں در خیر الورا ہے
کہیے کیا لیا نام مبارک — لب جبریل پر صل علیٰ ہے
وہاں ہر مردہ دل ہوتا ہے زندہ — مدینہ کی عجب آب و ہوا ہے
نہیں دشوار اب شیر کا جانا — محرک شوق طاقت آزما ہے

نگاہ لطف یا مولا کہ مجروح
تمہارے در کا اک ادنے گدا ہے

در خیر الورا پہ جا جلدی — باغ جنت کو دیکھ آ جلدی
تیز رو گرچہ ہے شمال و صبا — پاؤں اُنسے بھی کچھ اُٹھا جلدی
پاؤں چلنے میں گر کریں سستی — سر سے اپنے کار پا جلدی
در سرور پہ جبہہ سائی کی — کر رہے ہیں ملائکہ جلدی
شب معراج کا نہ پوچھو حال — طے ہوا کیا یہ مرحلہ جلدی
آسماں پر براق برق لنب — نگہہ تیز سے گیا جلدی
اور ہنگام واپسی حضور — اونے پہلے سی کی سوا جلدی

گرم بستر ہی تھا کہ آ پہنچے
اس سے بس ہوگی اور کیا جلدی

مضطرب ہو کبیان قبلہ نما
مکہ دکھلائے اب خدا جلدی

دل مجروح ہو نشاط آباد
گر بر آئے یہ مدعا جلدی

جس نے اے خیر الورا دیکھا تجھے
جز خدا اس سے سوا دیکھا تجھے

پیشوائے خلق و محو یاد حق
سب میں اور سب سے جدا دیکھا تجھے

حشر میں جنت میں یا بین صراط
حکم فرما جا بجا دیکھا تجھے

اے خانہ پاک رسول
محیط وحیئے خدا دیکھا تجھے

تو نہ تا گر تو پھر ہوتا ہی کون
باعث ہر دو سرا دیکھا تجھے

اے خوشا بخت رسا اوس چشم کے
جسے اے شمس الضحے دیکھا تجھے

کب جمے برق تجلی پر نظر
کس نے اے نور خدا دیکھا تجھے

کیا ہی بیزداں خوش ہوا معراج میں
پاس جب بیٹھا ہوا دیکھا تجھے

واہ وا اے خاک پائے مصطفے
سارے دردونکی دوا دیکھا تجھے

نور اول میں رسالت میں اخیر
ابتدا و انتہا دیکھا تجھے

جمع تھے اقصے میں سارے انبیا
وہاں بھی سبکا پیشوا دیکھا تجھے

آقا علی مطاع علی مقتدا علی
مولا علی امام علی پیشوا علی

چاک خرام عرصہ گہہ لافتا علی
سلطان اولیا شہ خیبر کشا علی

اللہ رے نام مرتضوی کا علوی اثر
اعلی کے اسم پاک سے مشتق ہوا علی

طوفان حادثات سے اے دل نہ فکر کر
اس بحرِ غم سے پار ہو اب کہکے یا علیؑ

کیا فکر اسکو دشمن رو بہ خصال کے
آقا ہو جبکا شیر خدا مرتضیٰ علیؑ

کیا پوچھتے ہو اس دلِ اُلفت پسند کا
مقصد علی مرام علی مدعا علیؑ

ہوتا ہے جب مصیبت عظمیٰ کا سامنا
بے اختیار منہ سے نکلتا ہے یا علی

اکسیر کی اُمید میں کیوں خاک چھانیئے
لے لیجئے نہ خاک درِ مرتضےٰ علی

سرتاج اولیا اُسے کیونکر نہ جانیئے
تھا بحرِ معرفت کا دُرِ بے بہا علی

ظاہر میں ہے وہ پیکرِ خاکی میں جلوہ گر
باطن میں ہے نہیں ہے خدا سے جدا علی

جو دوشِ پاک مصطفوی پر ہوا سوار
دنیا میں کون ہے وہ بجز مرتضیٰ علی

قسام خلد و نار نہ کیونکر وہ ہو کہ ہے
مختارِ کارخانۂ ربِّ علےٰ علی

ظاہر ہو دین حق کہ ہوا کفر ناپدید
پنہاں ہو جلد شرک کہ پیدا ہوا علی

اُس دشت گنج ریز سے کیا بخششیں ہوئیں
ہے منبعِ عطا و سحابِ سخا علی

دیں میں گناہ گار کا وہ ضامنِ نجات
دنیا میں بستہ کار کا حاجت روا علی

ہے بزم میں وہ مظہرِ الطافِ کردگار
اور رزم میں ہے مظہرِ قہرِ خدا علی

مجروحِ خستہ جاں کی شب و روز ہے دعا
سینہ میں دم ہو اور زباں پر ہو یا علی

گوہر تاجِ انما ہے علی
جوہر تیغِ لافتا ہے علی

مالکِ کارخانۂ تقدیر
یا تو خیر الورا ہے یا ہے علی

وصل و حق میں اور حق اویس
خانماں سوزِ ماسوا ہے علی

کب گذرتی ہے بے یہاں گذرے
در علومِ رسول کا ہے علی

جُملاگر بھٹک رہے ہیں تو کیا
حق شناسوں کا پیشوا ہے علی

اہلِ دنیا نے خود پرستی کی
کچھ نہ سمجھا کوئی کہ کیا ہے علی

ہے یہاں تابِ دم زدن کسکو
نفسِ پیغمبر خدا ہے علی

شیر ہے وہی نجات سلماں کو
کیوں نہ ضیغم خدا ہے علی

آلِ احمدؐ کا جو سفینہ ہے
اُس سفینہ کا ناخدا ہے علی

غیر کا یاں گذار ہو کیونکر
اپنے دلمیں سما رہا ہے علی

ہے وہ مقصد برار ہر دو جہان
راست بازوں کا مدعا ہے علی

کار بستہ کا غم نہ کر مجروح
تیرا مشکل کشا سدا ہے علی

نجف میں رہے کربلا میں رہے
مقاماتِ حاجت روا میں رہے

رہا سر پہ سایہ ورثاہ کا
نصیبے سے ظلِّ ہُما میں رہے

بلا سے جو دنیا کے چاہی نجات
وہ سب چھوڑ کر کربلا میں رہے

یہاں ہر جگہ ہے تجلّیٔ طور
شب و روز نور و ضیا میں رہے

جہاں ہے ہر اک نونہال نبی
ہم اُس گلشنِ جانفزا میں رہے

کبھی خیمہ گہہ میں کبھی صحن میں
کبھی گنبدِ عرش سا میں رہے

ہوئی اون کی قیر و لنے قربتجے
سدا جو کہ قربِ خدا میں رہے

دعا ہے کہ مجروحؔ سکیں سدا
امانِ شہ لافتا میں رہے

کیا حال دل اس شوخ ستمگر سے کہا جائے
جو جنبشِ لب دیکھتے ہی بات کو پا جائے

شبنم نہ تھے دیکھے کے خورشید کو سچ ہے
جب سامنے یار آئے تو پھر کیونکہ رہا جائے

میں جا وہ متروک کی مانند پڑا ہوں
شاید وہ ادھر بھولے سے آجائی تو آجائے

مٹجائے ابھی کافر و دیندار کا جھگڑا
گر وہ رخ دلکش کو ذرا اپنے دکھا جائے

اس دل ہی نے سب کام بگاڑے ہیں وگرنہ
وہ راہ پہ آجائے اگر صبر کیا جائے

اک پیر ستم دیدہ کی آنکھیں سے دریں
کنعان کیطرف دیکھے کب باد صبا جائے

گم کردہ رہ شوق ہیں کیا ساتھ ہمارا
رہبر سے کہو خیر سے گھر اپنے چلا جائے

افسردہ یہ ہوں گرمی محفل اسی سمجھوں
وہ شمع صفت آکے اگر مجکو جلا جائے

اب مرنیکی طاقت ترے بیمار میں کب ہے
اس ضعف میں مشکل ہے کہ دنیا سی اٹھا جائے

دل سینہ جگر سب ہے تو وقف غم دلدار
کس کس کا بھلا حسرت و افسوس کیا جائے

پینے جو کھا چپیڑ سے گھر چلے ہمارے
کس نازسے کہتے ہیں کہ آئیو ہی بلا جائے

مجروح میں خوش ہوتا ہوں یوں آپ میں آکر
اک کھوئی ہوئی چیز کو جیسے کوئی پا جائے

خوشی سے کب یہاں آنیکی جا ہے
مرا دل حسرتوں سے بھرا ہے

وفادار آپ بندہ بیوفا ہے
یہ سب صاحب کا فرمانا بجا ہے

نہ گر کعبہ میں تھک کر زاہد خام
ابھی آگے کو چل یاں کیا دھرا ہے

وہ محشر تک رہیں ہمدوش تو کیا
مرا تو شوق کچھ اس سے سوا ہے

میں دیکھ آیا ہوں سب پیر و حرم کو
تمھارا شور ہر جا ہو رہا ہے

غنیمت ہے ہمیں آواز آنی
اگرچہ لن ترانی کی صدا ہے

دل و جان و جگر جو چاہو لیلو
یہاں جو کچھ کہ ہے وہ آپکا ہے

یہ اتنی کاہشیں ہیں جسکے باعث
وہ یوں بھی تو نہیں کہتا کہ کیا ہے

وہ دُر ہے زیب بخش تاج خسروق
ارے فرہاد دیوانہ ہوا ہے

کہیں شیریں دھری ہے بیستوں میں
یوں ہی سر تیر دلنے پھوڑتا ہے

کسی کروٹ نہیں آرام لیتا
یہ دل ہے یا کہ سینہ میں بلا ہے

نکلتا ہی نہیں ہرگز وہاں سے
مگر کیا غیر بھی مطلب مرا ہے

کسی رہبر کی یاں حاجت نہیں ہے
ہمارا شوق منزل رہنما ہے

خدا حافظ ہے مجروح حزیں کا
وہ ان روزں بہت بیتاب سا ہے

مزا ہمکو ملتا ہے تکرار سے
وہ خوگر زیادہ ہوں انکار سے

میں ظاہر میں ہوں جنس کاسد ولی
مجھے پوچھ میرے خریدار سے

کسی شکریں لب پہ مائل ہو تم
ٹپکتا ہے یہ طرز گفتار سے

گریباں دری ہے نہ سینہ زنی
یوہیں آج بیٹھے ہیں بیکار سے

قفس میں رہے یا پہنے دام میں
ہمیں کام کیا سیر گلزار سے

پسیجے گا اک روز وہ سنگدل
انہیں نالہ ہائے شرر بار سے

یہ ناز و تکبّر خدا کی پناہ
اولجھتے ہیں چلنے میں رفتار سے

اسیطور ایکاش یاں آپہریں
وہ جسطرح پہرتے ہیں اقرار سے

نہیں شکوہ کم نگاہی ہمیں
وہ معذور ہیں چشم بیمار سے

ہر اک لب پہ ہے شورش الاماں
تری چشمہ ہائے فسوں کار سے

چلے آؤ جلدی سے دیکھیگا کون
مرا دن ہے بدتر شب تار سے

وہ ایکا ش ہوں میرے ہی قتل کی | صلاحیں جو ہوتی ہیں اغیار سے
کبھی ملگئیں ایک دو گالیاں | وصول اور کچھ بھی ہر کار سے
اگر اُنسے کہئے کہ غیر و نسے بھی | دمِ بوسہ پیش آؤ انکار سے
تو کہتے ہیں ہنسکر ارے کیا کروں | مجھے شرم آتی ہے تکرار سے

ق

کبھی اُنکا تھا آسمانِ سہ و مانع
یہ مجروح پہرے جو ہیں خوار سے

نیچی نظروں کے وار آنے لگے | لو بس اب جان و دل ٹھکانے لگے
میری نظروں نے کیا کہا یارب | کیوں وہ شرما کے مسکرانے لگے
مصلحت ترک جور تھا چندے | پھر اوسی ہٹ کھنڈونپہ آنے لگے
جلوۂ یار نے کیا بیخود | ہمتو آتے ہی اُنکے جانے لگے
سب کا کعبہ ہے منزلِ مقصود | ہمتو آگے قدم بڑھانے لگے
کیا کہیں آمدِ بہار ہوئی | کیوں گریباں پہ ہاتھ جانے لگے
گر حقیقت نگر ہو چشم تو وہ | جلوہ ہر رنگ میں دکھانے لگے
ہمکو ربط گزشتہ یاد آئے | وہ جوبن ٹھن کے گھر سے جانے لگے
بس یہی غایتِ تصور ہے | ہجر میں لطف وصل آنے لگے
اوس سراپا بہار کے جلوے | رنگ کچھ اور ہی دکھانے لگے
کیونکہ فرصت عدو سے تمکو ملی | جو تصور میں میرے آنے لگے
بے غذا کے تو رہ نہیں سکتے | نہلا کچھ تو زہر کھانے لگے
بات بنتی نظر نہیں آتی | اب وہ باتیں بہت بنانے لگے

آج مجروح ضبط کرنا کا
کیا کرے جبکہ جان جانے لگے

ذبح کر ڈالا مجھے رفتار سے
تیز تر چلتے ہیں وہ تلوار سے

گالیاں دیکر نکالا بزم سے
لو وظیفہ مل گیا سرکار سے

قیمتِ دل تو کہاں گر مفت دوں
تو بھی تو لیتے ہیں سو تکرار سے

اپنے شکوہ میں نہ کھلوا و زباں
خوں ٹپکتا ہے لب اظہار سے

لن ترانی کچھ نہیں نفی ابد
چھیڑ ہے اک طالب دیدار سے

آرزوئے قتل میں مرنا پڑا
رہ گیا شکوہ تری تلوار سے

چین سے وہ لوگ کرتے ہیں بسر
جو الگ ہیں کافر و دیندار سے

یاد اوسکی چاہیئے تخصیص کیا
دست کش ہو سبحہ و زنار سے

یاس کلی میں ہے صورت چین کی
تنگ ہوں اس رخنہ ہر بار سے

ہے یہی عاشق فریبی کی ادا
آنکھ اوٹھا کر دیکھ لینا پیار سے

ضد ہے یہ صیاد کو میرا قفس
پھیر لاتا ہے در گلزار سے

آؤ اور مجروح کی دیکھو غزل
شوق تمکو ہے اگر اشعار سے

پھول جھڑتے ہیں زبس گفتار سے
محفل اوس کی کم نہیں گلزار سے

دلکو لے لیتی ہے کیسا پیار سے
الحذر اُس چشم جادو کار سے

رشتۂ اُلفت کو بھی گردن کے ساتھ
کاٹ ڈالو خنجر خونخوار سے

بات بھی کرتے ہیں وہ ضد سے مرے
کاٹتی ہے جو فرنگی تلوار سے

دیں جگہ کس کسکو خجل ہے ہبرا
آبلونکو ربط ہے ہر خار سے

سب نے دامن غنچۂ گل سے بھرے
ایک خالی ہم چلے گلزار سے

ہاں سر شوریدہ ہی ٹکرائیے
دل ہے گھبراتا در و دیوار سے

یہ نمک افشانیٔ سیارگاں
پوچھ میرے دیدۂ بیدار سے

مجکو جو آتے ہی رخصت کر دیا
وعدہ ملنے کا ہے کیا اغیار سے

ترک الفت ہے اگر مدّ نظر
ق ہم بھی راضی ہیں بہت اسکار سے

جو تمہیں منظور ہو سو کیجئے
فائدہ کیا روز کی تکرار سے

چین سے مجروح کرتے ہیں بسر
کون نکلے خانہ خمتار سے

نیکیوں تیر نظر گذرے جگر سے
کہیں یہہ وار رُکتے ہیں سپر سے

کسی سے عشق اپنا کیا چھپائیں
محبّت ٹپکی پڑتی ہے نظر سے

ہوئی ہے انکی مشتاقوں نے رہبند
وہ میرے گھر بھلا آئیں کدھر سے

بھلا دلکا کہاں ملنا کہ اونکی
نظر بھی تو نہیں ملتی نظر سے

مجھے دیوار حیرت نے بنایا
گیا ہے جہانک کر یہ کون در سے

کبھی ٹوٹیں کبھی صیاد کاٹے
غرض اوڑنا نہیں بے بال و پر سے

کہا نکی پیروی جب قصد یہ ہو
کہ آگے بڑھ کے چلیئے راہبر سے

کھولیں گے تو یہہ ٹوٹے گا آخر
کہ میں ٹکرا رہا ہوں سر کو در سے

لڑائیگا نہ میں توڑونگا پھر تار
ذرا سی چھیڑ ہو جائے ادھر سے

اگر جاتی سے جاں ملتا ہے جانان
ہمیں تو نفع افزوں ہے ضرر سے

رہا دلمیں نہ ہرگز تیر اوسکا
ہمیں کھٹکا یہی تھا پیشتر سے
سوائے شر نکچھ دیکھا عدو سے
خدا محفوظ رکھے اس لشکر سے

ہوا گو پائمالِ غیر مجروح
نہ سر کا یار کے پر رہگذر سے

وہ کہاں جلوۂ جاں بخش تبانِ دہلی
کیونکہ جنت پہ کیا جائے گمانِ دہلی
اُنکا بیوجہ نہیں ٹوٹ کے ہونا برباد
ڈھونڈتے ہے اپنے مکینوں کو مکانِ دہلی
جسکے جھونکے سے صبا طبلہ عطار بنے
ہے وہ بادِ سحر عطر فشانِ دہلی
مہر زر خاک کو کرتا ہے بیسچ ہی لیکن
اِس سے کچھ بڑھکے ہیں صاحب نظرانِ دہلی
آئینہ ساز سکندر ہے تو جم جام فروش
وسعت آباد ہے کسدرجہ جہانِ دہلی
کرکے برباد اسے کسکو بسائے گا فلک
کیا کوئی اور بھی ہے شہر بسانِ دہلی
اسلیے خلد میں جانے کا ہر اک طالب ہے
کہ کچھ اک دور سے پڑتا ہے گمانِ دہلی
وہ ستم دیکھ چکے تھے کہ رہے آسودہ
فتنۂ حشر میں آفت زدگانِ دہلی
سمجھے ہیں سوئے ادب جنت ثانی کہنا
وہ کچھ اشخاص جو ہیں رتبہ دانِ دہلی
سیلی پنجۂ جلاد ستم سے ہے ہے
نذر بیداد ہوئے منتخبانِ دہلی
یا خدا حضرت غالب کو سلامت رکھنا
اب اسی نام سے باقی ہے نشانِ دہلی

کربتِ غربت و تنہائے و شبہائے دراز
اور مجروح دلِ افگار بیانِ دہلی

اون آنکھوں نے ایسا جھکایا مجھے
کہ کچھ ہوش اپنا نہ آیا مجھے
ہزار آفتیں پہنایا مجھے
بھلا آدمی کیوں بنایا مجھے

نمود صور ہے بھی اور پھر نہیں | یہ کیا خواب ہے جو دکھایا مجھے
کوئی مجھسی بھی جنس کا سد نہو | کہ جنے لیا پھیر لایا مجھے
نہیں نخل کچھ مبدع فیض میں | توجہ کے قابل نہ پایا مجھے
وہ اور مجھسے اعدا کا شکوہ سنیں | خیاں اسکا پہلے نہ آیا مجھے
نہ آنے کو شب محفل عیش میں | کہا اور سے پر سنایا مجھے
کیا رشک اعدا نے یہ بدمزہ | کہ آنا بھی اونکا نہ بھایا مجھے
میں ہوں ہیزم خشک نخل امید | جلاتا ہے اپنا پرایا مجھے
نہ تھا وانہ آرزو اے فلک | عبث خاکمیں کیوں ملایا مجھے
دبی آگ کو شعلہ ور کر دیا | فسانہ ترا کیوں سنایا مجھے
وہ گو جانکنی ہے مگر چرخ نے | بھلا کام میں تو لگایا مجھے
کسینے کہا تیرا مفتوں ہی کون | اشارہ سے اُسنے بتایا مجھے
مرے بال و پر نے نکلتے ہی بس | اسیری کا مژدہ سنایا مجھے

وہ اس حالت بد میں تھا مبتلا
کہ مجروح پر رحم آیا مجھے

درد ہجراں مگر فزوں تر ہے | ہاتھ رہتا دل و جگر پر ہے
بھولتا ہی نہیں وہ جور و ستم | جو پڑھا ہے وہ خوب ازبر ہے
پُرخطر ہے تو ہو رہ اُلفت | شوق اپنا رفیق رہبر ہے
ولولہ خیزیاں گئیں دل کی | یاس و اُمید اب برابر ہے
تشنۂ قتل آؤ میداں میں | یاں سبیل اُسکا آب خنجر ہے

دل تو لینے کو آئے ہو کیا خوب
اُلٹا احسان یہ بھی ہم پر ہے

خواب میں کیا وہ گلبدن آیا
عطر میں بس رہا جو بستر ہے

آہ اے دردِ ہجر یہاں
پوچھنا کیا فقیر کا گھر ہے

اُن کی کیا بدزباں ہے سب سے
یہ تو ہر دم کا وار ہم پر ہے

اوسکی دلکش ادا کی کیا تدبیر
یہ تو مانا کہ وہ ستمگر ہے

پردہ پردہ میں یہ نکالے پاؤں
ذکر اونکا ہی اتو گھر گھر ہے

مہر محشر ہے تیز گر تو ہو
یاں رُکا وٹ کو دامن تر ہے

خود بتاتی ہے بوئے گُل گُل کو
کب چھپے وہ جو اہل جوہر ہے

کیا کرے خوردہ گیر یاں مجروح
آپ سارے جہاں سے بدتر ہے

کر کے وصف میں قاصر زباں ہے
وہ اس مضمون میں باریکی نہاں ہے

نہ وہ شورش نہ وہ آہ و فغاں ہے
اب اِس آتش میں وہ گرمی کہاں ہے

تم اس بیگانہ وضعی پر نہ جانا
یہی تو اوسکی اُلفت کا نشاں ہے

ذرا دیکھے کوئی دیر و حرم کو
مرا وہ یار ہر جائی کہاں ہے

کروں کسطرح وصفِ جنت و حور
ارے یارو وہ کافر بدگماں ہے

بنٹ لیں اور سے گر یہ بھی چھوڑے
بڑا دشمن تو سب سے آسماں ہے

پڑی تھی کل کڑک کر جسپہ بجلی
وہی شاید ہمارا آشیاں ہے

نہیں لیتا ہوں فرطِ رشک سے نام
ہر اک سے پوچھتا ہوں وہ کہاں ہے

پھٹکنے تک نہیں دیتا گلی میں
غضب بے درد اُسکا پاسباں ہے

مکاں سے ہو چکا اون کا نکلنا — اگر پائے نزاکت درمیاں ہے
ہجومِ جہل ہے کیا علم چمکے — یہ اخگر زیرِ خاکستر نہاں ہے
زمانہ کیوں ہے ایسا ناموافق — مگر اوسکا دلِ نامہرباں ہے
بھلا کیا ہر گھڑی پوچھے سے حاصل — وہی اک حسرتِ دل کا بیاں ہے
کہیں مے پی کے شب جاگی ہو صاحب — علامت ساری چہرے سے عیاں ہے
مژہ برہم خمارآلود آنکھیں — پریشاں طرۂ عنبر فشاں ہے
پسِ مردن ملے گا خاک آرام — زمیں کے بھی تو نیچے آسماں ہے

سخن گو یوں تو اک عالم ہے مجروح
مرے اوستاد کی پر کیا زباں ہے

جسکی دوزخ بھی خوشہ چیں میں ہے — سوز وہ آہِ آتشیں میں ہے
یہ دلاویز زینتِ دنیا — ہیچ چشمِ مآلبیں میں ہے
سخنِ تلخ سنکے بھی جانا — زہر بھی لعلِ شکریں میں ہے
اس کا باعث ہی کچھ نہ اسکا سبب — کیا مزا اوسکے مہرِ کیں میں ہے
کیا قدِ یار سے ہوئی نجلت — سرو جو گڑ گیا زمیں میں ہے
ہے ہر اک صید سر بلند کیئے — وہ کماں دار کیا کمیں میں ہے
ہاں وہ کیونکر زبانپر لائیں — لطف سارا تو اس نہیں میں ہے
دل میں ہے ماسوا کے نقش و نگار — یہ بڑا جرم اس نگیں میں ہے

قرب سے کاملوں کے دور رہے
نقص مجروح خود ہمیں میں ہے

لاکھ غم ہیں ہے سو محن میں ہے
جان جب تک یہ اپنے تن میں ہے

سوز غم کی بھڑک معاذاللہ
آگ سی لگ رہی بدن میں ہے

اک جہاں غمزہ اک جہاں انداز
جمع اُس چشم سحر فن میں ہے

چن کے عاشق کے قتل کرنیکا
جو بھرا اُس تیغ زخم زن میں ہے

آمد آمد خزاں کی ہے شاید
گل شگفتہ ہوا چمن میں ہے

نرہے یار و آشنا باقی
ہمکو غربت ہوئی وطن میں ہے

سب اُسی پر ہیں شیفتہ اتبو
آشتی شیخ و برہمن میں ہے

جان نثار و لنے ٹیڑہ کی لینی
اُنکے داخل یہ بانکپن میں ہے

اوسکے ہوتے کچھ اسکی پوچھ نہیں
مہر تاباں اسی جلن میں ہے

مرد دیرینہ نوجوانوں سے
ق کہیں کامل ہر ایک فن میں ہے

ہاں مے تازہ میں وہ بات کہاں
لطف جو بادہ کہن میں ہے

پوچھ مجروح سے نکات اس کے
طاق یہ عاشقی کے فن میں ہے

ہم اپنا جو قصہ سنانے لگے
وہ بولے کہ پھر سر پھرنے لگے

کہا تھا اُٹھا پردۂ شرم کو
وہ اُلٹا ہمیں کو اوٹھانے لگے

ذرا دیکھئے اُنکی صناعیاں
مجھے دیکھکر موخہ بنانے لگے

کہا مینے مل یا مجھے مار ڈال
وہ جھٹ آستینیں چڑھانے لگے

مجھے آتے دیکھا جو ہیں دور سے
قدم اور جلدی اُٹھانے لگے

اوٹھے وہ تو اک حشر برپا کیا
جو بیٹھے تو فتنہ اُٹھانے لگے

غذا غم میں تھی میری خونِ جگر
اب اعدا کا بھی رشک کھانے لگے

کمالِ تعشق نہیں ہے ہنوز
ابھی سے وہ مونھ کو چھپانے لگے

حفا ہو کے جب نے بلائے گیا
مجھے دیکھکر مسکرانے لگے

غنیمت ہے اتنا تو اٹھا حجاب
کہ اب خواب میں بھی وہ آنے لگے

وہ دل کے اڑانے سے واقف نہ تھے
ہمیں تو یہ گھاتیں بنانے لگے

مگر اوپر راز محبت کھلا
جو مجروح سے بچکے جانے لگے

قتل کرتا ہے تو کر خوف کیسکا کیا ہے
سر یہ موجود ہے ہر دم کا تقاضا کیا ہے

نزع کیوقت یہ آنکھوں کا اشارا کیا ہے
سامنے میرے سر اساغر صہبا کیا ہے

اپنا یوں دور سے آکے دکھانا جوبن
اور پھر پوچھنا مجھسے کہ تمنا کیا ہے

چشم پر آب مری دیکھکے ہنسکر بولے
یہ تو اک نوح کا طوفان ہے رونا کیا ہے

تیرا پیکاں نہیں ہے تو بتا اے قاتل
سانس کے ساتھ یہ سینہ میں کھٹکتا کیا ہے

کیا بر آئے وہ طلب جو کہ محالات سے ہو
پہلے سمجھو تو سہی خواہش موسے کیا ہے

جو کہ خود ہیچ ہو ہیں اسکی سبب بھی ہیچ
جبکہ دینا ہی نہیں دولت دنیا کیا ہے

اسکے آشوب سے عاشق ہی کا دل واقف ہے
تمکو معلوم نہیں چشم ستمگر کیا ہے

دل مضطر کی عبث ہے مرے سینہ میں تلاش
دیکھئے آنکھ جھکا کر یہ تو پایا ہے

لاکھ ہوں سامنے وہ آنکھ ملاتا ہی نہیں
گلہ یار سنو شکوہ اعدا کیا ہے

کرکے غارت دل عاشق کو بھلا کیا لیگا
تیری حسرت کے سوا اور وہ رکھتا کیا ہے

خواب میں جلوہ جانسوز دکھایا کسنے
پوچھے یوسف سے کوئی جرم زلیخا کیا ہے

آنکھ کھل جائیگی برقع کو جلایا جسدم
ابھی سمجھے وہ نہیں آہ شرر زا کیا ہے

کون رکھتا ہے توقع کہ جئیں گے کل تک
فکر کر آج کی اندیشۂ فردا کیا ہے

کہتے ہیں دل ہی نہ دیتے جو سمجھتے دلبر
واہ اوس شوخ کا اندازِ تقاضا کیا ہے

حالتِ نزع ہے لب بند ہوا چاہتے ہیں
اب تو مجروح سے پوچھو کہ تمنا کیا ہے

وہ یہاں آتے ہیں کس انداز سے
اک قدم اٹھتا ہے سو سو ناز سے

جو کہ ٹھکرائے نہ سر کو ناز سے
کون سر برآئے اوس طناز سے

آگ دلمیں لگ گئی آواز سے
کیا ٹپکتا سوز ہے اِس ساز سے

واہ رے شوقِ گرفتاری کہ ہم
خود اوجھتے ہیں پر پرواز سے

خرچ اپنا کر کے کیوں کھائے بخیل
پیٹ وہ بھرتا ہے حرص و آز سے

بوسہ نے ثابت کیا اُسکا دہن
ورنہ آگہہ کون تھا اس راز سے

بازوئے شل پر نہ ہنس مرغِ چمن
ہم بھی واقف تھے کبھی پرواز سے

ڈر تو اُس چشمِ فسونگر سے مسیح
ہٹ نہ کر بیٹھے ترے اعجاز سے

چھید پڑتے ہیں دلِ پُر درد سے
مرغِ پر بستہ تری آواز سے

بزم میں میخوارگانِ دیر کے
بیٹھے تھے مجروح کس اعزاز سے

کہہ تو دے جاکر کوئی فرہاد سے
خواب شیریں تلخ ہے فریاد سے

جوش وحشت طعنہ ہائے چارہ گر
تیز تر ہیں نشتر فصاد سے

دیکھ بھے ہوتے ہیں پابندِ وفا
مر کے نکلے خانۂ صیاد سے

سہل ہے اونسے دو عالم کی طلب
پوچھ لوں پر خاطرِ آزاد سے

بحرِ غم نے توڑ دی کشتی پہ ہم
تر زباں ہیں ہر چہ باد ابادسے

وہ تو کیا ہیں خفتگانِ خاک بھی
چونک پڑتے ہیں مری فریاد سے

رنج ہے دنیا کی شادی کا مآل
ابتدا کر لو مبارکباد سے

میرے بدلے میں مرے ہوش و حواس
اوڑ گئے ہیں دہشتِ صیاد سے

کیا عجب گر اوسکے شوقِ تیر میں
مرغ نکلے بیضۂ فولاد سے

تو ہی اے شوخی اُسے لائی یہاں
داد کو پہونچے تری امداد سے

چشم سے افزوں ہے غمزہ کا ستم
بڑھ گیا شاگرد یہ اوستاد سے

ابتو اے مجروح بچنا ہے محال
آپڑا ہے کام اوس جلّاد سے

یہ جوابِ لطفِ زبانی اور ہے
کچھ مری اُلفت بڑھانی اور ہے

شورشِ محشر نہیں جو ہو چکی
اُسکا آغازِ جوانی اور ہے

جانشکن ہیں اوسکے پیچیدہ ستم
طرزِ جورِ آسمانی اور ہے

گر نہیں میرا یقیں خود دیکھ لے
آئینہ میں تیرا ثانی اور ہے

اپنا یہ مطلب وہ چھوڑے غیر کو
اور اوسنے دل میں ٹھانی اور ہے

ہو گئے نابود پر باقی ابھی
اِک نشانِ بے نشانی اور ہے

بوالفضول ظاہری پر تو نجا
عشقِ پنہاں کی نشانی اور ہے

کیا مزا جب اور واقف ہو گئے
لذّتِ درد نہانی اور ہے

میں تو مستغرق ہوں اپنے حال میں
تمکو ناحق بدگمانی اور ہے

ہے شبِ وصل اور ہے پہلو میں وہ
آج لطفِ زندگانی اور ہے
کیا خیال آیا کسی رفتار کا
طبع میں اپنے روانی اور ہے

یوں تو ہیں مجروح سب شاعر فصیح
میر کی پر خوش بیانی اور ہے

کٹتی ہے یوں رہِ الفت میری
میں ہوں اور ساتھ ہے ہمت میری
اوسکے ہوتے میں دو عالم مانگوں
قہر ہے پستیٔ ہمت میری
ظلم بیوجہ کا شکوہ جو کیا
ہنسکے بولے کہ یہ عادت میری
قطرۂ آب سو وہ بھی ناپاک
خاک ہے اصلِ حقیقت میری
جھوٹ وعدوں ہی پہ بہلاتا ہے
جانتا ہے وہ طبیعت میری
ہوگی ہمراہ جنازے کے مرے
سر پٹکتی ہوئی حسرت میری
کٹ گیا روزِ قیامت کب کا
نہ کٹی پر شبِ فرقت میری
اُنکے دلمیں تو جگہ ہے اسکی
مجھسے بہتر ہے عداوت میری
شوخ ہوتا نہیں یہ رنگِ حنا
خون کی ہے کوئی حسرت میری
تاڑتے ہیں کہ مرے گا کِسدن
روز کرتے ہیں عیادت میری
پوچھنا مجھسے یہ انجان بنے
تم نہیں جانتے حاجت میری

مرضِ عشق بتاں میں مجروح
ابتدا ہی ہے نہایت میری

گئے الفت سے دیکھا گاہ کیں سے
حذر اُس نرگسِ سحر آفریں سے
نگہ وہ اور چشمِ شرمگیں سے
ہمیں تو کھو دیا دنیا و دیں سے

پھنسا سکتا تھا ہمکو دانۂ و دام
مگر وہ خود نکل آئے کمیں سے

ضرور اسوقت کیا تھا ذکر اعدا
مگر یہہ چھیڑ کرنی تھی ہمیں سے

کہاں جاتی ہے اپنی گردشِ بخت
بلا دوں آسماں بھی گر زمیں سے

درِ میخانہ ہے اک مبدءِ فیض
نکل آتے ہیں کچھ کا ہلہیں سے

نئے فتنے جو اٹھتے ہیں جہاں میں
صلاحیں سب بھی لیتے ہیں تمہیں سے

وفا کا قحط ہے ایسا کہ ہمتو
ملے تو مول لے آئیں کہیں سے

طلب میں سعی تو لازم ہے ہمکو
کشش تو اصل میں ہوگی وہیں سے

ہمارے قتل سے منکر ہو نا
ٹپکتا خوں ہے اب تک آستیں سے

مذبذب میں ہے دل آؤ نہ آؤ
تمہیں اس شک کو بدلوگے یقیں سے

طلب میں غیر کے بھی ہاں نہو گی
او نہیں خو گر تو ہو نید و نہیں سے

تم اور آؤ گے صاحب اُسکے گھر میں
ہنسی کرتے ہو مجروح حزیں سے

رہیگی نہ یے آفت آئے ہوئے
وہ آتے ہیں دامن اُٹھائے ہوئے

بھلا دانہ کیا کہائے مرغِ قفس
اسیری کا غم ہے وہ کھائے ہوئے

کہاں مجھسے ہنسکر کہ پھر آئے تم
وہی روتی صورت بنائے ہوئے

عدو زیبِ محفل ہیں میرا اسلام
یہہ آئے ہیں کیا بے بلائے ہوئے

نہیں شرم یہہ بھی اک انداز ہے
وہ بیٹھے جو ہیں مونھ چھپائے ہوئے

ہیں اور اوسکے در سے بگڑ کر اُٹھوں
یہہ فقرے ہیں اُسکے بنائے ہوئے

ترے در سے مانند نقشِ نگیں
نہ اوٹھیں گے ہم بے اوٹھائے ہوئے

نہیں تلخ گو وہ لب شکریں۔ ہمیں پر ہے یہ زہر کھائے ہوئے
رہیں کس سے صاحب یہ سرگرمیاں پسینے میں ہو جو نہائے ہوئے
ترے خوف کالۂ دل شگاف پھرے ہیں لبِ تک آئے ہوئے
رہِ مقصد اپنی ہے کعبہ سے دور چلو خضر پاؤں اوٹھائے ہوئے
نظر سیرِ جنت پہ پڑتی نہیں وہ جلوے ہیں دل میں سمائے ہوئے

الگ سب سے رہتے ہو مجروح تم
کسی سے ہو کیا دل لگائے ہوئے

سدا میرے دپے ہو آزار کے پھریں کیوں نہ خوش گھر میں اغیار کے
وہ موسیٰ ہی پر رہِ عشق میں نہیں پاؤں جمتے طلبگار کے
فلک جور ایسا کرے کیا مجال یہ ہیں ہتکھنڈے اُس جفاکار کے
مسیحا بھی اُنسے چھُراتے ہیں آنکھ جو کشتے ہیں اُس چشمِ بیمار کے
شبِ گور سے تیرگی جس سے دام وہ اعمال ہیں مجھ سیہ کار کے
کوئی دیر جاتا ہے کعبے کوئی بھٹکتے ہیں مشتاق دیدار کے
ہمیں جنس کو پھیر لانا پڑا اُٹھیں ناز کس سے خریدار کے
رہے شکوہ سنجِ ستم ہم سدا کبھی آسماں کے کبھی یار کے
لکھیں میرے نامہ کا کیونکر جواب پڑھائے ہوئے ہیں وہ اغیار کے
کہاں اُسکا اُڑنا مگر بعد ذبح پر اوڑتے ہیں مرغ گرفتار کے
اِنہیں دل کے لُٹنے کی راہیں سمجھ یہ روزن نہیں اُسکے دیوار کے
رقیب اُسکے گھر سے نکلتے نہیں وہ ارماں ہیں کیا مجھ دل افگار کے

مگر اوس کا شوریدہ سر مر گیا | کہ چپ چپ ہیں اطفال بازار کے

الگ سب سے جسکے روح آزاد تھے
بکھیڑے ہیں تسبیح و زنار کے

دیکھ جلوے تمہارے قیامت کے | ہوش جاتے رہے قیامت کے
نہیں میرے خیال میں آتے | عذر لاتے ہیں وہ نزاکت کے
واں ستم تک دریغ ہے ہم سے | یاں توقع میں ہیں عنایت کے
اندنوں غیر سے وہ بگڑے ہیں | لطف اب آئینگے شکایت کے
پاؤں محشر میں اُٹھ نہیں سکتا | بوجھ ہیں سر پہ یہ ندامت کے
ہنسکے بولے سوال بوسے پر | اب وہ دن ہو چکے رعایت کے
وہ جو کہتے ہیں غیر اوٹھ جائیں | ہم ہیں مفہوم اُس کنایت کے
اوسنے نازک مزاج کے آگے | خوب دفتر کھلے شکایت کے
گوشۂ چشم تک ادھر کو نہیں | ہمتو قائل ہیں اس کفایت کے
دیکھکر یار کے گلِ رخسار | ہمپہ معنے کھلے نزاکت کے
دل کو کوئی بچا سکے کیونکر | اوسکے انداز ہیں قیامت کے

یاد خاطر رہے دل مجروح
شور ہیں آپ کی صباحت کے

مشوش جو نہ فکرِ جاہ میں ہے | وہی تو عیش خاطر خواہ میں ہے
کہی جاتی نہیں کتنا ہی کہیئے | کچھ ایسی بات اوس دلخواہ میں ہے
بھروسہ عشق ہے ہشیار رہنا | خضر کھٹکا بہت اس راہ میں ہے

جو وصفِ لامکانی سے ہے موصوف
مکاں اُسکا دلِ آگاہ میں ہے

تو نکا ترک اب ممکن نہیں ہے
یہ سچ قدرت تو سب اللہ میں ہے

نہیں جانیکا یہ خالی نشانہ
اثر لبریز میری آہ میں ہے

تڑپتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی
تماشا اوسکی بازیگاہ میں ہے

میں اوسکے حسنِ روز افزوں کے صدقے
ترقی جس سے میری چاہ میں ہے

یہ دنیا کی حقیقت ہے کہ گویا
مکاں اِک دل لگی کارہ میں ہے

نہ دلکو یار کا یارا ئے دیدار
نہ رہ اوسکی نمایش گاہ میں ہے

جو ہو برقِ تجلی کے مقابل
بھلا طاقت یہ برگاہ میں ہے

اسے مجروح اب نکلا ہی جانو
دل اوبھانا لۂ جانکاہ میں ہے

بہت کچھ ہوم ہے روزِ جزا کی
کہیں اوس سے نہو پرسش جفا کی

اوبھارا ایسا ہے جوبن کا کہ ہر دم
گرہ ہوتی ہے وا بندِ قبا کی

وہاں ہر بات پر سو سو تامل
یہاں جلدی حصولِ مدعا کی

غبارِ خط نے کی آکر صفائی
صفائی میں کدورت ہی رہا کی

عرق آلود ہے وہ روئے گلرنگ
لگی کیا بھاپ آہِ شعلہ زا کی

نہیں خالی الگ جانا صبا کا
یہ بو لائی ہے اُس نا آشنا کی

شبِ وصلت میں تھا شام و سحر ایک
چمک ایسی تھی روئے پُر ضیا کی

وہ اِک بیدرد ہے کیا قدر جانے
خرابی ہے دلِ درد آشنا کی

ہمیشہ کی جفا اِس ڈر سے چھوٹی
کہ ہے اسمیں بھی اِک صورت وفا کی

رہا اس درد سے مجروح نالاں
کہ شب بھر چوٹ اک دیپک لگا کی

جفا عادت کہاں تھی آسماں کی
مگر تقلید اوس نامہرباں کی

یہ دُھومیں شور محشر کی نہ ہوتیں
ہمیں کیوں خبر ہوئی ضبط فغاں کی

تڑپتی کیوں مگر بجلی کے دل میں
کھٹک ہے میرے خار آشیاں کی

ہوا تک بھی نہیں آتی قفس میں
خبر ہم کس سے پوچھیں گلستاں کی

اُنہیں در کار ہے رنگینیٔ بزم
بن آئی میرے چشم خونفشاں کی

سبھوں کی لاف اُلفت دیکھ لینگے
کہیں نوبت تو آئے امتحاں کی

اوٹھا سکتی نہیں بار گراں ارض
یہ ہے بودی بنا اپنی دُوکاں کی

ذرا تم دیکھنا چلمن اوٹھا کر
یہ جاتی نقش ہے کس نوجواں کی

نہ لوتم کچھ مگر آکر تو بیٹھو
ہمیں رونق بڑھانی ہے دُوکاں کی

صفائی تن نے کچھ پردہ نہ رکھا
خبر کر دی ترے رازِ نہاں کی

اوہنیں ہے عزم گھر آنیکا میرے
خرابی آئی اس بے خانماں کی

تصور بھی نہیں اس ڈر سے جاتا
کہ کمبختی نہ آئے پاسباں کی

بہ تغیر ردیف اب کی غزلیں
روش ہو غالب معجز بیاں کی

کچھ ان بن ہو چلی ہے باغباں سے
بس اب نکلا ہی سمجھو گلستاں سے

یہ ہلتا ہی نہیں کوئے بتاں سے
نہو کیوں رشک سنگ آستاں سے

نہو نیسے ترے سب کام بگڑے
تجھے اے صبر میں لاؤں کہاں سے

گرفتاری کے دن آئے ہیں شاید
کچھ اُلفت بڑھ چلی ہے آشیانے سے

قوی تھا آگیا آخر کو غالب
رہے جھگڑے سے جھگڑے آسمانے سے

وہ چشمِ شرمگیں دیکھو تو جانو
کہ سب آشوب اُٹھتے ہیں یہاں سے

وہ دلبر ہے بجا ہے اُسکی خواہش
مگر میں روز دل لاؤں کہاں سے

کیا ہے شوقِ منزل نے بیتاب
بڑھا جاتا ہوں کسوں کارواں سے

بلا رشکِ عدو ہوتا ہے ورنہ
ہم اور اُٹھیں تمہارے آستاں سے

وفا سی جنس اور قحطِ خریدار
طمع پھر کیا رکھیں اپنی دوکاں سے

میں اپنے بخت خوابیدہ کو یارب
بدل لوں کیونکر اونکے پاسباں سے

شراکت سخت اُنہیں رکھتی ہے بیچین
کہ چونک اُٹھتے ہیں وہ خواب گراں سے

ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے اسکا سننا
جگر پھٹتا ہے میری داستاں سے

زلیخا کی کشش ہے ڈر ہے مجھکو
نکل جائے نہ یوسف کارواں سے

میری ٹوٹی ہوئی توبہ کے ٹکڑے
کوئی لادے دریغِ مغاں سے

کہ اوسکو جوڑ کر میں توڑ ڈالوں
پھر اک جامِ شرابِ ارغواں سے

میں اس بے مائگی سے خوش ہوں مجروح
کہ فارغ ہوگیا سود و زیاں سے

غم سے چھٹ جانیکی حکمت ہی سہی
جان دینا اوسے رشوت ہی سہی

نام آنیکا تو ہو فرقت میں
وہ نہیں تو کوئی آفت ہی سہی

ہم بھی آئینہ کریں گے دل کو
خود نمائی تری عادت ہی سہی

کچھ تو ہو تلخیِ غم کی تدبیر
لبِ شیریں کی حکایت ہی سہی

کوئی لیجاے مجھے قاتل تک
غلبۂ شوق شہادت ہی سہی

ہر مکاں میں کوئی ہوتا ہے مکیں
میرے غمخانہ میں وحشت ہی سہی

کچھ نہ کچھ لائے ہم اُس محفل سے
خالی پھر آنیکی حسرت ہی سہی

فال تو نیک ہے گو ہو بے اصل
اُسکے یہاں آنیکی شہرت ہی سہی

ہاں شبِ غم تو بسر ہو مجروح
صبح کو روزِ قیامت ہی سہی

کیوں منہ چھپا ہے کس لیے اتنا حجاب ہے
تیری تو شرم ہی ترے رخ پر نقاب ہے

بیکار اپنی عرض تمنا بجا نیگی
میرا حریف غمزۂ حاضر جواب ہے

مشکل ہے وصل میں بھی تلافی فراق کی
پہلو میں گر یہی دلِ حسرت مآب ہے

آتش کی آب اُسکی بقا پر دلیل ہے
میں بھی ہوں جب تلک نفس شعلہ تاب ہے

اوس چشم پُر فریب کا اللہ رے لگاؤ
اب تک امید وار یہ نا کامیاب ہے

سیراب اُسکا تشنۂ دیدار کیونکہ ہو
جب ایسی تیز خنجر قاتل کی آب ہے

دشمن جو ایک ہو تو بہت جائے خوف ہے
جب سات آسمان ہوں تو پھر کیا حساب ہے

آنکھیں تو کھل رہا ہوں بہ افراط شوق میں
پھر جانتا نہیں ہوں کہ کسکی رکاب ہے

اللہ رے میرے شوق کی مشکل پسندیاں
کس آفت جہاں کو کیا انتخاب ہے

سینے کہا کہ میرے گھر آؤ؟ کہا کہاں
تیرا تو نام پہلے ہی خانہ خراب ہے

یہ اجتناب شاہد و مے سے کہاں تلک
مجروح بس معاف کہ عہد شباب ہے

آگے سے ذرا اُس ستم آرا کی گذر جائے
جسکو یہ تمنا ہو کہ بے موت کے مر جائے

پھر گرمیِ نشیمن اے شورِ شب ہجر ہم رہ گئے
کام اپنا کہیں آہ فلک سوز نکر جائے

یہ اصل ہیں جنسیتِ اصلی کی کشش ہے
دریا میں اگر قطرہ نجائے تو کدھر جائے

اتنی بھی تو بیگانہ مزاجی نہ رہے گی
یہ عشق ہی کیا دل جو تاثیر نکر جائے

تشبیہ مرے حالِ پریشاں سے نہ دینا
ایسا نہو وہ طرۂ پُرشنگ بکھر جائے

دل خوگرِ شادی ہو یہ ممکن ہے پہ یارو
فرماؤ کہ یہ حسرتِ جاوید کدھر جائے

ظاہر ہے کہ باطن کی لگاوٹ ہے وگرنہ
کیوں غیر کی جانب تری دزدیدہ نظر جائے

اوسکی تو ہر اک آن و ادا کھینچے ہے دل کو
بیچارہ یہ دل ایک یہ جائے تو کدھر جائے

اک کام ہمارا ہے کہ بنجائے پہ بگڑے
اک غیر کا مطلب ہے کہ بگڑے تو سنور جائے

آنکھوں میں کسیکی جو جگہ پاؤں تو کیونکر
میں خود اب پریشان ہوں دیکھو ہی ڈر جائے

میں جانتا ہوں کٹنے گذاری ہے شبِ ہجر
یہ دل کی تسلی ہی جو کہتا ہوں گذر جائے

لو شک بھی اب چھوڑ دیا مضطر نے میں
ہر ایک سے کہتا ہوں کوئی یار کے گھر جائے

ہے خیر گی ایسی کہ کہیں رہ نہیں ملتی
گھر سے مرے جائے شبِ ہجراں تو کدھر جائے

اچھا ہے جو مجروح کو روکے کوئی اوٹھکر
یہ جینے سے بیزار ہے کیا جانے کدھر جائے

منھ چھپانے لگے حیا کرکے
ہوئے بیگانہ آشنا کرکے

ایسے پھر چھپے نہوویں گے
مجکو پچتاؤ گے رہا کرکے

لطف کیا وفا ہے کیا وہ تو
سب کہتے احسان ہیں جفا کرکے

رو کے مسجد میں کیا ہی گھبرایا
رات کاٹی خدا خدا کرکے

اب وہ باتیں کہاں کبھی پہلے
گالیاں سنتے تھے دعا کرکے

خوب ملنے کو آئے تھے صاحب
مجکو مجھسے چلے جدا کرکے

دل ہی لے اوس کی خوبگاڑی ہے
ہر گھڑی عرضِ مدعا کرکے

وہ تو غصہ میں آگ تھے ہمنے
اور بھڑکا دیا گلا کرکے

آہی کو داھتا دیر میں واعظ
ہمنے ٹالا خدا خدا کرکے

کھو دیا ہاتھ سے اونہیں مجروح
یوں ہی ہر روز التجا کرکے

ابھی ہے صدمۂ ہجر انکی گفتگو باقی
خدا کرے نہ رہے یہ بھی آرزو باقی

ہنوز طبع میں آثار لطف ہیں موجود
گلِ شبینہ میں کچھ کچھ ہی رنگ و بو باقی

کسیکے مرنے کا افسوس ہے عبث ناداں
مگر جہاں میں رہیگا ہمیشہ تو باقی

وہ ریزے خوں کے آنکھوں سے اب تھمی ہیں ہے
ہمارے دل میں کہانتک رہے لہو باقی

نہ اُسکے لب کو فقط لعل کہہ کے ختم کرو
ابھی تو اسمیں بہت سی ہے گفتگو باقی

کوئی جئے کہ مرے مے پرست کو کیا کام
رہے جہاں میں سدا شیشہ و سبو باقی

ہوئے تو ہیں وہ مقابل میں اُسکے دندانکے
خدا رکھے دُر و گوہر کی آبرو باقی

تمام کرہی کے ہٹتا ہے ظلمِ بیحد کو
وہ فتنہ ساز تو رکھتا نہیں کبھو باقی

کرشمہ سنج اگر دیکھلے مرے بُت کو
رہے نہ زاہد صد سالہ کا وضو باقی

کسیکی کاکلِ مشکیں کی نکہتِ خوش نے
گلِ شگفتہ میں چھوڑا نہ رنگ و بو باقی

اگرچہ آپ کو کھویا تلاش میں اُسکے
مگر ہے دل میں وہی شوق جستجو باقی

ہمارے شوخ کی نیرنگ سازیاں دیکھو
کہ یاس نخبت ہے اور پھر ہے آرزو باقی

اوسے تو میرے تڑپنے کی سیر ہے منظور
کیا تو ذبح پہ رکھی رگِ گلو باقی

خدا رکھے مرے مجروح مست کو زنہار
کہ میکدہ میں ہے اس دم سے ہے بٹے ہو باقی

جنس ناقص ہوں نہ لاؤ سرِ بازار مجھے
دیکھنے کا بھی نہیں آ کے خریدار مجھے

مثل گوہر ہوں نہاں گو صدف غربت میں
ڈھونڈ لاتے ہیں مگر میرے خریدار مجھے

نہ تو کہنے کی اجازت ہے نہ ہے ضبط کی تاب
کیوں کیا خازنِ گنجینۂ اسرار مجھے

دل ہی سے سارے تعلق ہیں سو یہاں دل ہی نہیں
اب نہیں نیک و بد دہر سے کچھ کار مجھے

رخنۂ در سے بھی کس آفتِ جاں نے جھانکا
کر دیا فرطِ تحیر نے جو دیوار مجھے

جلکے سرمہ جو ہوا برق تجلی سے تو دل
بڑھ گئی اور بھی کچھ حسرتِ دیدار مجھے

روز کر دیتا ہے اک گردشِ تازہ سے دوچار
آسماں تو کیا مرکزِ دوار مجھے

سب ہی کرتے ہیں محبت پہ یہ شورش کیا ہے
رحم اے عشق نکر جینے سے بیزار مجھے

واہ قسام ازل خوب ہی تقسیم ہوئے
حسن جانسوز اور سے آہ شرربار مجھے

اب تو کچھ اپنی بھی آنکھوں سے گرے جاتے ہیں
خوار اتنا نکر لے آرزوئے یار مجھے

لاکھ ہوں صید اگر جمع اسے کیا پروا
وہ تو پہچان کے کرتا ہے گرفتار مجھے

کاوشِ غم کی سدا چھیڑ چلی جاتی ہے
ایکدم بھی تو نہیں چھوڑتی بیکار مجھے

سچ ہے بے آڑ کے پہنتا ہی نہیں تازہ شکار
کیوں لگائے نرکھے چشمِ فسونکار مجھے

دل میں مجروح کے کچھ درد سوا ہے شاید
آج تو داد سے پکارا ہے کئی بار مجھے

پھر تو معدوم زمانہ ہی سے مرزا ہو جائے
کوئی بیمار محبت اگر اچھا ہو جائے

ایسی آسان ہے کیا عزتِ وصلِ یوسف
شانِ معشوق سے آگہ تو زلیخا ہو جائے

موجد عشق ہوئے ہم نہ کہ مجنوں کیا خوب
کام کوئی کرے اور نام کسیکا ہو جائے

نقد دل ہار مرا لیتا ہے اک بوسہ پر
بات تو خوب ہے پر اسمیں ضرر سودا ہو جائے

دل تو دینا ہے فقط ہمکو مزا لینا ہے
پھر اوسی ناز سے اکبار تقاضا ہو جائے

پھر نہ پاؤگے مجھے مثل حباب لب جو
یہ مرا عقدۂ خاطر نہ کہیں وا ہو جائے

اُنکو مطعون مری اُلفت سے جو کرتا ہے عدو
اصل مطلب ہے جو سچ اوسکا یہ کہنا ہو جائے

خوف بدنامی ہے اتنا کہ اُچھل پڑتے ہیں
گر ہوا کا بھی شہ وصل میں کھٹکا ہو جائے

تم جو یکتا ہو تو آئینہ نہ دیکھو صاحب
نہ کہیں تمسے مقابل کوئی پیدا ہو جائے

سرگذشت دل پُرسوز زباں کیا کہیئے
عرض احوال جہاں شکوہ بیجا ہو جائے

بحر دنیا میں نہ غافل تو ابھر مثل حباب
ایک ہی دم میں خدا جانے کہاں کیا ہو جائے

خانۂ غیر سے یاں آئیں تو کیا کہنا ہے
دلکی بر آئیں مرادیں اگر ایسا ہو جائے

جو بجھے زہر میں تلوار نہیں اُسکی پناہ
سُرمہ آلود ذرا چشم ستم زا ہو جائے

یار مستغنی و دل مضطرب شوق وصال
پردہ پردہ ہی میں رسوا نہ زلیخا ہو جائے

ہمسے گر ضد ہے تو اغیار سے ملنا چھوڑو
دیکھنا سچ نہ کہیں قول ہمارا ہو جائے

ہمسے پابند محبت بھی کہیں جاتے ہیں
عقدۂ دام بھی بالفرض اگر وا ہو جائے

کیا سبھی دشمن عشاق ہیں معشوق جہاں
نہ ہے رسم محبت اگر ایسا ہو جائے

زندہ عشق تو مرتے ہی نہیں ہیں بالفرض
شمع ساں سر بھی جو کٹ جائے تو پیدا ہو جائے

خوابیں بھی تو وہ اس ڈر سے نہیں آتی ہیں
کہ اس آئینکا نہ اغیار میں چرچا ہو جائے

آپ کو یار سے بیگانہ سمجھنا ہے ستم
دیکھے وہ خاک جو خود آپ ہی پردا ہو جائے

طبع نقاد کے جوہر کو دکھائیں مجروح
قدر افزائے سخن گر کوئی پیدا ہو جائے

جیلے کا وشِ مژگاں ستمگار رہے — دلمیں سو رخنے ہر اک رخنہ میں سو خار رہے
اوسکے کوچہ میں رہے یا لبِ دیوار رہے — کیا رہے خاطرِ جانانہ اگر بار رہے
ہمنے یہ بھی تو نجانا کہ چمن ہے کیا چیز — اپنے ہی حال میں کچھ ایسے گرفتار رہے
لطف کیا ہے جو رہیں یاس سے دیدہ ہی باتیں — کچھ بنے کچھ بگڑے جب تک دمِ گفتار رہے
یاں کسیکی نہیں کچھ بنی بگڑنے سے غرض — یارب آباد سدا خانہ خمار رہے
قدر بے دردی کی ہوتی نہیں کچھ یہ اُلفت میں — سینہ پُر درد رہے داغ نمکدار رہے
شہر و ویرانہ نما کیوں نظر آئے ہمیں — صحبتیں وہ نہ رہیں اور نہ وہ یار رہے
فاش اسرار جو کرتے ہیں اپاتے ہیں — بہر منصور مہیا رسن و دار رہے
جنس بیقدر نہ ہمسی کوئی ہوگی کہ جسے — مفت بھی لے تو خریدار نہیں خوار رہے
ہم بھی اس خانۂ دنیا میں ہیں پر اسطرح — قید خانہ میں کوئی جیسے گنہگار رہے
یاس کلّی میں لگاؤ نہیں ہتا صاحب — کبھی اقرار رہے اور کبھی انکار رہے
وہ بھی شاید کہ بتقریب عیادت آئیں — ہمتو برسوں اسی اُمید میں بیمار رہے
دیر میں سمجھے مسلمان تو حرم میں کافر — ہم ان افعال دونوں ہی جگہ خوار رہے
نہ کبھی نالہ و افغاں نہ کبھی سوز و گداز — آدمی کیا کہ شب و روز ہی بیکار رہے
وہ عنایات و ستم دونو بہم رکھتے ہیں — یاس و اُمید میں تا اونکا طلبگار رہے
کوئی خواہاں نہیں اس جنس وفا کا ہمتو — خود فروشندہ رہے خود ہی خریدار رہے
اُسکی محفل ہے بہ از خلد بریں مانا سچ ہے — والے محروم نہ یکبو نکر یہ گنہگار رہے
لن ترانی ہوئی آخر ادب آموز کلیم — پہلے تو آپ بہت طالب دیدار رہے
اوسکے در پر تو کبھی بھی رسائی نہ ہوئی — کعبہ و دیر ہی تک کافر و دیندار رہے

لیکے صیاد قفس کو جو اودھر سے گذرا
ہم غضب یاس سے تکتے سوئے گلزار رہے
لن ترانی ہی رہی گرچہ ترانی میں ولے
کچھ نہ کچھ عاشق و معشوق میں گفتار رہے

صلۂ فکر رسائل تو گیا اے مجروح
دیر تک آج وہ سنتے ترے اشعار رہے

دل لگا اوس عدوے جانی سے
ہاتھ اوٹھا بیٹھے زندگانی سے
گو وہ گھرسے اودھر ہی کو آئیں
دل تو مضطر ہے بدگمانی سے
ابر برسائے چشم تر کے حضور
اوسکو تپلا کرونگا پانی سے
آگ بھڑکا رکھی ہے سینہ میں
الاماں سوزش نہانی سے
ہم ہیں کیا اور ہماری سعی ہے کیا
ہے گذر اوسکی مہربانی سے
سُنتے سُنتے مرا فسانۂ غم
اونکو چڑ ہوگئی کہانی سے
طور مستانہ چال سے دیکھو
ہے وہ بیخود مے جوانی سے
شب ہجراں تھی چھوڑنے والی
بچ رہے اپنی سخت جانی سے
زندہ درگور ہوگئے ہمتو
کوہ اندوہ کی گرانی سے
کیوں نہ برہم ہو طبع وسوسہ خیز
یار کی چشمک نہانی سے
تنگ ناصح بگڑ کہ پہلے ہی
تنگ بیٹھا ہوں زندگانی سے

حال اپنا بیان کر مجروح
ہوش اُڑتے ہیں اس کہانی سے

ہوں خوشی کیوں جان جانے سے
یاس کھی ہے اونکے آنے سے
چھپ چھپا کر ادھر اودھر جاکر
دیکھ رہتے ہیں سر ہلانے سے

دیکھ صیاد کو نہ کچھ سوجھا
گر پڑے ہم تو آشیانے سے

کیا سنیں نغمہ سنجیے بلبل
ہائے دل ہی نہیں ٹھکانے سے

نگہ قہر سے مجھے دیکھا
سو بھی اغیار کے جتانے سے

سب سے آپ میں ملتے جلتے ہیں
اک نرالے ہیں وہ زمانے سے

دام صیاد میں پھنسے جا کر
ہم نکلتے ہی آشیانے سے

واہ اے عشق تیرا کیا کہنا
اور ظاہر ہوا چھپانے سے

تھے لوث بہت سو مقتل میں
پاک خوبیں ہوئے نہانے سے

کل تھے جمع وہ واعظ مسجد
آج نکلے شراب خانے سے

جو کہ غیروں کو آشنا جانے
وہ بھلا قدر میری کیا جانے

راز الفت چھپا رہے دل میں
لطف کیا ہے جو وہ سر اجلانے

عشق کو ضبط وہ کرے تو کرے
آگ کو خس میں جو چھپا جانے

زاہد و شیخ پیشہ و ملیں
دل لگی کے مزے کو کیا جانے

سالک مسلک محبت یار
آپ کو اپنا رہنما جانے

ہے وہ عارف جو دولت دنیا
دیکھ لے اور غلط بنا جانے

فرش گل پر جو خواب ناز میں ہو
میری بیچینیاں وہ کیا جانے

جانستاں ہے مرض مریض فراق
ابتدا ہی کو انتہا جانے

دل تو اک چیز ہے مرا لیکن
مفت بر ہے وہ قدر کیا جانے

اونے جمع وہ کا جو پوچھا حال
ہنسکے بولے مری بلا جانے

جسکا رُو ہے وجہ حیرانی مری
اوسنے صورت بھی نہ پہچانی مری

جو ہے سو فکر گرفتاری میں ہے
میری دشمن ہے خوش الحانی مری

کچھ نہیں ہوں اور پھر سب کچھ ہو نہیں
قطرگی میں دیکھہ عمانی مری

دیر تک نظارہ قاتل کیا
آج کام آئی گرانجانی مری

ہوگیا ہوں ہمسر زلفِ دوتا
اُنکو بھاتی ہے پریشانی مری

کہنگی کا ہے ثمر فرسودگی
کیا رہی ثابت مسلمانی مری

جو کہ ہیں عیبِ لباسِ ظاہری
وہ چھپا دیتی ہے عریانی مری

مہر ہر ذرہ ہے ہر قطرہ محیط
اللہ اللہ رے فراوانی مری

وہ تصور میں گئے اغیار کے
کچھہ نہ کام آئی نگہبانی مری

ابر رحمت بھی غبار آلود ہے
قہر ہے آلودہ دامانی مری

دلمیں نشتر کو نہ دیکھا ہو اگر
دیکھہ کاوش ہائے پنہانی مری

میں کسیکا خانۂ دولت نہیں
چرخ کیوں کرتا ہے ویرانی مری

حسرتِ جاوید کی خواہش کسے
کوئی دنیا میں نہیں ثانی مری

اتنا اے مجروح ساماں کس لیئے
چار دن ہے ہستی فانی مری

دوا کچھہ نہیں تیرے بیمار کی
مفرح مگر لعل دُربار کی

کبھی آنکھہ جھپتی نہیں پیار کی
خموشی ہے یاں طرز اظہار کی

دیا حق نے ہے لن ترانی جواب
ہوئی پوچھہ کس جا طلبگار کی

وہ بن ٹھن کے گھر سے نکلنے لگے
بگاڑا ہے صحبت نے اغیار کی

مری جنسِ ناقص کو لیتا ہے کون
تو مجھ ہی بس ہے خریدار کی

کوئی دوست کا اپنے دشمن نہیں
یہ ہیں خاص طرزیں مرے یار کی

عوض اوسکے دیتے ہیں حور و قصور
تسلی ہو کیا طالبِ یار کی

نکلتی نہیں جان کیوں ہجر میں
یہ حسرت ہے کیا اُسکے دیدار کی

کھٹکتی ہے دلمیں سنا نکیطرح
صدا ہے یہ کس نے گرفتار کی

گئے ہمصفیران رنگین نوا
ہوس اب کسے سیر گلزار کی

فلک کو بدی سے کبھی بس نہیں
یہ خو ہوگیا اوس جفاکار کی

کوئی کوہکن ہے کوئی دشتِ گرد
نہیں عشق میں قدر بیکار کی

وہ اک رات بھی آن سوئے یہاں
قسم غیر کے بخت بیدار کی

وہ آنکھوں نکے پیتے ہی شرما گئے
کھلی کچھ نہ اقرار و انکار کی

کہیں زخمِ ہجر و وصل کا بھر نجائے
نشانی ہے یہ خنجرِ یار کی

جز عرضِ حال گو کوئی چارہ نہیں مجھے
پر اوسکے آگے بات کا یارا نہیں مجھے

ہم جانتے ہیں کام یہ بانکی ادا کے ہیں
تلوار سے تو آپنے مارا نہیں مجھے

جتنا کہ رشکِ غیر سے مشتاق مر ہوں
اتنا تو اشتیاق تمہارا نہیں مجھے

اک صبر اپنا مونسِ تنہائی تھا سو آہ
مدت ہوئی کہ وہ بھی سہارا نہیں مجھے

آرام اپنے گوشۂ عزلت میں خوب ہے
پروائے قصر قیصر و دارا نہیں مجھے

مینے کہا کہ بوسہ نہ دے بیٹھ تو سہی
بولا کچھ اعتبار تمہارا نہیں مجھے

محویت اپنے حال میں ہے اسقدر اُسے
پہچانتا وہ یار خود آرا نہیں مجھے

کیا اسمیں چین پائے جو اوسمیں امید ہو
کچھ احتیاج عمر دوبارا نہیں مجھے

باغ جناں و سایۂ طوبےٰ ملے تو کیا
وہ بت جدا ہے تو گوارا نہیں مجھے

مستی میں راز کون و مکاں کر دیا ہے طے
پر کیا کہوں مفا نکا شمارا نہیں مجھے

بیگانہ وار کرتا ہے اس طرح گفتگو
گویا کہ اوس حریف نے مارا نہیں مجھے

گو بحر عشق خوب ہے پر شناوری
آتا نظر پہ اوسکا کنارا نہیں مجھے

جسکا مرنا خستہ مرنیکا ہو خبر تو لو
عرصہ ہوا کہ اوسنے پکارا نہیں مجھے

وہ ہیں طالب تو پوچھنا کیا ہے
جان جاناں سے بھی سوا کیا ہے

تمکو ہونا پڑیگا شرمندہ
کچھ نہ پوچھو کہ مدعا کیا ہے

کل دل ہیں ضرور ہے شب وصل
تیری حاجت ہی اے حیا کیا ہے

اک نگاہ کرم ہے ہو کہ نہو
ارزش جان مبتلا کیا ہے

فرض عاشق ہے جانکا دینا
اور اس بات سے سوا کیا ہے

سوز عشق نہ دل میں ہو جب تک
شورش عشق کا مزا کیا ہے

قیس و فرہاد نے اوڑائے مزے
عشقبازی میں اب دھرا کیا ہے

ہے وہی ایک مختلف اوضاع
موج خود بحر سے جدا کیا ہے

لائی اوس دست و پا کو قابو میں
تیری تقدیر اے خدا کیا ہے

جان کو چھوڑتی نہیں تن میں
ہے قضا آپ کی ادا کیا ہے

اونکو منظور خود ہے کم نگہی
تیری تقصیر اے حیا کیا ہے

ہوتے ہو ملتے ہی ترش ابرو
اس ملاقات کا مزا کیا ہے

ذکر اعدا جو سنکے میں بگڑا ہنسکے بولے بچے ہوا کیا ہے

ہمہ تن گوش ہو جو تم جچے ۷۹
ذکر شرب شراب کا کیا ہے

سر کو تن سے مرے جدا کیجے یہ بھی جھگڑا ہے فیصلا کیجے
مجھپہ تہمت صنم پرستی کی شیخ صاحب خدا خدا کیجے
لعل کو اوسکے لب سے کیا نسبت یہ بھی اک بات ہے سنا کیجے
لو وہ آتے ہیں جلد حضرتِ دل فکر صبر گریز پا کیجے
ہم غنیمت اوسیکو سمجھیں گے لو وفا وعدہ جفا کیجے
اپنا کینہ بنوں کہ یا رقیب کسطرح اوسکے دلمیں جا کیجے
یاں تو مطلب ہی کچھ نہیں رکھتے جو کسی سے کہیں روا کیجے
مدعی گھات ہی میں رہتے ہیں کیونکہ واں عرض مدعا کیجے
دکھ جو مجروح نے سہے غمسے اوسکا کیا شرح ماجرا کیجے
مرگیا وہ پہ یاد آتا ہے اوسکا کہنا کہ آہ کیا کیجے
سخت مشکل ہے یار کا کہلنا یہ گرہ کسطرح سے وا کیجے
صبر کے فائدے بہت ہیں ولے دل ہی بس میں نہو تو کیا کیجے
غیر کی پاسباں کی دربانکی کس کی جا جاکے التجا کیجے

اوس کی وہ آنکھ اب نہیں مجروح
جلد کچھ اپنا سوجھتا کیجے

لب ضعف سے پوچھ جو کچھ میرا حال ہے نقشِ نگیں ہوں بیٹھکے اُٹھنا محال ہے

اُس نازنیں کا خواب میں آنا محال ہے
اے شوق بے ادب تجھے یہ کیا خیال ہے

کچھ عرض مدعا کی ضرورت نہیں وہاں
اہل غرض ہوں جو وہ مری صورت سوال ہے

ہر چیز کا کمال ہے آہستگی کے ساتھ
آخر ہے جو کہ بدر و اول ہلال ہے

ہجر انمیں اتنا ہے یہ اذیت کہ آجکل
ہمکو حرام موت بھی مثل حلال ہے

ہر جا پری رخوں کا ہے جمگھٹ لگا ہوا
آراستہ عجب مری بزم خیال ہے

دیکھو کہ ماہتاب لکد کوب خلق ہے
یاں جو کہ سرفراز ہے وہ پائمال ہے

سیلاب جلد ریز تھا یا ہو گیا سراب
وہم ابتدائے عشق تھے اور یہ مآل ہے

وہ کونسا ہے گل جو نہ کھلتے ہی گر پڑا
سچ ہے کہ ہر کمال کو آخر زوال ہے

انوار بخش پست و بلند جہاں ہے بدر
یکساں ہے اوسکا فیض جو صاحب کمال ہے

اوسکی کمر نہ آئی کسی ڈھب خیال میں
سچ ہے کہ جز و لاینحزی محال ہے

آلودہ گناہ نہ دنیا سے جاؤنگا
یاں غسل کے لیئے عرق انفعال ہے

جھگڑا ہنر اور کسب کمال و ہنر غلط
ہاں بے کمال ہونے میں صاحب کمال ہے

نغمۂ ساز سُنتا ہے جو مساز مجھے
یاد آتی ہے کسی شوخ کی آواز مجھے

نکلی آواز جو ہیں وام میں وٹ الا بہ چرخ
دیکھ سکتا ہی نہیں مزمہ پرداز مجھے

اوسکی روداد سمجھکر ہو نیکو نکر دل بند
آج آیا جو نظر یار کا در باز مجھے

ضعف سے کھٹکا ہی بی
ساتھ لیکر نہ اور آہ فلک تاز مجھے

ہمصفیران چمن کو تو مرخص کر لوں
ہے یہ مہلت فلک تفرقہ پرداز مجھے

ہے وطرار ہر اک ڈھب سے پہنانیوالا
چھوڑتا کب ہے بھلا غمزۂ غماز مجھے

طرز کا حضرتِ غالب کی تتبع ہو اگر
وہ تو مجروح ہو سرمایۂ صد ناز مجھے

پاک آئے غرقِ عصیاں ہو چلے
ساتھ جو لائے تھے وہ بھی کھو چلے

اب وہ پہلی سی نہیں کج بحثیاں
بارے کچھ وہ اتو سیدھے ہو چلے

جب مجھے گھر میں نہیں پاتے تو وہ
آ کے کہتے ہیں کہ ہم تو ہو چلے

باغِ عالم کو جو دیکھا بے ثبات
مثلِ شبنم ہم بھی آ کر رو چلے

کب مقیم دھر ہوں اہلِ فنا
رہگزر تھا اسطرف بھی ہو چلے

ابتدائے عمر اور غفلت کا زور
شام سے پہلے ہی ہم تو سو چلے

راہِ مسجد کی نہ یاد آئی مجھے
جب چلے ہم میکدہ ہی کو چلے

کجروی سے یہ فلک تھمتا نہیں
ورنہ تھک جائے ہمیشہ جو چلے

اوسکا واں مجروح پائینگے ثمر
جو کہ یاں تخمِ سعادت بو چلے

مجھے اور غیر کو باہم لڑا کے
الگ ہو بیٹھے اک فتنہ اٹھا کے

پیتے کب ہیں مارے اس ادا کے
وہ چلنا ہائے دامن کو اٹھا کے

انہیں سمجھو نہ تیروں کا برسنا
کرشمے ہیں یہ چشمِ فتنہ زا کے

دیا پہلے ہی دل اب دوں تو کیا دوں
مجھے شرمندہ کیوں کرتے ہو آ کے

یہ شغلِ عشقبازی ہے کہ جسمیں
مزے ہیں ابتدا میں انتہا کے

وہاں اغیار سے ہے گرمِ صحبت
یہاں شکوے ہیں بخنِ نارسا کے

ترا کوچہ مگر ملکِ عدم ہے
نہیں پھرتا ہے واں سے کوئی آ کے

حقیقت گو نہیں کھلتی پہ زاہد
بجستجو ہیں ہے اصلِ مدعا کے

وہ کوئی رنگ ہو پر ہے ہمیشہ
وفا کرتے ہیں پردہ میں حفا کے

وہ سمجھیں نقشِ دیبا خط بطلان
جو ہیں تسخیر نقشِ بوریا کے

اوٹھایا اوسنے اک ظاہر کا پردہ
ابھی پردے اُٹھانے ہیں حیا کے

بہت ہیں حسن پر نازاں مہ و مہر
چمکا ہی دو نہ اس جھگڑے کو آ کے

عدو کو بزم آرائی مبارک
نتائج ہیں یہی بختِ رسا کے

لے مجروح میخانہ میں زاہد
یوں ہی شہرے تھے اُنکے اتقا کے

لگی رہتی ہے ہر دم اُسکے پاسے
پسا جاتا ہو میں رشکِ حنا سے

یہاں ہیں آبِ خنجر کے پیاسے
تجھے کیا تشنگی آبِ بقا سے

یہ ہے حاصل وسکی طرز دلربائی
مزا ملتا ہے قہرِ لطف زا سے

کرے تاثیر کیا آہ شرر ریز
وہ بچکر چلتے ہیں میری ہوا سے

یقین ہے اونکے بلجانیکا ہمکو
شبِ غم کم نہیں روزِ جزا سے

عجب کیا ہے جو میرے گھر میں آجائیں
وہ آتے بھولتے ہیں التجا سے

اثر معلوم لیکن یہہ ہی بس ہے
اونہیں کھٹکا تو ہے میری دعا سے

ہوئے فرسودہ اپنے ناخنِ شوق
یہہ اولجھاؤ ہے بندِ قبا سے

یکیں ہیں خاک آئینہ پہ ہیچ ہے
کدورت سبکو ہے اہلِ صفا سے

ہر اک دم ہے طلبگارِ محالات
اجابت کیوں نہ گھبرائے دعا سے

وفورِ شوق نے خط ہی بگاڑا
ہوا مشکوک مطلب جا بجا سے

کیا شکوہ ۔ کا تو بولے ۔ یوں ہی تم جلتے رہتے ہو سدا سے
یہ قد عن ہے نہ لیجا نگہتِ زلف ۔ وہ بدخو ابتو لڑتا ہے ہوا سے

بتو نے اتنا کیوں دبتے ہو مجروح
مارا بیگے یہ کیا تمکو خدا سے

نہ کیا عرض مدعا مل سکے ۔ دلمیں ارمان رہ گئے دل کے
وہ جب آتا ہے اوسکے لینے کو ۔ ہوش جاتے ہیں اہل محفل کے
عزم بالجزم چاہیئے پھر تو ۔ ہر جگہ ہیں نشان منزل کے
ایک ہی وار میں تمام کیا ۔ دست و پا بھی ہلے نہ بسمل کے
ہم وہاں جائیں کیا کہ پہلے ہی ۔ غلغلہ ہیں شکست محفل کے
ہے نصیحت درست ناصح کی ۔ کیا وہ سمجھے معاملے دل کے
جذب کامل ہو قیس کا تو ابھی ۔ پردے اٹھ جائیں آپ محمل کے
شربتِ وصل دیجئے یا زہر ۔ رد نہ کرنا سوال سائل کے
خط اوسے کیا بہشت میں جسنے ۔ رنگ دیکھے ہوں تیری محفل کے
صحبتِ بد میں نیک بد ہو جائے ۔ ق تجربے ہیں یہ عقل کامل کے
لب طاہر کنندہ ہے لیکن ۔ خود بخود ہو شراب میں مل کے
رس ادا سے ہے ہاتھ میں شمشیر ۔ بوسے لوں کیونکہ دستِ قاتل کے
آہن شکن کو کیا روکوں ۔ ٹکڑے اوڑ جائینگے مرے دل کے
طلب نذر دل کو لایا ہے ۔ حوصلے دیکھ اپنے بیدل کے
بس آزاد طبع ہے مجروح ۔ ہم بہت اوس سے خوش ہوئے مل کے

واہ کس درجہ کی جفا تو نے
کر دیا مجکو بیوفا تو نے

کب وہ پردے سے مونہہ دکھاتی ہے
کی مدد آہ شعلہ زا تو نے

لاکے اوسکی شمیم عطر آگیں
مجکو تڑپا دیا صبا تو نے

آہی پہنچا تھا محتسب نادیر
میری عزت رکھی خدا تو نے

دلِ عاشق کو توڑتے رہنا
خوب ڈالی ہے یہ بنا تو نے

نگہتِ یوسفی کو لاکے صبا
مجکو دھوکا ہی تہا دیا تو نے

واہ اے عشق نام عزت کا
کھو دیا سب رہا سہا تو نے

کس سے کہتا ہے یہ کہ صبر کرو
وہ تو پہلے ہی لے لیا تو نے

کیا ہے آسان جان کا دینا
مونہہ سے اک آہ بھی کہدیا تو نے

اب مرے یا جئے کوئی بیدل
کام اپنا تو کر لیا تو نے

قتل کو میرے آگئے بارے
یہ تو وعدہ وفا کیا تو نے

چھیڑ دیکھو کہ کر کے ذکر عدو
مجھسے کہتے ہیں کچھ سنا تو نے

قیمتِ بوسہ پوچھنے سے گئے
نرخ اتنا گراں کیا تو نے

دل سی شے سونپ دی اُسے مجروح
ارے ناداں یہ کیا کیا تو نے

جسکو خورشید نے نچھ کم کی
وہ سیاہی ہے اس شب غم کی

تخت اور جام کیا کوئی دنمیں
خاک اوڑتی پھرے گی خود جم کی

سنگ و آہن نہیں ہے یہ دل ہے
تا کجا تاب جور پیہم کی

وقت آخر مریض غم کا ہے
آمد و شد رہی ہے کچھ دم کی

دل [illegible] کو چھوڑتے ہی نہیں
قہر گھاتیں ہیں زلف پُرخم کی

نیند بیت کی نہیں جاتی
کیا سیاہی ہے وہ شب غم کی

پاس اوسکے زیادہ جاجاکر
ہمنے توقیر اپنی خود کم کی

مجھسے مجروح کیوں اوجھتے ہیں
زلف اونکی صبا نے برہم کی

یہاں کسکو خوشی رہتی ہے اعدا کی خبر کی
میں بھی ہوں بشر مجھسے نہ باتیں کرو شر کی

دل زخمو نسے ہی چور جگر داغ سے معمور
حیران ہوں خبر لوں میں ادھر کی یا اودھر کی

پڑجائیگا زردا تے ہی اُس مہر جبیں کے
کھلجائیگی اب سب حقیقت گل تر کی

ہم لوگو نمیں ہو ربط نہ باہم تو عجب کیا
جب گرم نہ صحبت رہی موسیٰ و خضر کی

میں جانتا ہوں ہوتے ہیں جن جن سے اشارے
غافل نہ سمجھ تاکیں ہیں روزن در کی

اپنی تو طبیعت میں ہے آزادہ مزاجی
کچھ سود کی خواہش ہے نہ ہے فکر ضرر کی

اے وحشت جنوں ہجر کی شب میں نہیں تھمتا
ہاں دھجیاں اُڑجائیں گریبان سحر کی

اک وار سے گر کیجے سرافراز تو جانیں
تعریف تو سنتے ہیں بہت سیف و سپر کی

اُس رُخ پہ پڑے رہنے کا ڈھب تم ہی نکالا
بنتا ہوں نقاب اوسکی لیے تار نظر کی

اغیار کے ملنے سے کبھی سیر نہو گے
جھوٹی یوں ہی کیوں کہاتے ہو قسمیں مرے سر کی

کچھ زرد سا آتا ہے نظر چہرہ خورشید
شاید کہ نقاب اُس رُخ پرنور سی سر کی

ہے دیکھنا اسطرح کہ گویا نہیں دیکھا
کیا تمکو خبر ہے یہ شرارت ہے نظر کی

کثرت سے ہر اک چیز کی رُکجاتا ہی رستہ
روکی ہے دعاؤں نے مری راہ اثر کی

ہے جنس کے اوصاف سے ہم جنس ہی واقف
زیبا ہی دہن سے تری تعریف مگر کی

پتھر کو بھی باقی نظر مہر ہے یاقوت | ہر عیب کو ڈھونڈتی ہے نظر اہل نظر کی

دربان سے کام اپنا خوش آمد سے نکالو
مجروح وہیں نکلو گے تکرار اگر کی

لو صحبت اعدا نے کیا اور اثر بھی | وعدہ کیطرح پھرنے لگی اونکی نظر بھی
لنبت بھی ہوئے دیکھو کام اپنا بگاڑی | ہے بند مرے دل کیطرح یار کا در بھی
عاشق نہ سمجھتے تو وہ منھ کو نہ چھپاتی | کھویا دل بیتاب نے وہ لطف نظر بھی
یہ کیا کہ ہمیں مے تمہیں ہاں لطف تو جب ہے | تاثیر محبت جو ادھر ہو تو ادھر بھی
ہو طالب دیدار مگر حضرت موسےٰ | فرمایئے یہ آپ میں ہے تاب نظر بھی
جسطرح زباں کھولی ہے دشنام دہی پر | میں آؤں تو اوسطرح سے کھلوایئے در بھی
دلدادہ اعدا ہو کہیں دیتی ہیں آنکھیں | چھپتا ہے کہیں عشق کا انداز نظر بھی
سیراب ہوئے تشنہ لبے تیرے کرم سے | اے ساقیٔ مستان نگہ مہر ادھر بھی
اللہ رے شب فرقت جاناں کی درازی | ہمکو تو فراموش ہوا نام سحر بھی
اب میری عداوت پہ کہو باندھیگی کسکو | کام آہی بجاتی تری ہوتی جو کمر بھی
اوس کوچہ میں میرا در و دیوار ہے دشمن | تو آنکھ دکھاتا ہے مجھے روزن در بھی
اے تیر نگہ دل ہی سے جانا نہ نکلکر | ہے فیض قتم کا ترے مشتاق جگر بھی
گو شامت اعمال سے اب گوشہ نشیں ہے | پر اصل میں محسود ملائک ہے بشر بھی
دیوانہ ہوں بے دشت ہی میں میرا ٹھکانا | جنگل ہی کیطور مرا ویران ہے گھر بھی
یاں شوق یہ کہتا ہے کہ دیکھا کرے دنیا | واں طرز نزاکت سے نہیں تاب نظر بھی
سو بار کیا بخیہ پہ تہمتا ہی نہیں ہے | کیا یار کا پردہ ہے مرا چاک جگر بھی

جب تجھ بن نہ کوئی موجود تھا نہ ہوگا
دلمیں ہیں طبع کے جوہر موجود ہو گر نخل تو پیدا ہو ثمر بھی
دم باقیں یا ہے ترے چارہ گر و نکا بیمار محبت تجھے مرنا ہے تو مر بھی

کس طنز سے کہتے ہیں مجھے دیکھ کے در پر
مجروح جگر خستہ ترا ہے کوئی گھر بھی

جان لی ادسنے یاں دھر کیا ہے ملک الموت کو ہوا کیا ہے
اتنا ملنا بھی ترک کر دوگے پھر نہ پوچھو کہ مدعا کیا ہے
دلمیں کیا ڈھونڈتا ہے او بدظن یاں ترے درد کے سوا کیا ہے
کس کی حاجت ہے غارت دلمیں کم تری چشم فتنہ زا کیا ہے
جبکہ جبل الورید سے ہے قریب پھر تو ہمسے خدا جدا کیا ہے
جسپہ باب اثر ہوئے مسدود تیرے عاشق کی وہ دعا کیا ہے
دل ہے دیناگہ تو جاں لے لو اور اس جرم کی سزا کیا ہے
نہیں نکہت شناس اپنا دماغ تیری تقصیر اے صبا کیا ہے
میکدہ میں سبیل مے ہو کاش آج آواز اصلا کیا ہے
جب ملیں پیچ و تاب کھاتے ہو اس ملاقات میں مزا کیا ہے
ہے جو آوازہ ببریز ببریز در میخانہ آج وا کیا ہے
سایہ کیوں ساتھ ساتھ رہتا ہے یار پر یہ بھی مبتلا کیا ہے

خود نشانہ خطا کیا تو نے
اس میں مجروح کی خطا کیا ہے

عشق میرا بڑھائے جاتا ہے اپنا جوبن دکھائے جاتا ہے

کون آتا ہے مجھ مریض کے پاس
غش تو ہاں روز آئے جاتا ہے

اسکا ملنا محال ہے لیکن
شوق ہمت بڑھائے جاتا ہے

اے غم یار کیوں نہیں آتا
کیا کوئی تجکو کھائے جاتا ہے

ظاہر اودر باش و ناز نہاں
پاس اپنے بلائے جاتا ہے

نہ اوسے شمع چاہیئے نہ چراغ
وہ تو جسکو جلائے جاتا ہے

وہ ہے صناع روز میرے لیے
نئے بہتان بنائے جاتا ہے

دل مضطر وہاں نجا کہ کہیں
کوئی بھی بے بلائے آتا ہے

الحفیظ اوس کمانکے تیر و لنے
تیوری کو چڑھائے جاتا ہے

بحث میں غیر سے نہ ملنے کے
سارے پہلو بچائے جاتا ہے

کیا منعاں بھی ہے خیر کا پتلا
مے پیالے پلائے جاتا ہے

رشک اعدا کا گھن مرے دل کو
ہولے ہی ہولے کھائے جاتا ہے

ظرف مجروح بادہ کش دیکھو
خم کے خم ہی چڑھائے جاتا ہے

یہ شوخی سے اسکی نظر ہوگئی
کسی نے نہ جانا کدھر ہوگئی

کبھی دیکھتے تھے ادھر بھولکر
اب اس سے بھی قطع نظر ہوگئی

وہ ازبس ہی نازک تعجب ہے کیا
ق گراں طبع صیاد اگر ہوگئی

تہ دام ہمکو تڑپنا نہ تھا
یہ ہو لیے تقصیر پر ہوگئی

لگاؤ اگر ہو تو اتنا تو ہو
وہاں بات کی یاں خبر ہوگئی

کسیطرح سیدھی نہ ہمسے ہوئی
یہ قسمت بھی اوسکی نظر ہوگئی

کوئی پیش آنا ہے روزِ سیاہ
شبِ ہجر کی جو سحر ہو گئی

چھپایا بہت رازِ اُلفت ولے
وہ کافر ادا پردہ در ہو گئی

ہوا گو یہ برباد مشتِ غبار
صفائی تو اونے مگر ہو گئی

ہمیں تو نہیں اسقدر بھی ثبات
بہت دیر تجکو شرر ہو گئی

چلے آؤ گے بن بلاتے یہاں
کوئی آہ گر کارگر ہو گئی

شبِ وصل ہے یارم برق ہے
ابھی شام تھی یا سحر ہو گئی

تم آنکھوں کو اتنا جھکاتے ہو کیوں
کہیں کیا کسیکی نظر ہو گئی

کہا حال اس ڈھب سے مجروح نے
کہ اوسل شوخ کی چشم تر ہو گئی

تیرا چھوڑ کر جو کہ در جائیں گے
جئیں گے وہ کیا خاک مر جائینگے

غضب ڈھائیگا اور بھی سادہ پن
وہ بگڑینگے جتنے سنور جائینگے

دکھاتے ہو کیا تیغ زہر آبگوں
ہم ایسے نہیں ہیں جو ڈر جائینگے

نہیں کچھ یہ کھلتا کہ مانند موج
کدھر سے ہم آئے کدھر جائینگے

بکھیڑا ہے کیا فرقتِ یار میں
نہیں بس چلیگا تو مر جائینگے

وہ در ہے مقرر مثل قبلہ نما
وہیں جا رہینگے جدھر جائینگے

ہمیں فکر خورشید محشر نہیں
عرق میں خجالت کے تر جائینگے

اوسی جوش پر ہیں بند اشک چشم
یہ دریا نہیں جو اُتر جائینگے

مٹا کر محبت میں نام و نشاں
ہم عشاق میں نام کر جائینگے

کوئی ہم نوا ہے نہ یار آشناں
جو چھوٹے بھی ہم تو کدھر جائینگے

یکجا اہل عدم میں ہے اور ہم میں فرق
گئے وہ تو ہم ٹھہر کر جائینگے
نہیں کچھ وہ داد و ستد کے کہرے
نہ دینا اونہیں دل مکر جائینگے

ہے بزم اونکی مجروح کے برخلاف
پشیمان ہونگے اگر جائینگے

ہے نشاں یا کہ بے نشانیں ہے
گفتگو آپ کے دہاں میں ہے
ہیں بلائیں ٹپک رہیں شاید
کوئی سوراخ آسماں میں ہے
برق کو ڈھونڈتے ہو کیا دیکھو
وہ پڑی میرے آشیاں میں ہے
پوچھتے ہیں وہ کس تعجب سے
کوئی ہمسا بھی کیا جہاں میں ہے
وہ کسی پر کھلا نہیں اب تک
جو کہ نکتہ ترے دہاں میں ہے
دلپہ وہ چل رہا ہے سنگِ چمن
موسمِ گل ہمیں خزاں میں ہے
انتظار اوس کا کر رہا ہے کام
دم کہاں جسمِ ناتواں میں ہے
رشکِ خلخال پر بہت ہے ولی
آپ کا پاؤں درمیاں میں ہے
جز غمِ مرگ دوستاں اے خضر
کیا دہر اعمر جاوداں میں ہے
ہے ہر اک چیز اصل پر راجع
خاک اس تیرۂ خاکداں میں ہے
کیا کروں گر نہ دام میں جاؤں
دل ہی بیچین آشیاں میں ہے
تیغ سے اوسکی بچ گئے تو کیا
تیر دل دوز بھی کماں میں ہے
اور تحفہ نہ ڈھونڈ اے مالک
جبکہ یوسف ہی کارواں میں ہے
ہے زباں اوسکے وصف سے عاجز
لطف جو میر کی زباں میں ہے
بات ہوتی نہیں لبو لہنے جدا
کیا حلاوت ترے بیاں میں ہے

طرفہ وہ بے مکان ہے مجروح
جس کا خواہاں ہر اک مکاں میں ہے

ہر زہ گردی میں زلیخا وہ بت ہرجائی ہے
آج اللہ نے صورت ہمیں دکھلائی ہے

ہے شب ہجر میں اتنا ہی سہارا کافی
بدلے کھانیکے نہ کھانیکی قسم کھائی ہے

میرے اس دشت پُر آشوب میں بجنا ہی محال
حضرت خضر کو یاں موت مگر لائی ہے

شیخ میخانہ سے کیا کام ہے مینے تو فقط
طبع دو چار گھڑی آن کے بہلائی ہے

مہر وش وعدہ شب کر کے ہوا یہ غائب
کہ سحر شکل مجھے آن کے دکھلائی ہے

ولکا یاں میری عیادت کو تو آنا معلوم
ہاں می موت تو لینے کو خبر آئی ہے

بادہ پیمائی ہو اعدا کو مبارک اوس سے
یاں تو قسمت میں لکھی باد پیمائی ہے

کہتے ہیں غیب سے بہبود ہ سرا ہے مجروح
اُسکی باتو نہ بنانا کہ وہ سودائی ہے

غیر بدظن سے یہ نہاں ہی سہی
راز میرا تراد ہاں ہی سہی

چھٹ کے کعبہ ملا صنم خانہ
دل لگی سے غرض ہے یاں ہی سہی

کچھ تو خواہش میں چاہیے کاہش
گر نہیں فضل گل خزاں ہی سہی

رشک اوسپر بھی آ ہی جائے گا
پاس اُسکے مرا مکاں ہی سہی

روز سنتے ہو قصۂ حمزہ
آج تو میری داستاں ہی سہی

ہم تو ناکامیاب ہیں ہر طرح
آسماں اوسکا آستاں ہی سہی

ناز جیسا تو اوٹھ نہیں سکتے
غیر تیرا مزاجداں ہی سہی

چھیڑ ہوتی رہے شکایت کی
وہ نہیں ہے تو آسماں ہی سہی

دور چلنے سے گر تھکو مجروح
تو مکاں اپنا لامکاں ہی سہی

جمال شاہدِ مقصد کہیں دکھا ساقی
صراحی مئے بے غش کو جلد لا ساقی

جہاں میں بزم نہیں میکدے سے رنگیں تر
وہی شراب ہے میخے ہیں جا بجا ساقی

یہاں تو اور کسی چیز سے نہیں مطلب
ہمارا جام تو مقصد ہے مدعا ساقی

ہوا ہے وادیِ میخانہ اور رندوں کی
ہر ایک سمت یہی دھوم ہے کہ لا ساقی

نہیں ہے ہوس ہمیں حریفانِ بادہ کش پیہم
تو اپنی مست نگاہیں نہیں دکھا ساقی

یہاں ہے پیرِ مغاں سے ارادت ازلی
شرابِ خاص پئیں گے یہ دیکھنا ساقی

سوال بادہ کریں کیا کہ دیکھ کر تجکو
ہمارے ہوش ہی رہتے نہیں بجا ساقی

ضروریاں کسی میکش کی روح ہے موجود
جو خود بخود ترا ساغر چھلک گیا ساقی

نہ اسقدر ہو تنک ظرف دے جام شراب
تو مجھے میکشِ مفلس کی لے دعا ساقی

ہوائے سرد میں ہے سرد مہریاں تا چند
گلاس آتشِ سیال کا پلا ساقی

ہمارے دل کو ہے اس بزم مختصر کی طلب
کہ جس میں مطرب رنگیں نوا ہو یا ساقی

یہ میکدہ بھی ہے اجماعِ نیریں کی جا
کہ آفتاب تو بادہ ہے ماہ لقا ساقی

کبھی نہ جام چھلکتا ہوا دھر لایا
گلہ مدام یہ بختے ہمیں رہا ساقی

نہیں ہے میکدے میں قدر شیخ اے مجروح
اوسے تو گالیاں دیتا ہے برملا ساقی

غزلیات تمام شد

خمسہ بر غزل قدسی رحمہ اللہ

اے شہ کون و مکاں تجھے وہ نیشان نبی
فخر کرتی ہے تری ذات پہ عالی نسبی

ورد اپنا یہی ہے اے ہاشمی و مطلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

پرتو مہر سے ہو جائے ہے عالم پُر نور
کہتے ہیں خسرو خاور اُسے ہی بہ دستور

تیرے تابع ہے جہاں گرچہ بعنوان صبور
ذاتِ پاکِ تو دریں ملک عرب کرد ظہور

زاں سبب آمدہ قرآں بہ زبانِ عربی

واقف اس بات سے ہیں خاص سے لیکر تا عام
کہ ہوا دونو جہاں کا تے باعث بے نظام

تو سحاب کرم و فیض ہے ایفخر انام
نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

زاں شدہ شہرہ آفاق بشیرین رطبی

روشنی میں مہ و خور کا ہے کہاں تک عالم
حسن میں یوسف و یعقوب کو بھی ہے یہ کم

غرقۂ بحر تحیر بخدا ہوں اسدم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بوالعجبی

اسطرح جسم میں کس شخص کے سایہ نہ ہوا
سر پہ یوں کسکے رہا ابر کا ہر دم سایا

رتبۂ قرب یہ معراج کا کسکو ہے ملا
لنبقے تنیست بذات تو نبی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

کچھ عجب بند مصائب میں پھنسا ہوں یارب
ایک میں کیا کہ زمانہ ہی کی بد ہیں حالات

تجھ سوا کس سے کہیں اے خضر راہِ نجات
ماہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

اللہ اللہ رے گردوں دوی تونِ پاک | جسکی تعریف میں درماندہ خیال و ادراک
یوں نظر جیسے کہ آئینہ سے نکلے چالاک | شبِ معراج عروج تو گزشت از افلاک

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

سرور اسہو خطا سے ہے خمیر آدم | بخشنا میرا گنہ تو ہے شفیع عالم
دلکو رہتا ہے اسی بات کا دنرات الم | نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگِ کو بتو شد بے ادبی

نہ امیری کی ہے حسرت نہ تمنائے رشی | بلکہ ہے خواہش مجروح دل افگاریہی
یاد میری بھی کہ مداح ہوں شاہا میں بھی | بیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

خمسہ بر غزل میر تقی صاحب میر

شب و روز ہی وصل منظور ہے | مگر سعی میں اوسکی معذور ہے
یہ کیا اپنی خواہش سے مجبور ہے | کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے

زمیں سخت ہے آسماں دور ہے

ہے وہ دوا جسکی ہوا احتیاج | نہیں دل شکستن کا لیکن علاج
ذرا احتیاط اسکی رکھنا تم آج | دل اپنا نہایت ہے نازک مزاج

گر اگر یہ شیشہ تو بس چور ہے

گرفتارِ الفت ہوا جب سے جی | خبر کچھ نہ دنیا و دیں کی رہی

یہاں کون سی بات میں کی کمی | تمنائے دل کے لیئے جان دی
سلیقہ ہمارا ابھی مشہور رہے

وُہی آتشِ شوق ہے مشتعل | وہی شورشِ ذوق ہے متصل
نہ غیر دل کو دیکھا اور نہ اپنو نے مل | کہیں جو تسلی ہوا ہو یہ دل
وہی بیقراری بدستور رہے

ہوا اشک خونین کا یہہ اُستلم | گئی موج خوں تا بہ چرخِ ستم
ہماری تبہے عقل ایجا پہ گم | کہو چشم خونبار کو چشم نم
خدا جانے کب کا یہ ناسور رہے

اُسی کی طلب ہمکو ہے بار بار | نہ دلکو تسلی نہ جاں کو قرار
میں بیتاب اور وہ تغافل شعار | نہو کس طرح فکر انجام کار
بہروسہ ہے جسپر وہ مغرور رہے

نہ مجروح ہی کچھ اُس سے ہے بہرہ گیر | سخن آپ کا سبکے ہے دلپذیر
نہ فرمایئے یہہ عدیم النظیر | بہت سعی کیجے تو مر رہیے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور رہے

یہہ دام محبت ہے وہ سخت گیر | بس اسکا تو مجروح ہے یہ اخیر
نہ اسمیں سے چھوٹا ہوا جو اسیر | بہت سعی کیجے تو مر رہیے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور رہے

خمسہ بر غزل میر ممنون صاحب

اوسکے ہاتھوں تک رسائی ہو چکی | ختم سب رنگیں ادائی ہو چکی

رنجہ وہ نازک کلائی ہو چکی | بس خمار و رآزمائی ہو چکی
دلبرو نے ہاتھ پائی ہو چکی

عشق کی ہیں شدتیں دلمیں بہت | ہیں ہوس کی جرأتیں دلمیں بہت
وصل کی ہیں لذتیں دلمیں بہت | رات تھوڑی حسرتیں دلمیں بہت
صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی

میں تو خواہاں وصل کا اور فرط شرم | آب و آتش ہو نہیں سکتے بہم
اور اُسپر یہ ہوا تازہ ستم | آتش دے سے ہوا پہلو وہ گرم
اوس سے باہم سینہ سائی ہو چکی

آشیانہ سے نکل میں تیرہ بخت | ہو گیا بس دام ہی میں پائے لخت
کیا سناؤں تمکو اپنی سرگذشت | بخت بد صیاد غافل بند سخت
ہم اسیروں کی رہائی ہو چکی

جو کہ ہے اک تند خو و کینہ کار | اوس سے میں ہاری کاش اُمیدوار
میری کیا گنتی وہاں اور کیا شمار | آئینہ سے جو کہ بگڑے بار بار
اوس خدا سے صفائی ہو چکی

دیکھنا مجروح بھی تھا اے جناب | آپکو مے سے بہت تھا اجتناب
اب خلافِ وضع ہے تقوے مآب | جرعۂ مے کے لیے یہ اضطراب
میر ممنون پارسائی ہو چکی

خمسۂ غزل میرزا اسد اللہ خانصاحب غالب

کام نخوت سے کچھ روا نہوا | دردِ حاجت کسی پہ وا نہوا

کیا حقیقت کہوں کہ کیا نہوا
درد منت کشِ دوا نہوا
میں نہ اچھا ہوا برا نہوا

کیوں عبث جا کے اپنا سر ٹکرائیں
ناحق احسان کیوں کسی کا اُٹھائیں
اوس سے جب آرزوئے دل ہی بنائیں
ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں
وہ ہی جب جانِ جاں آزما نہوا

رکھتا لذت جو ہے دہانِ حبیب
شہد مصری کو وہ کہاں ہے نصیب
کیا کہوں بات ہے عجیب و غریب
کتنے شیریں ہیں تیرے لب کے رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہوا

اوسکی بخشش نے کی زرا نہ کمی
کچھ تلافی پہ ہمسے ہو نہ سکی
کیا بڑی بات ہمنے کی ایسی
جان دی دی ہوئی اوسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہوا

فکر کی قسمت آزمانے کی
یعنے اُس شوخ کو بلانے کی
یہ سنو بات دل جلانے کی
ہے خبر گرم اونکے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہوا

دے خدا رحم ان حبیبوں کو
کہ جلائیں نہ بدنصیبوں کو
رنج دیتے ہو ہم غریبوں کو
جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو
اک تماشا ہوا گلا نہوا

جب سے عقل و تمیز آئی تھی
تیرے ہی در پہ جبہہ سائی تھی
دمبدم عاجزی فرائی تھی
کیا وہ نمرود کی خدائی تھی

بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

اونکے جب بحر فکر بہتے ہیں
ہمتو مجروح غرق رہتے ہیں

آپ کیوں طعن طنز سہتے ہیں
کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں

آج غالب غزل سرا نہ ہوا

ایضاً

لاتقنطو نوید ہے اُم الکتاب میں
زاہد گناہ خلق ہیں وہاں کس حساب میں

ہے عرض یہہ جناب تقدس مآب میں
کل کے لئے کر آج نہ خست شراب میں

یہ سوءظن ہے ساقیٔ کوثر کے باب میں

گو آرزوئے دید میں ہیں بیقرار ہوں
ہرگز وہ یاں نہ آئینگے میں گو طلب کروں

پر کچھ تو شغل چاہیئے بیکار کیوں رہوں
قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھہ رکھوں

میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

شادی و غم کو عشق میں اک ارتباط ہے
اسمیں کبھی حیات ہی گاہے ممات ہے

ہے طرفہ حال اور نئی واردات ہے
میں اور رشکِ وصل خدا ساز بات ہے

جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں

حکم خدا میں گو لب و چون و چرا ہے بند
مالک ہے وہ حقیر کرے خواہ سربلند

پر دل تو اس خیال سے رہتا ہے فکرمند
ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند

گستاخیٔ فرشتہ ہماری جناب میں

ہمدرد قہر نے بتِ نازہ عذاب کے
ادسان کھو دیئے دل بے صبر و تاب کے

آثار ہم سمجھ گئے اونکے عتاب کے
ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے

ہے اک شکن پڑی ہوئی طرف نقاب میں

اہل نظر سمجھتے ہیں عالم کا کیا وجود
ہے اوسکی ذات پاک سے ہر چیز کی نمود

ہر ایک کو نہیں خبر ہستی و بود
ہے غیب غیب جسکو سمجھتی ہیں ہم شہود

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

میں لاکھ جانے اپنی فدا اوسپہ ہوں مگر
میری اذیتوں سے خوشی ہے وہ فتنہ گر

ہے یار میرا دشمن آرام کس قدر
تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر

آنیکا عہد کر گئے آئے جو خواب میں

رکھتے ہیں گو نہاں وہ جمال نظارہ سوز
ساماں زیب رہتا فراہم مگر ہے روز

نکھ سکھ سے تا درست ہے روئے دلفروز
آرائش جمال سے فارغ نہیں ہنوز

پیش نظر ہے آئینہ دایم نقاب میں

تا ہو نہ اوسکو میرے اٹھانیمیں اہتمام
محفل میں اوسکی ہمنے نہ رکھا کسی سے کام

یاں تو صف نعالمیں رکھا سدا مقام
مجھ تک کب انکی بزم میں آتا تھا دور جام

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

گہہ شوخیاں جتا کے ملانا نگاہ کا
گہہ شرمناک ہنکے پھیرانا نگاہ کا

انداز دلبری سے جھکانا نگاہ کا
لاکھوں لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا

لاکھوں بناؤ ایک بگڑنا عتاب میں

جبتک کہ پھیر خاص مقدر ہی کا نجائے
بنتا نہیں ہے کام کوئی لاکھہ گر بنائے

اس بات کا یقین کوئی کسطرح سے لائے
وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے

جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں

مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں
پھر کیا کروں جو کام نہ بے آرزو چلے

جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ
کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

دوست غمخواری میں میری سعی فرماویں گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آویں گے کیا

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرماویں گے کیا

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کام نہنگ
دیکھیں کیا گذرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب
دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہونے تک

پرتو خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم
میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک

یک نظر بیش نہیں فرصت ہستی غافل
گرمی بزم ہے اک رقص شرر ہونے تک

غم ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا

تم سے بے جا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ
اس میں کچھ شائبۂ خوبی تقدیر بھی تھا

تو مجھ کو چاہتا تھا یوسف مصر کی طرح
سو اس میں کچھ مرا بخت زلیخا بھی تھا

ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں
تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

ہے خبر گرم ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں ترا بھلا نہ ہوا

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

زخم گر دب گیا لہو نہ تھما
کام گر رک گیا رہا نہ ہوا

رہزنی ہے کہ دل ستانی ہے
لے کے دل کہتے ہیں کہ ہاں نہ ہوا

دل گزرگاہ خیال مے و ساغر ہی سہی
گر نفس جادۂ سرمنزل تقوی نکلا

ہوئی مدت کہ غالبؔ مر گیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

ترے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

اسدؔ اس جفا پہ تو میں بہت اس کے حق میں دعا کرتا
وہ ستم گر اور ہوتا جو نہ غم گسار ہوتا

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کام نہنگ
دیکھیں کیا گذرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب
دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہونے تک

پرتو خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم
میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک

یک نظر بیش نہیں فرصت ہستی غافل
گرمی بزم ہے اک رقص شرر ہونے تک

غم ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا

تم سے بے جا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ
اس میں کچھ شائبۂ خوبی تقدیر بھی تھا

تو مجھ کو چاہتا تھا یوسف مصر کی طرح
سو اس میں کچھ مرا بخت زلیخا بھی تھا

ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں
تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

ہے خبر گرم ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں ترا بھلا نہ ہوا

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

زخم گر دب گیا لہو نہ تھما
کام گر رک گیا رہا نہ ہوا

رہزنی ہے کہ دل ستانی ہے
لے کے دل کہتے ہیں کہ ہاں نہ ہوا

دل گزرگاہ خیال مے و ساغر ہی سہی
گر نفس جادۂ سرمنزل تقوی نکلا

ہوئی مدت کہ غالبؔ مر گیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

ترے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

اسدؔ اس جفا پہ تو میں بہت اس کے حق میں دعا کرتا
وہ ستم گر اور ہوتا جو نہ غم گسار ہوتا

وہ ہی خط اُسنے بھیجدیا کیوں جواب میں

غیر و پہ اوسکی فرطِ عنایت رہی رہی
بیوجہ روٹھنے کی حکایت رہی رہی

بیگانگے خو کی شکایت رہی رہی
ہے منتو نکا وقت شکایت رہی رہی

آئے تو ہیں منانے کو وہ پر عتاب میں

سامان خوشدلی کا فراہم کہاں کیا
جو کچھ گزر گیا تھا اوسے کیوں بیاں کیا

کم ظرف دلنے وقت پہ یوں ہیں رائیگاں کیا
کھولا جو دفترِ گلہ اپنا دیاں کیا

گزری شبِ وصال ستم کے حساب میں

پنہاں نظر سے اپنی جو وہ فتنہ گر ہوا
یہ رنگ تو کچھ اور قیامت اثر ہوا

خوف و رجا میں اتنا زمانہ بسر ہوا
چین جبیں کو دیکھ کے دل بستہ تر ہوا

کیسے کشود کار کشادِ نقاب میں

دلکو ملا نہ چین نہ آرام جان کو
اب دیر کیا ہے دور کر اس امتحان کو

ہمسے تو دشمنی ہی رہی آسمان کو
اے حشر جلد کر تہ و بالا جہان کو

یوں کچھ نہو اُمید تو ہے انقلاب میں

گھٹناک جہانک دور سے آنا کبھی قریں
اون التفات خاص کا ہیہات آگیا کہیں

جُرأت وہ دست شوق کی اور یار شرگیں
کیا جلوے یاد آئے کہ اپنی خبر نہیں

بے بادہ مست ہوں میں شبِ ماہتاب میں

ایسا بتاؤ کونسا دنیا میں ہے مقام
ویران کیوں نہ برزن و بازار ہوں تمام

جس جا کہ اوسکے حسن کا شہرہ نہیں مدام
رہتے ہیں جمع کوچہ جانا نمیں خاص و عام

آباد ایک گھر ہے جہان خراب میں

گو یار کے ستم کو فرو نی ہے دمبدم
پر یاں رہا وہی سرِ تسلیم اپنا خم
ہوتی رہی سدا یہی رد و بدل بہم
قاتل جفا سے باز نہ آیا وفا سے ہم

فتراک میں جو سر ہے تو جاں ہے رکاب میں

فصلِ بہار آئی گیا موسمِ خزاں
اب بادہ نوشیو نکے یہ غل ہیں کہ الاماں
فرماؤ زاہدو کہ میں ڈھونڈوں کہاں کہاں
چرخ و زمیں میں تو بہ کا ملتا نہیں نشاں

ہنگامۂ بہار و ہجومِ سحاب میں

گو خواہشِ وصال میں کی سعی بارہا
تھے طالبِ محال نہ کچھ فائدہ ہوا
باقی کچھ اب نہیں ہے ادھر دیکھیے ذرا
مطلب کی جستجو نے یہ کیا حال کر دیا

حسرت بھی اب نہیں دلِ ناکامیاب میں

افسردہ گو کہ رہتے ہی یہ خاطرِ نژند
پر راست باز یو لنے ہمیشہ ہے بہرمند
حق گوئی سے زبان نہیں ہوتی کبھی ہے بند
ہم کچھ تو بد تھے جب کیا یار نے پسند

اے حسرت اسقدر غلطی انتخاب میں

آزار آسماں نے دیئے کسقدر ہمیں
پھینچا خیالِ نفع میں ہر دم ضرر ہمیں
امید کی تو شکل نہ آئی نظر ہمیں
ناکامیوں سے کام رہا عمر بھر ہمیں

پیری میں یاس ہے جو ہوس تھی شباب میں

بدنامِ عشق میں ہوئے غیرت ڈبو چکے
تو قیر سب عزیز و اقارب کی کھو چکے
یہ داغ تو لگا ہے بس اب اسکو دھو چکے
بدنام میرے گریۂ رسوا سے ہو چکے

اب عذر کیا رہا نگہِ بیحجاب میں

بہتر اس امر سے نہیں دنیا میں کوئی چیز
ہو صحن باغ و ساقیِ سیمین بدن ہو نیز

اس مزکورہ سمجھے جو ہو صاحب تمیز | فکر مآل سے مے و شاہد ہے عزیز
پیری میں موت یاد تھی پیری شباب میں

مجمر فرح بھی ہے بیجود و ششدر و دم وداع | سچ ہے کہ موت سے بھی ہے بدتر دم وداع
پریوں بھی بیجو اس نہو کر دم وداع | پیہم سجود پائے صنم پر دم وداع
مومن خدا کو بھول گئے اضطراب میں

ترجیع بند در وفات میرزا اسد اللہ خانصاحب غالب مرحوم

کیوں نہ ویران ہو دیار سخن | مر گیا آج تاجدار سخن
بلبل خوش ترانۂ معنے | گل رنگین و شاخ سار سخن
نخل بند حدیقۂ مضموں | نازگی بخش لالہ زار سخن
عرصۂ نظم کیوں نہو ویراں | ہے عنان کش وہ شہسوار سخن
کیوں نہ حرفوں کا ہو لباس سیاہ | ہے غم مرگ شہریار سخن
ساتھ انکے گئی سخن سنجی | انکا مرقد ہی ہے مزار سخن
آبیاری تھی جس سے وہ نرہا | اب خزاں ہو گئی بہار سخن
نغمہ پیرایاں کہاں وبیں | اب یہ ہے نالہ ہائے زار سخن

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

شہد گویا سہرا دہان میں تھا | کیا مزا آپکے بیان میں تھا
وصف اوسکا بیاں سے باہر ہے | لطف جو طبع نکتہ دان میں تھا

ہند میں رہ کے رشکِ ایراں ہو
وصف حضرت کی جو زبان میں تھا

ہم تو خدمت میں آپکی خوش تھے
چرخ پر فکرِ امتحان میں تھا

سر پہ سایہ یوہیں رہیگا سدا
دلِ ناداں اسی دھیان میں تھا

قدر انداز چرخ نے چھوڑا
جانستاں تیر جو کمان میں تھا

وہی گلچین مرگ نے توڑا
پھول یکتا جو گلستان میں تھا

اونکی روز وفات دہلی میں
یہی مذکور دوستان میں تھا

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

تھے نظامی سے نظم میں ہمسر
فوق تھا نثر میں ظہوری پر

اوسکا ثانی کوئی نہ اِسکا نظیر
ایک سے ایک ہے غرض بہتر

کون تسکیں فزائے خاطر ہو
سخت بیچین ہے دلِ مضطر

یار کرتے ہیں صبر کی تلقین
ظلم ہے جان ناشکیبا پر

آپکے پانوں تو نہ چلنے تھے
طے یہ راہِ دراز کی کیونکر

آتش غم کی ہے بھڑک ویسی
کام آوے نہ اپنے دیدۂ تر

اتبو دیدار کو دکھا دیجے
میرے نالو لنے ہے بپا محشر

کون سنتا ہے اب کسیکی بات
آجکل تو یہ شور ہے گھر گھر

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

اہل دہلی کی تھی بُری تقدیر
جو اوٹھایا نے ایسا با توقیر

ایسے پھر صاحب کمال کہاں | ہے یہ فضل و ہنر کا دور اخیر
نظم اُردو سے ٹپکی پڑتی ہے | وہ جو ہے طرز خاص حضرت میر
اور دیوان فارسی اون کا | فلکِ نظم کا ہے ماہ منیر
غزلِ فارسی میں ہے جو شعر | ہے نظیری کی فکر کا وہ نظیر
اونکی دوری میں دیکھلے مجھکو | جس نے دیکھی نہ غم کی ہو تصویر
اضطرابِ مدام بد ہے مگر | دلپہ قابو نہو تو کیا تدبیر
باغ فضل و ہنر ہو خالی دیکھ | نالہ زن یوں ہے بلبل دلگیر

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

اونکی شفقت جو یاد آتی ہے | چشم دریائے خوں بہاتی ہے
کل نہ تھی جس جگہ کہ بیجائے | وہی جا اتبو کاٹے کھاتی ہے
یوں تو سنسان ہے مکاں سارا | آہ پر شور و غل مچاتی ہے
بیقراری کا زور مت پوچھو | صبر کی دھجیاں اوڑاتی ہے
کون آتا ہے بہر پرسشِ حال | ہاں غشی غم سے آتی جاتی ہے
اونکی دوری میں ہے یہ بدمزگی | کہ نہیں زیست اپنی بھاتی ہے
یہ اونہیں کا مزار ہے شاید | یا نسے کچھ بوئے الفت آتی ہے
کان دہر کر جدہر سے سنتے ہیں | یہ ندا آکے غم بڑھاتی ہے

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

ایک جاں اور لاکھ کاہش غم
ایک دل اور ہزار رنج والم

ہاں دڑیڑا ہو چشم طوفاں ریز
آنسو آنے لگے ہیں کیوں تھم تھم

ہے ہر اک شہر اور قریہ میں
اُس عدیم النظیر کا ماتم

روئے شادی کبھی نہ دیکھینگے
اپنے حرمان جاودان کی قسم

جسپہ گذرے وہی یہ جانتا ہے
غم ہجراں ہے کس غضب کا ستم

کہیں اس درد کا نہیں درمان
کہیں اس زخم کا نہیں مرہم

بدہی دوری اگرچہ ہو دم بہ
زہر ہے زہر بیش ہو یا کم

مجھسے پرساں ہے اس مصیبت کا
تجھکو معلوم کیا نہیں ہمدم

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

جبکہ آنکھوں سے وہ نہاں ہو جائے
کیوں نہ دم سینہ میں سناں ہو جائے

چونک اُٹھیں خواب مرگ سے حضرت
اسقدر شور لے فغاں ہو جائے

بلبل باغ فضل ہے خاموش
چپ کیوں مرغ صبح خواں ہو جائے

مہر معنی ہے خاک میں پنہاں
کیوں نہ تاریک سب جہاں ہو جائے

جوش میں خون دل ہے ہاں اے غم
ریزش چشم خونفشاں ہو جائے

لب پہ رہتی ہے چرخ آہ شکن
کہیں ٹکڑے نہ آسماں ہو جائے

نالہ ہو یا کہ آہ یا گریہ
آج ان سبکا امتحاں ہو جائے

یوں تو چپ بیٹھنا نہیں اچھا
دل پُر درد کچھ بیاں ہو جائے

رشک عرفی و فخر طالب مرد

اسد اللہ خان غالب مرد

کون دیتا ہے یاں کسی کی داد
تم کیے جاؤ نالہ و فریاد

کیا شریفوں کی قدر ہو اسکو
آسماں جبکہ خود ہو سفلہ نہاد

اوسکو ہے اپنی کجروی سے کام
کوئی برباد ہو کہ ہو آباد

کوئی اوستاد فن مرے تو مرے
ہے یہ جور و ستم میں خود اُستاد

انتقال جناب غالب نے
کر دیا خانۂ ادب برباد

ہائے جنگل میں اُسکی قبر بنی
کاخ معنی کی جو کہ تھا بنیاد

اوسکو خضر رہ سخن سمجھو
ہے جو اونکی زبان کا ارشاد

پوچھا یہ سائنہ جو یاروں نے
بولا مجروح با دل ناشاد

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

تھی جو اونکے مزاج میں تہذیب
وہ جہاں میں نہیں کسیکو نصیب

اسنے دیکھا کبھی نہ فعل عبث
اس سے آگہ ہیں سب بعید و قریب

صلح کل کار رکھا تھا وہ برتاؤ
تھے وہ دشمن کی بھی نظر میں حبیب

تھی نہ اک بات لطف سے خالی
یہ بھی اک بات تھی عجیب و غریب

گفتگو میں عجب فصاحت تھی
ہوتے تھے محو جسکو سن کے ادیب

تھا ہر اک بات کا نیا انداز
ہر سخن کی تھی اک نئی ترکیب

خوش ہی جاتا تھا واسنے ہر غمگین
تھے مگر آپ خوشدلی کے طبیب

اُنکا تابوت دیکھ با حسرت
یہی کہتا تھا ہر امیر و غریب

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

اونسا پیدا کہاں ہو گر سو بار
کھائے چکر یہ چرخ کجرفتار

تھی یہ مضمون کی دُر ریزی
سلک گوہر تھی کلک جادو کار

اونکی رنگینیٔ عبارت سے
صفحہ کاغذ کا ہے بہ از گلزار

اُس کلام بلیغ کو دیکھو
لفظ اندک میں معنیٔ بسیار

حلم طبع سلیم میں وہ تھا
چیونٹی کو نہ جس سے تھا آزار

غسل دیتے ہیں آ و مشتاقو
دیکھو حضرت کا آخری دیدار

گرد تابوت تھا ہجوم کثیر
اہل ماتم میں تھی یہی گفتار

جو کہ جاتے تھے ہمرہ تابوت
یہی کہتے تھے وہ پکار پکار

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

در مناقب حضرت علی مرتضیٰ علی البختہ والسلام

ہے قدیمی یہ ہر اک اہل ہنر کا دشمن
فتنہ ہر روز اُٹھاتا ہے نیا چرخ کہن

وہیں صیاد جفا پیشہ کو حاضر کر دے
زمزمہ سنج مسرت ہو جہاں مرغ چمن

دیکھ سکتا نہیں یہ ایک شگفتہ خاطر
لائے گلچیں کو کھلا دیکھ کے نسرین و سمن

یہ تو خوبان پریوش کو بھی کھٹتا ہے تنگ
اُنکی تنگی دہن میں ہے کسی جائے سخن

خانہ بربادی پیچیں شخص کی ہاں ذہن ہے یہ کمر
ہو تو وادیٔ ایمن میں بھی جا کر ایمن

اسکی اِک بات نہیں مکر و دغا سے خالی
دیکھ ہمقافیہ کرتا ہے چمن کو یہ دمن

دیتہ یہ ایک نہ ایک اوسکو لگاتا ہے اگر
حسن پر ناز کرے ماہر خِ سیمین تن

ہوگئی مہر و محبت یہ جہانسے مفقود
کیا عجب خط میں نہ لکھے جو کوئی مشفق من

اسمیں کسطرح رکھے کوئی خوشی کی اُمید
نام اول ہی سے جسکا ہو رکھا وا رمحن

دور میں اسکے نہیں چین کسیکو ملتا
ہاں کسی شخص کو ملجائے تو ملجائے کفن

بد سے یہ نیک سے اور نیک سے بدہی ظالم
اس زمانہ کا تو ہر اک سے نرالا ہے چلن

لیکہ یاروں میں ہے بیگانہ مزاجی کا اثر
برتر از شام غریبی ہے مجھے صبح وطن

کیوں زمانہ کا نہو دشمن مجھپہ دراز
مجھ میں اور اسمیں ہمیشہ رہی ان بن

ظلم کی اسکے وہاں جاکے کروں گا فریاد
جس کا دروازہ ہے آفت زدگاں کا مسکن

کون وہ نور خدا یعنے علی اعلےٰ
سالک راہ یقین مالک دین شاہ زمن

کاشف سر ازل واقف ادیان و ملل
مظہر عز و علا زہد و ورع کا معدن

گوہر درج شرف اختر برج رفعت
مسکن جود و سخا لطف عطا کا مخزن

مدح حاضر ہیں لکھوں مطلع رنگیں ایسا
چپ رہیں سنکے جسے زمزمہ سنجان چمن

سعی کا جسکے ہو مشکور خداوند زمن
کون جز ذات مبارک ہے یہ چرخ کہن

آسمان بھی ہے ترا تابع فرماں مولا
رجعت مہر کا ہونا ہے ہر اک پر روشن

شمع ساں کیوں نہیں اس روضہ میں ہر شب جلتا
روز خورشید کو رہتی ہے اسیکی تو جلن

اونکے نزدیک ہے مردہ کا جلانا اک بات
معجزہ انکی ہے گفتار و کرامت ہے سخن

اِک نظر سے وہ کریں خاک کو اکسیر اثر
سنگ ریزونکو جو چاہیں تو بنے دُر عدن

واں کی بخشش کا بھلا کیونکہ محاسب ہو کوئی
کہ جہاں زر کی نہو قدر بقدر ارزن

اللہ اللہ وہ حضرت کے سخن ہائے بلیغ
سامنے جسکے زبانِ فصحا ہے الکن

ہو تری بحرِ ہدایت کی روانی جسدم
اہلِ زنار سے ہو جائے وہیں ترکِ دشن

طے کیا آپنے یہ مرحلہ کس خوبی سے
رہِ تسلیم و رضا جو کہ نہایت ہے کٹھن

جو کہ ہیں سرورِ و سردارِ جوانانِ بہشت
وہ تو حضرت ہی کے بیٹے ہیں حسین اور حسن

حکم وہ مانعِ آزار ضعیفان ہوا
بہرِ کنجشک نہو باز کا پہر بازو شکن

ہے یقیں آپکی زورِ اسد اللہی سے
ہو شکستہ درِ خیبر کیطرح چرخِ کہن

آتش مہر سے ہو موم کی مانند وہ نرم
فی المثل آپکا دشمن ہو اگر روئیں تن

سامنے آپکے رستم کو ہو دہشت غالب
ہاتھ سے چھوٹ پڑے تیغ یہ لرزاں ہو بدن

درِ خیبر تو ہے کیا قلعۂ آہن گر جائے
ہو نزانالۂ تکبیر اگر قلعہ شکن

احمد و حیدر و حسنین و جنابِ زہرا
افضل و بہتر عالم ہیں یہی پانچوں تن

انکی ہی ذات مبارک ہے شفیعِ عالم
پردہ پوشِ اہلِ خطا کا ہے انہیں کا دامن

زندگی میں جسے جنت میں ہو رہنا منظور
وہ نجف میں کرے آرام سے اپنا مسکن

مدح ہو سکتی ہے ممدوحِ خدا کی کسکی
اب دعائے شہ والا پہ کیا ختم سخن

تیرا اے ابرِ کرم اوسکی طرف ہو جو گزر
اشکِ گلشن ہو وہیں فیضِ قدم سے گلبن

آپکے دوست کا ہو پایۂ رفعت عالی
اور عدو کے لیئے تیار رہے دار و رسن

رباعیات

جو ہے سو پست سب سے عالی تو ہے
شایانِ صفات ذو الجلالی تو ہے

ناقص ہے ہر اک کمال تیرے آگے
سب کو ہے زوال لایزالی تو ہے

ہاں مہر کے آگے نجم رخشاں کیا ہیں | اور بحر میں قطرہ ہائے باراں کیا ہیں
اللہ کے بخشش فراواں کی حضور | بندہ کے قلیل سے یہ عصیاں کیا ہیں

ایضاً

یارب تو گناہوں کو چھپانا میرے | اس حالِ زبوں پہ رحم کھانا میرے
محشر میں نہ ہوگی منہ دکھانے کی جگہ | جو میں نے کیا نہ منہ پہ لانا میرے

ایضاً

میں خاک نہا آدمی بنایا تو نے | اور عیب معاصی کو چھپایا تو نے
کیا شکر ادا کروں کرم کا تیرے | اس کاہ کو کوہ کر دکھایا تو نے

ایضاً

مجکو تو شب و روز کہانی ہے تری | اور رحم کی داستاں سنانی ہے تری
مستوجب نار ہوں خطا کے باعث | گر عفو کرے تو مہربانی ہے تری

ایضاً

سب چلنے کو تیار ہیں قایم تو ہے | فانی ہے ہر اک اور دائم تو ہے
عصیاں ہیں کیے امید بخشش پہ تری | بے عذر کے بخشنا کہ راحم تو ہے

ایضاً

رہبان کا قسیس کا محبوب ہے تو | اور برہمن و شیخ کا مرغوب ہے تو
ہوں اہل کنشت یا کہ اہل مسجد | ہر رنگ کے طالبوں کا مطلوب ہے تو

ایضاً

موقوف ہے تجھپہ دادخواہی میری | حرمت رکھ لیجیو الٰہی میری

ہے تیری ہی ابر کرمت سے اُمید | دھو دیگا یہی نامہ سیاہی میری

ایضاً

اسباب ہیں ایسے کہ پراگندہ ہوں | اور شرم معاصی سے سراگندہ ہوں
یا ارحم راحمین کرم کی ہو نگاہ | گو غرق گنہ ہوں پر ترا بندہ ہوں

ایضاً

کامل جو ہوئے ہیں اُنمیں اکمل وہ ہے | فاضل ہیں رسول لیک افضل وہ ہے
تنہا اُسکا ظہور نور پیش از آدمؑ | آخر جو ہوا ہے سب سے اول وہ ہے

ایضاً

واصف ترا اے صاحب معراج ہوئیں | کیوں مدح سرا اونکا نہ سرتاج ہوئیں
کیا حال کروں عرض ہے اتنا کافی | جتنے کہ سخی ہیں آپ محتاج ہوئیں

ایضاً

درگاہ امام انس وجاں کو دیکھا | اور طوف کناں وہاں جہاں کو دیکھا
کی ہمنے زیارت ضریح اقدس | لو آج زمیں پہ آسماں کو دیکھا

ایضاً

افسوس پیں جفا کی بانی پانی | اور پائے نہ فاطمہ کا جانی پانی
اللہ رے تشنگی شاہ مظلوم | تنہا ذبح کے وقت لب پہ پانی پانی

ایضاً

بچونکو تنہا یہ ضعف کہ رویا نگیا | اور غلبہ تشنگی سے سویا نگیا
پانی پہ لب شہ کی نہ تر کرنے کا | دھبہ وہ لگا ہے کہ جو دھویا نگیا

ہے ظلم یزید کی زمانے میں دھوم
اور صبر حسین بھی ہے سبکو معلوم
القصہ جہان کے ابتدا سے ابتک
ایسا ظالم ہوا نہ ایسا مظلوم

ایضاً

گو گردش دہر سے پراگندہ ہوں
اور فکر مآل سے سراگندہ ہوں
پر غم نہیں دارین کے جو ہیں مختار
اُن بارہ امیروں کا میں اک بندہ ہوں

ایضاً

جو نخل ہو خشک اُسکا پھلنا کیا ہے
دنیا ہی نہیں تو کار دنیا کیا ہے
پیدا ہوا گر کوئی تو ناپید کوئی
ہوتا و نرات یہ تماشا کیا ہے

ایضاً

دم بھر نہیں چین آہ وزاری یہ ہے
کھلتی نہیں آنکھ انتظاری یہ ہے
جان جائے تو جائے میں جاؤنگی کبھی
ہمسے تو قرار بیقراری یہ ہے

ایضاً

کس مرتبہ تیز ہے نگہ کی تلوار
دو کرتی ہے آدمی کو ہوتے ہی چار
اس چشم بغیر اور دیکھا ہی نہیں
بیمار جو کرے دوسرے کو بیمار

ایضاً

غیروں کے گھر نہیں آنا جانا کیا ہے
عاشق کو نہ پوچھنا زمانا کیا ہے
ہر اک سے ہے خواہش دلی کی پرسش
مجھسے بھی تو پوچھیے تمنا کیا ہے

ایضاً

نخل ہوس و طمع کی اک شاخ ہو نہیں
جسکی کہ بناست ہے وہ کاخ ہو نہیں

ہر چند ندائے لن ترانی ہے بلند | چپ اُسپہ نہیں ہوں کتنا گستاخ ہوں نہیں

ایضاً

گو بختہ میں سب جہانکی کا موں نہیں ہوں | پر دین کے معاملہ میں خاموں نہیں ہوں
پوچھیں گے جو حشر میں تو کہدونگا یہی | میں آل رسول کے غلاموں نہیں ہوں

ایضاً

گاہے تو طریق حقہ چلتا ہوں نہیں | گہہ صورت خوب پر پہلتا ہوں نہیں
ہوں گام زن رہ حیات لیکن اسطرح | گرتا ہوں کبھی کبھی سنبھلتا ہوں نہیں

ایضاً

تحقیق کیا سبکو چھوڑا کچھہ بھی | پر دلپہ اثر ہوا نہ اصلا کچھہ بھی
آئینہ خانۂ جہاں میں ہم نے | سب کچھ دیکھا مگر نہ دیکھا کچھہ بھی

ایضاً

کہتے ہیں کہ بس طالب زر ہیں ہم تو | ہر ایک کے منظور نظر ہیں ہم تو
میں نے کہا دلبر ہو تو بوسہ بھی دو | ہنسکر بولے کہ مفت بر ہیں ہم تو

ایضاً

جلنے کا تو ہو گیا بہانہ تمکو | فتنہ ہے ہر اک طرح اوٹھانا تمکو
جاتے ہو عدو کے ساتھہ آگے سے مرے | بے آگ کے آگیا جلانا تمکو

ایضاً

کھو یا دنیا سے بد شعاری نے مجھے | شرمندہ کیا گناہ گاری نے مجھے
ہوں غوطہ زناں بحر خجالت میں سدا | کچھ پاک کیا ہے شرمساری نے مجھے

زور و نپہ ہے روز ناتوانی میری
بدتر پیری سے ہے جوانی میری
دنیا میں پہنا دیا عدم سے لاکر
گذری زندانمیں زندگانی میری

ایضاً

کیا وضع تواضع نے سنواری میری
ہے قابل دید نغز کاری میری
کی جھک کے ہر اک سے سربلندی حاصل
ہے گنج مراد خاکساری میری

ایضاً

محبوب جہاں تمکو کہا جاتا ہے
حق کا کلمہ زبانپہ آجاتا ہے
کیا جانکو میری یہ بنا اور رقیب
غش دیکھتے ہی تمکو جو آجاتا ہے

ایضاً

ازبسکہ اذیتیں سدا پاتا ہے
دل صدمۂ ہجر سے گھٹا جاتا ہے
اوس کے آنیکا ذکر کیا ہے ہمدم
فرقت میں تو ہوش ہی نہیں آتا ہے

ایضاً

اونکو تو کبھی ادھر کو آنا ہی نہیں
قسمت میں ہماری چین پانا ہی نہیں
ہر لیک کی بود و باش کی مقرر ہے جا
پر یار کے ظلم کا ٹھکانا ہی نہیں

رباعی مستزاد

ہے اون کی نزاکتوں کا پانا مشکل
کیا کیجے بیاں
سمجھے ہیں وہ پاؤں کا ہلانا مشکل
یہ تاب کہاں
فق ہوگیا رنگ میں نے گلرو جو کہا
یعنے اون کو
تشبیہ کا بار ہے اوٹھانا مشکل
نازک ہے میاں

قطعات عرض دعائیہ باِمام وقت

قدم رنجہ فرمایئے یا امام — کہ مشتاق دیدار ہیں سب غلام
دکھا دیجے روئے خورشید تاب — کہ دل جل کے ہو دشمنوں کا کباب
رخ عالم آرا عیاں کیجئے — جہان کہن کو جواں کیجئے۔
عنایت ہو گر شاہ ابرار کی — تو حسرت نکل جائے دیدار کی۔
عدو شاہ دیں کا اثر دیکھ لیں — یہ گمراہ ہیں راہبر دیکھ لیں۔
سر رشتۂ دیں پدیدار ہو — گسستہ ہر اک تار زنار ہو۔
اگر دیکھ لیں شاہِ دیں کا چلن — تو کفار ہو جائیں خود بت شکن۔
جہاں جور و بیداد سے ہے بھرا — لوائے عدالت ہو پرچم کشا۔
وہ تیغ دوسر جلد چمکایئے — رہ نار اعدا کو دکھلایئے۔
وہ گرد سپہ ابر خونریز ہو — صدا کوس کی صورت انگیز ہو
عدو سوز ہو تیغ آتش فشاں — جگر دوز ہو تیر پہلو نشاں۔
سر افگن ہو گرز پلارک شکن — گلوگیر ہو دار و گیر بزن
عدو دیکھ لیں اقتدار علی — چمک جائے پھر ذوالفقار علی
جلو ریز ہو اشہب خوشخرام — پس و پیش ہوں شاہ دیں کے غلام
محب شاہ کی خرم و شاد ہوں — عدو دیکھیں جل جل کے برباد ہوں
ملوں پائے اقدس پہ کیا بیحجاب — مری آنکھ گر ہو بجائے رکاب
سواری کی میں غرو شان دیکھلوں — جلو میں ملایک رواں دیکھلوں

اگر آپکا لطف و امداد ہو
بجو ویراں کوہ خوب آباد ہو

توقع ہے حضرت کے الطاف سے
کہ پُر ہو جہاں عدل و انصاف سے

جہاں میں گذارا ہو کسطور سے
کہ تاریک ہے ظلمت جور سے

بس اب ہو ظہورِ شہنشاہِ دیں
کہ ہوں خرّم و شاد سب مومنیں

سر و تن پہ مجروح کے ہر زماں
تمھارے ولا کا رہے سائباں

تاریخ دیوان غالب

زغم بسکہ آشفتہ ساماں شدم
جو زلفِ مسلسل پریشاں شدم

بسرگشتگی شد چنانم مدار
کہ گردم ندانم درِ کوئے یار

بصد درد و غم مبتلا میکند
ستم پیشہ گردوں چہا میکند

نہ در دل قرار و نہ در سینہ تاب
چو طایر ز چشمم پریدست خواب

بباغ اندر آیم اگر در بہار
پریشاں شوم از نوائی ہزار

غم افشردہ در ہم سرایائے من
دریغ از دلِ حسرت آلائے من

شکر ہمچو ریزم بود ناگوار
بہیرم برایں عمر ناخوش گزار

ازیں اشک رخسارہ فرسائے من
قرو ریخت چوں شمع اجزائے من

بلے جوششِ ابر سیلاب ریز
کند خانۂ کہنہ را ریز ریز

فلک تا کجا خستہ دل داریم
حذر کن ازیں خاطر آزاریم

میفزائے غمہائے دیرینہ را
ببیں سینۂ درد گنجینہ را۔

فغاں سنج بودم بدینگونہ دوش
کہ ناگہ بمن گفت فرخ سروش

کہ غمگین و آزردہ چندین مباش
چہ افسردہ ہیچ شغلے تراش

فروخوان و برگیر آں نامہ را
کہ وصفش گہر زا کند خامہ را

دریں روزگار سعادت قریں
شد اتمام آں نسخہ دلنشیں

چہ خوش کردہ کلکِ فصاحت نشاں
چمن بندئے گلشن بیخزاں

بہ نظمش نظر ہر کس انداختہ
کہن نامہا را پس انداختہ

براوج خرد ماہ نو تافتہ
ریاض سخن سر و نو یافتہ

فصاحت از و پایۂ خود فزود
بلاغت بہ دو چشم روشن نمود

چو آں نامۂ مغز دریافتم
ز بانع ارم تازہ تر یافتم

ز بینندگاں میر باید شکیب
کہ دیدہ چنیں نقش مانی فریب

چناں کاخ معنی سر افراختہ
کہ مرغِ تصور پر انداختہ

ایا اے خردمند پالودہ مغز
بیا و ببیں ایں سخنہائے نغز

طلسم معانی است ایں کارگاہ
نیابد دریں پیک اندیشہ را

بہر جا کہ ذکرے و ساغر است
تو گوئی رواں موج از کوثر است

چنانش اثرئے پرستی کند
کہ بینندہ بے بادہ مستی کند

عناں خرد را زکف دادہ
اگر مرد دانا و آزادہ

ببیں ایں سخنہائے نایاب را
کہ از سینہ بیروں برد تاب را

ز جوشِ صفا گشتہ آئینہ زار
از و عکس معنی شود آشکار

کجا نظم انجم بدیں ہمسر است
مرا ایں نظم را پایۂ دیگر است

بجاں ہر کس ایں نظم را طالب است — مگر ناظمش حضرت غالب است
زہے غالب آں صاحب عقل و رائی — فراست فضائے غوامس کشائے
خجستہ صفات و فرشتہ سرشت — بخوئی خوش خویش خرم بہشت
خرد کردہ زینگونہ بادی خطاب — کہ اے چرخ اندیشہ را آفتاب
نبودہ بدیں سان عیار سخن — تو افزودہ اعتبار سخن
چہ سر بر زد از طبع سحر آفریں — کلام متیں نسخہ دلنشیں
ازاں بستہ شد با تو پیماں علم — کہ ظاہر شود بر ہمہ شاں علم
اگر مرغ معنی است عرش آشیاں — کند تیز فکرت ہما نجا نشاں
تو قفل خرد را کلید آمدی — نہ آساں دریں جا پدید آمدی
چو شیوا بیانان رنگیں خیال — ترنم سرایاں شیریں مقال
بہم گشتہ یکجا خراماں شوند — براہ سخن گرم جولاں شوند
بمانند گم کردہ رہ اندراں — نیابند ہرگز ز منزل نشاں
چو کلک تو خضر رہ شاں شود — درازی منزل بپایاں شود
زہی خوان معنی کہ بنہادہ — بر و عالم را صلا دادہ
نظیری از و زلہ برداشتہ — ظہوری بر آں خواں نظر داشتہ
ز وحدت کسانیکہ دم میزنند — براہ حقیقت قدم میزنند
بیایند نزدیک ایں حق گزیں — بخوانند اسرار علم و یقیں
مے وحدت حق چناں نوش کرد — کہ از ماسوا اللہ فراموش کرد
ازاں مے کہ او زاں سبو ہا کشید — ز تہ جرعہ اش مست شد بایزید

زحکمت بجا یکہ سر کردہ حرف
بنشتہ بسے نکتہ ہائے شگرف

چناں راز سربستہ اش راکشاد
کہ روح فلاطوں شود شاد شاد

ارسطورست طفل دبستان او
شدہ عقل اول ثنا خوان او

نہ مدحت گری چوں منی راست است
اگر انوری میکند خود بجا است

سخن ہستیم را طلاسے کند
ببیں چشم فیضش چہا سے کند

زہر سو مرا چشم دل سوے اوست
کہ ایں ذرہ را آفتاب آرزوست

خرد گرزد صفش سخن گستر است
بناب تنک روکش صرصر است

چناں بگذرم اندریں راہ تنگ
رہ انجام را پاسے آمد بسنگ

نشد چوں رہ وصف پایاں پذیر
ستودہ آمدم اندراں تا گزیر

سپش چوں بتاریخ پرداختم
بدیں بیت خاطر نشاں ساختم

کہ اے شاہد راز را نقش بند
بگو نظم سنجیدہ و دلپسند

زسازندۂ نقش خورشید و ماد
طرازندہ ایں کہن کارگاہ

دعایم ہمیں است صبح و مسا
کہ ایں نسخۂ نغز و دانش فزا

بر اوج سخن ماہ تابندہ باد
فروزندۂ چشم بینندہ باد

قطعہ در مدح حکیم عبد المجید خانصاحب

ہیں حکیم عبد المجید خانصاحب
خان ذیشاں حکیم لاثانی

وہ کہ بقراط سامنے جسکے
طے کرے زانوے سبق خوانی

وہ کہ خبگو معلم اول
خط میں القاب لکھے لاثانی

وہ کہ دانش میں جسکو عقل نخست — اپنا سمجھے ہے ہمدم جانی
مبدء فیض نے عنایت سے — ذہن عالی کیا ہے ارزانی
عقل فعال کی مدد ہے کہ ہے — عقل و دانش کی یہ فزاوانی
وہ دقایق اصول حکمت کے — ہو فلاطوں کو جنمیں حیرانی
طبع درّاک انکی اکدم میں — حل اونہیں کرتی ہے بآسانی
ہیں جو گذرے اجلّہ حکما — اوسمیں اکثر ہوئے ہیں یونانی
ان کی اب ہند میں ہے دھوم ہوئی — جس سے یونان پر پھرا پانی
ہوتا ہر عہد میں ہے اک کامل — اب یہی ہیں حکیم گیلانی
عرض سنبل پئے مداوا ہے — اسکو پیچش سے ہے پریشانی
علم و حلم و تواضع و اخلاق — ان سبھوں میں ہیں آپ لاثانی
کیوں توجہ نہو ضعیفوں پر — ذرہ میں مہر سے ہے رخشانی
وے کہ مفلس کو شربت دینار — دفع کرتے ہیں درد روحانی
سب طبیبانِ حاضرین مطب — ہیں سبق خوان طب احسانی
سامنے بیٹھتا ہے چپ آکر — شیخ نے قدر اونکی پہچانی
میں پھر ایسے طبیب حاذق سے — کیوں نہ کہوں اُمید درمانی
اب مرا حال زار بھی سنیئے — ضعف کی ہوگئی فزاوانی
میرا معدہ ہے جو کہ نہر بدن — اوسکا بگڑا ریاح سے پانی
کیجئے تدبیر بہتر تا جلدی — کم ہو بحر مرض کی طغیانی
تقویت بخش قلب دیجئے دوا — تا ہے قوت ثنا خوانی

قطعہ دیگر عطیۂ خطاب از جانب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند

ہیں عبد مجید خان ذیشاں — حکمت کے فنون میں لایقِ ملک
ہے اونکا رویہ راستبازی — زیبا ہے جو کہیئے صادقِ ملک
دربار شہی سے اب اُنہوں نے — پایا ہے خطاب حاذقِ ملک
جو کچھ اونہیں کہیئے وہ بجا ہے — ہیں علم و ہنر میں فایقِ ملک
ہے سالِ خطاب کی یہ تاریخ — بقراط زمان و حاذقِ ملک

۱۳۱۵ ہجری

تاریخ وفات میر اشرف علیصاحب

میر اشرف علی دہلی زاد — در بنارس زہیضہ جامہ گذاشت
چونکہ در غربت انتقال نمود — شد غریب الوطن سنین وفات

۱۳۰۸ ہجری

قطعہ مسجد نزور علاقہ گوالیار

بشیر الدین احمد خاں کہ دارند — طریق زہد و تقوی در جوانی
بنا کردند ایں مسجد بہ نزور — سہ دکاں وقف آن کردند دانی
بگو مجروح تاریخش برآید
دوبارہ کعبۂ ثانی بخوانی

۱۳۱۶ھ

تاریخ وفات فخر الدین خانصاحب

خان والا نژاد فخر الدین — کو زمردن نداشت پروائے
سال رحلت بگفت ہاتفِ غیب
اے ترا خلد باد ماوائے

۱۳۱۱ ہجری

تاریخ مسجد تعمیر کردہ جناب حکیم سلیم خاں صاحب المتخلص بہ جستہ جیپوری

خان ذیشان و حکیم بے بدل — ہیں وہ حضرت جسۂ جم مرتبا
ذہن اونکا جوہر دانش فروز — فہم اونکا گوہر بینش فزا
بات اونکی شارح علم ادب — ذات اونکی مصدر جود و سخا
اونکی طینت مبدع عقل و خرد — اونکی فطرت پایۂ فہم و ذکا
پائے صحت آئے گو کیسا سقیم — اونکا دروازہ ہے یا دار الشفا
ہے یہاں درکار اک نسخہ نویس — ڈھونڈیئے کسکو ارسطو کے سوا
حاذقی میں کب کوئی انکا نظیر — کسکو کہتے ہیں فلاطوں دوسرا
اوسکے نسخوں سے مرے اکثر مریض — یاں ادہر آیا اُدہر اچھا ہوا
لبکہ جو یا ہے طبیعت خیر کی — کچھ نہیں ہے کام نیکی کے سوا
طبع والا کو جوان ایام میں — شوق کچھ تعمیر مسجد کا ہوا
جسکی خوبی و لطافت دیکھکر — کہتے ہیں کر دیاں صل علیٰ
اہل حاجت دیکھ آثار اثر — کعبے سے آئے یہاں بہر دعا
شبکو اندیشہ میں مجکو دیکھکر — ہاتف غیبی نے یہ مجھسے کہا

فکر ہے تاریخ مسجد کی اگر
کہہ۔ عبادت خانہ عالی بنا ۱۲۹۰ھ

تاریخ وفات جناب مولوی سلیم الدین خانصاحب نارنولی

فاضل یکتا سلیم و شستہ قربت بدین — حیف کہ او زین جہاں رفت بسوے عدم
چونکہ وحید زماں بود در اکثر علوم — منتخب دہر شد سال وفاتش رقم ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ دیوان میرزا مضطر صاحب

مضطرِ عالی ہمم کا ہے عجب رنگیں کلام
لعل کو بھی جسکی رنگینی سے ہے ہم سنگی نہیں

سال وسکے طبع دیوان کا یہ ہاتف نے کہا
نظم رنگیں دیکھ جسمیں پائے بے رنگی نہیں

قطعہ تاریخ دیوان جناب نواب احمد علیخانصاحب بہادر نبیرہ نواب و نبیر الدولہ بہادر والی ٹونک

طبع نواب سخن سنج ہمایوں فطرت
فلکِ نظم پہ ہے مہر پہ انوارِ سخن

کون وہ شاعر بیمثل جناب رونق
جسکے ہے صوت قلم بلبلِ گلزارِ سخن

راہ مضمون و مضامیں کے ہوئے ہیں رہبر
کیوں نہ آساں ہو اب منزل و شوارِ سخن

رتبہ ہر ایک نے آپس میں ہے پہچان لیا
اوسکا خواہاں ہے سخن وہ ہے طلبگارِ سخن

علم و حکمت کی ہے وہ ذات مبارک لفظ
گر دکیوں اُسکے نہ پیرتی رہے پرکارِ سخن

ہو سراز فراختہ کسطرح نہ قصرِ معنی
جبکہ وہ فکر رسا خود ہے معمارِ سخن

اِک نظر ہی میں پرکھتا ہی کھرے کھوٹکو
اوسکا ذہن خرد اندیش ہے معیارِ سخن

آبیاری سے مدد دیتی ہے وہ طبع لطیف
سیر و شاداب نکیو نکر ہو چمن زارِ سخن

کردے بیہوش حریفان سبکوش کو ابھی
جرعہ افشاں ہو اگر ساغر سرشارِ سخن

سچ تو یہ ہے کہ بجز ذاتِ معلی القاب
اس زمانے میں نہیں کوئی خریدارِ سخن

شور ایسا ہی کلام نمکیں کا کہ جسے
ڈھونڈتے پھرتے ہیں جا جا طلبگارِ سخن

دیکھ لے آپکا دیوان فصاحت عنوان
جسنے دیکھا نہو گنجینۂ اسرارِ سخن

شعر رنگین ہے یا معدن لعل و یاقوت
سطر ہے یا کہ ہے سلک درِ شہوارِ سخن

باغ اشعار میں گلہائے معانی دیکھو
چمن نظم میں پھولا ہے سمن زارِ سخن

دیکھ اشعار دل آویز کی شیرینی کو
آفریں سنج ہوئے لعل شکربارِ سخن

آگے اس نظم کے ہے لال زبانِ فصحا
کسکو قدرت ہے کہ آئے پیے اظہارِ سخن

اس کے حرفوں کے خم و پیچ کا انداز تو دیکھ
رخ قرطاس پہ ہے کاکلِ خمدارِ سخن

طبع دیوان کی اسواسطے سوچی تدبیر
تاکہ اس دہر میں باقی رہے آثارِ سخن

چھپ کے تیار جو وہ نسخہ نایاب ہوا
دل سے خواہاں ہوا ہر ایک خریدارِ سخن

دیکھ مجروح نے اس نظم گراں مایہ کو
کہی تاریخ یہ ہے رونقِ بازارِ سخن

قطعہ در تہنیت تولد فرزند ارجمند مہاراجہ منگل سنگھ صاحب بہادر والی الور

یہ دن بھی ہے عجب روزِ مبارک
کہ عشرت سنج ہر فرد بشر ہے

یہ ہے جوشِ طرب انسان تو کیا
خوشی سے وجد میں دیوار و در ہے

نوا سنجِ چمن ہے مرغِ گلشن
چمن میں شاہدِ گل جلوہ گر ہے

حریفِ بادہ کش پیرِ مغاں سے
طلبگارِ مے پر شور و شر ہے

مغاں کہتا ہے اُس سے یہ ہنسی سے
کہ کل آنا تجھے خواہش اگر ہے

وہ کہتا ہے کہ اے پیرِ طریقت
کیے اتنا بہر و سہ زیست پر ہے

نہیں آزاد کرتے فکرِ فردا
پلا دے آج ہی مے جسقدر ہے

تجھے یہ بھی نہیں معلوم شاید
کہ دن کسقدر فرحت اثر ہے

ہوا اختر وہ طالع جس کا پرتو
ضیا بخشِ رخِ شمس و قمر ہے

وہ آرامِ دل و آسایشِ جاں
وہ نورِ دیدۂ و لختِ جگر ہے

وہ نخلِ نورس گلزارِ حشمت
وہ بحرِ فیض کا روشن گہر ہے

نکیوں اُس کے تولد کی ہو یہ وہوم — وہ کس ذیقدر کا نورِ نظر ہے
مہاراجہ دیو منگل سنگھ صاحب — جہانمیں مشتہر جو نامور ہے
وہ ذی سطوت کہ جنسیت کے باعث — جلالت بخش افرادِ بشر ہے
وہ عالی شاں کہ والا پائگی میں — سکندر منزل و قیصر اثر ہے
اگرچہ انقلابِ آسمانے — ہر اک شے کی گرانی بیشتر ہے
مگر دست عطا بخشِ مہاراج — ہوا گنجینۂ افشاں اسقدر ہے
ذرا تم شہر الور کو تو دیکھو — کہ ارزاں سب سے نرخ بیم و زر ہے
وہ یکتا ابشجع و باذل ہے ایسا — کہ جسکا حاتم و رستم کو ڈر ہے
ہے اوسکی عہد میں امن و اماں عام — ملازم خوش رعیت بے خطر ہے
کھلے دروازے سو تا ہے ہر اک شخص — نگہباں انتظامِ دادگر ہے
نہیں ہے طاقت مدحت طرازی — دعا پر یہ کلام اب مختصر ہے

مبارک ہو مہاراجہ پہ یارب
یہہ شادی جس کا اتنا کر وفر ہے

تاریخ وفات جناب نواب ضیاء الدین احمد خانصاحب بہادر متخلص بہ نیر

شہر دہلی کو تفوق تہا انہیں یا تو لئے — کہ نظر آتے تھے ہر فن کے یہاں اہل کمال
محفل شعر کی تھی صدر نشینو میں یہی — غالب سحر بیاں شیفتۂ مغز مقال
مولوی علوی صہبائی و ذوق و مومن — اونمیں ہر ایک سخن سنج تہا بیمثل مثال
تہوڑے ہی عرصہ میں ویران کدۂ دنیا سے — راہیِ ملک عدم ہوگئے یہ نیک خصال
انہیں سے ایک یہ تہے حضرت نیر باقی — آہ انکے بھی لیے آگیا پیغام زوال

بادہ پیمائی اجل ہو گئے سرمست سخن
اب وہ بزم نہ وہ ساقیے خورشید جمال
میکدہ ہو گیا سنسان پڑے ہیں ہر سو
ٹوٹے پھوٹے کہیں ساغر تو کہیں جام سفال

اب وہ باقی نہ رہی رونق شہر دہلی
بہر تاریخ یہ کیا خوب ہے ہاتف کا مقال۔

قطعہ تاریخ انتقال مرزا غالب

کل حسرت و افسوس میں میں دل محزوں
تھا تربت استاد پہ بیٹھا ہوا غمناک
دیکھا جو مجھے فکر میں تاریخ کی مجروح
ہاتف نے کہا گنج معانی ہے تہ خاک

۱۲۸۵ھ

تاریخ تزویج حکیم محمد رشید خاں صاحب خلف حکیم غلام نبی خانصاحب

آں خان عالی منزلت عبدالرشید محترم
مبدار دو در فن طب از ہمسر خود برتری
چوں شد دریں ایام ہا تزویج آں والا ہم
تاریخ آں گفتہ خرد اجماع مہر و مشتری

۱۲۱۶ھ

قطعہ تاریخ باغ حاذق الملک جناب حکیم عبدالمجید خانصاحب

واہ کیا باغ ہے یہ باغ کہ جسمیں شب و روز
تازگی رہتی ہے بدلی کی طرح چھائی ہوئی
تعیہ سے کہی مجروح نے اوسکی تاریخ
باغ محمود میں ہے باد بہار آئی ہوئی

۱۲۱۵ھ

قطع تاریخ دیوان سید ظہیر الدین صاحب المتخلص بہ ظہیر دہلوی

سخن سنج یکتا جناب ظہیر
کہ ہے ذات اونکی امان سخن

فصیح اللسان و عدیم النظیر — فزاینده عزو شانِ سخن
دقائق کشا ہے وہ طبع سلیم — ہو کیونکہ ظاہر نہانِ سخن
و دیوان رنگین میں ہے ہر غزل — زمیں جسکی ہے آسمانِ سخن
نہیں کلک ۔ ہے بلبل خوشنوا — ترنم سرائے بیانِ سخن
کرے طے نہ کیوں عرصہ نظم کو — وہ ہے اشہبِ خوش عنانِ سخن
اسی سے تو ہیں صید معنی شکار — یہی ہے خدنگِ کمانِ سخن
نہ کیوں قدر پائے جو دم کہے — مرا سر ہے اور آستانِ سخن
اسے حال اُسکا ہے ورد زباں — یہی تو ہے گویا زبانِ سخن
ہے خوبی بندش میں کیا دلکشی — اسی کو تو کہتے ہیں جانِ سخن
بھلا ہو سکے کیا کوئی نقب زن — ہے طبع متین پاسبانِ سخن
ہے تکثیر معنی بہ اشعار میں ۔ — بجا ہے جو کہیے جہانِ سخن
وہ گلہائے الوانِ اشعار ہیں — بہر اجن سے ہے بوستانِ سخن
نہ کیوں زور دکھلائے فکر متین — وہ ہے رستمِ ہفت خوانِ سخن
یہ دیواں طبع ہوا اسواسطے — کہ دیکھیں اسے قدر دانِ سخن
وہ سرخوش ہوں اس بادہ ناب سے — کہ ہر ہیں کہ ہر میکشانِ سخن

پئے سال تاریخ مجروح سے
کہا ۔ ہے یہی گلستانِ سخن
۱۳ ھ ۱۶

قطعہ تاریخ دیوان میر اُمراو میرزا صاحب المتخلص بہ انور برادر اخورد حضرت سید ظہیر الدین صاحب ظہیر

شاعر آسماں خیالِ انور — سب میں عل جبکی ہے طلاقت کا
ان کا دیوان صفائی معنی سے — بحر ژخار ہے سلاست کا
ہیں جو اشعار درنثار اسمیں۔ — ان کا کیا وصف ہو لطافت کا
شورش افزائیے مضامیں نے — رنگ پھیکا کیا قیامت کا
کم ہیں الفاظ اور بہت مضموں — کیسا برتاؤ ہے بلاغت کا
انکی فکر متین سے الحق — رتبہ افزوں ہوا متانت کا
تھی تلاش معانی تازہ — شوق جدت سے تھا نہایت کا
ہے ہر اک شعر میں نیا مضموں — کیا ٹھکانا ہے اس ذہانت کا
طبع اسواسطے ہوا دیواں — حاصل اسکی ہے یہ غایت کا
ہوگی اہل مذاق کی دعوت — تا مزا پائیں اس حلاوت کا

بہر تاریخ یوں ندا آئی
ہے خزینہ یہی فصاحت کا
۱۲۱۶ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب نواب محمد علیخاں صاحب مرحوم رئیس جہانگیر آباد

ہے امیر محمد علی بخاں مشہور — کہ بُد عقیل و فہیم و ذکی و خوش تقریر
فیض بذل و عطا بود در زمانہ ثمر — بہ نظم و نثر سخن بود بے عدیل نظیر
ہزار حیف کہ آں قدر دانِ اہل ہنر — بسوئے ملک بقا شد ازیں سرا رہگیر

پئے سنین وفاتش خرد بمن فرمود
بگوئے رفت دو دنیا امیر ابن امیر
۱۲۱۳ھ

تاریخ بناء مکان عالیجناب حکیم غلام رضا خانصاحب

غلام رضا خاں ارسطوئے عہد — مکان بنا کرد بس جانفزا
عیاں گشتہ تاریخ تعمیر او — بہ فرخ مکان و مبارک بنا
۱۲۱۳ھ

تقریظ از زمزمہ سنجی بلبل گلستان معانی گل سید سخندانی عالیجناب نواب معلی القاب سید خاقان حسین جان صاحب عاشق دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشاطہ را بگو کہ برا سباب حسن یار
چیزے فزون کند کہ تماشا بما رسید

ستائش و اور جہاں آفرین و نعت حضرت ختم المرسلین میرے لیئے ذریعہ عزت بلکہ سرمایہ فخر و سعادت ہے مگر وہاں ذہن رسا معترف بقصور یہاں قوت ناطقہ معذور خیر اب کچھ اوزنگارش کرتا ہوں یعنے مدعائے ضروری الاظہار گزارش کرتا ہوں کیوں اے سخنوران انصاف پیشہ یہ اردوئے معلی جو دلی کی زبان ہے اس کی بھی کیا شان ہے آفریدگار نے اسے کیا سرمایہ دیا ہے کہ شیرینی میں فارسی کے ہمپایہ کیا ہی نثر میں اور وہی رنگ نظم میں اور ہی ڈھنگ ہزاروں اسکے صدقے میں صاحب نام و نشان ہوگئے کھنے کو اہل زبان ہوگئے بہت کچھ خاک اوڑائی مگر یہ بات نہ آئی سچ یہ ہے کہ شاہد دلفریب سخن ایک نگار پری پیکر ہے دلی والوں کا انداز بیان اوسکی آرائش کے لیئے زیور ہے۔ اردو ان ہی کے حصے میں آئی ہے یہ دولت انہوں نے مبدار فیاض سے پائی ہے میں گو لطف شعر و سخن سے بیگانہ ہوں مگر میرے دعوے پر حجت یہ دیوان ہے جسکے حسن بیان کا دیوانہ ہوں مجھکو ناز تھا کہ دیوان حضرت غالب کا جواب نہیں یا انہمہ کہ وہ کوئی آسمانی کتاب نہیں مگر میرے دعوے کو اس دیوان نے باطل کیا مجھے میرے منہ قائل کیا آسمان معنی گستر یکا قمر یہ ہی ہے نخل مراد کا ثمر یہی ہے زبان کی شیرینی بیان کی رنگینی بندش کی خوبی ترکیب الفاظ کی خوش اسلوبی غزلوں کی فصاحت قصیدوں کی بلاغت کیا کیا کہوں لوگو نکو خیال گزریگا کہ عارف خود ثنا مدعاے بے خبر گزرد میں اعلان کلمۃ الحق سے کیوں باز رہوں کچھ میری ہی خصوصیت نہیں بلکہ سب اہل مذاق جو شاہد دلفریب سخن پر نثار ہیں ہر وقت اس کلام کے خواستگار ہیں صاحبو جب اس گلستان فصاحت کا چمن آرا اور اس خیابان بلاغت کا حدیقہ پیرا وہ سخنور بیمثال اور سخن سنج نازک خیال ہو جسکے حسن گفتار سے گلستان معانی زینت پائے جسکی رنگینئے کلام سے باغ ارم شرمائے پھر کسیکو اس مدح سرائی پر کیوں حیرت آئے شبستان معانی کی آرائش نگار سخن کے حسن کی افزائش وابستہ جس ذات سے ہو وہ بعبارت اوس والا صفات سے ہے جو در سپہر سخن گستری ہے جو ماہ منیر آسمان معنی پروری ہے جسکی طبع عالی فرمانروائے کشور نازک خیالی جسکم بدور

وہ شہسوارِ عرصۂ نکتہ دانی وہ یکہ تازِ میدانِ جادو بیانی وہ کون میسے کرم فرما خلایق کے ممدوح
جناب میر ھُدیٰ حسینؔ صاحب مجروحؔ شعر زبان پہ بارِ خدایا یہ کسکا نام آیا ؎ کہ میسے
نطق نے بوسے مری زباں کے لیئے۔ ہاں اے سخنورانِ خرد پیشہ اور اے معنی پرورانِ درست
اندیشہ اس سفینۂ اشعار کے ظہور کی نوید اور اس دیوانِ فصاحت عنوان کے فراہم
آنیکا مژدہ غور کیجیے کہ طبع ہونا اس دیوان کا کیونکر غلبہ نہ سمجھا جائے اور کسطرح شکر فراہمی
ادا کیا جائے جنکی آنکھیں حسنِ معانی کی خواہاں رہتی ہیں وہ شاہدانِ تغافل پیشہ کیطرف نظر
نہیں کرتے اور جنکے دماغ گلستانِ سخن کی بو کے مشتاق رہتے ہیں وہ ریاحیں باغِ ارم کا دم
نہیں بھرتے وہاں فلک پر حضرت رضوان کو آرائش بہارستانِ خلد کی خدمت عطا ہوئی
یہاں زمین پر جناب میر افضل علیؔ عرف میر نصاحب کو اس حدیقۂ سخن کی ترتیب کا خیال آیا
گویا تائید خدا ہوئی ہمارے میر نصاحب بھی ماشاء اللہ آزادمنش منجملہ کملائے جہاں ہیں
خوش خو نیک کردار اور مرنج و مرنجان ہیں اور جو کہ آواز خوش رکھتے ہیں سوز خوانی میں
لاثانی ہیں۔ بارے ایک عرصہ کے بعد یہ کام انجام پذیر ہوا یعنے مخزنِ شبا روزی کے بعد یہ
دفتر گرانمایہ اختتام پذیر ہوا۔ اُدھر دیوانکی زیور طبع سے آرائش ہوئی ادھر مجھپر تقریظ
نگاری کی فرمائش ہوئی عذر و معذرت خلاف آئین دوستی سمجھکر خاموش ہو رہا۔ کچھ کہہ نسکا
تعمیلِ ارشاد دیکھے ہی بنی ناچار جو کچھ لکھا گیا وہ لکھا شعر ممنونِ۔ کاوشِ مژہ و نیشترِ نیم
دل ہوجِ خون زدرد خدا داد میزند۔ اَللّٰہُ لَیْسَ بِاَتِیْ ھَوَسٍ
نگارشِ خاقانِ حسینؔ عارفؔ دھلوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریظ ریختہ کلک گوہر سلک نواب اکبر میرزا صاحب متخلص بہ سدید خلف نواب
معین الدولہ سید حسین میرزا صاحب شاگرد مولانا مجروحؔ و حضرت حالیؔ مدظلہم العالی

اللہ اللہ حضرت مجروحؔ کا دیوان ہے۔ یا بجائے خود ایک جہان ہے جنکی غزلوں کی بلندیں
آسمانوں سے باتیں کرتی ہیں۔ رفعتِ مضامین کے سامنے کوہ ہمالہ و سوالک کی چوٹیاں پانی
بھرتی ہیں۔ جا بجا بحرہائے شگفتہ رواں ہیں۔ دریائے گنگ و جمن بہتے ہیں خوبیاں کہاں ہیں
ہر بیابان خیاباں ہے اور ہر خیاباں رشکِ گلستاں ہے۔ ذرہ ذرہ پر تو مہر نہم و ماہ نیم ما

کا اثر آشکار ہے۔ ایک ایک مطلع مطلع انوار ہے بیاض مین السطور ہے یا اُردوئے معلّٰی کا بازار ہے پنج آہنگ کی خوشہ چینی نے ہزار رنگ اور ہر رنگ میں نرالا ڈھنگ دکھایا ہے۔ دُرفشانی میں ابر گہر بار صنایع بدایع میں بحر ذخار۔ جہان ذکر آرائش باغ ہے اوسکے دیکھنے سے روشن آرا[1] سربندی کے دلپر داغ ہے جس صفحہ پر دشت و بیابان کی تصویر ہے۔ وہ بیکانیر جیسلمیر کی نظیر ہے جس مقام پر سردی کا ذکر ہے وہ خطۂ کشمیر یا کرۂ زمہریر ہے جسجگہ ہنگامۂ گرمی گفتار ہے اُسکے مشاہدہ سے کرۂ نار کی زبانپر وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ دُعا ہے۔ جسن بیت میں کی باتیں ہیں وہ رشکِ خانۂ خمّار ہے۔ کہیں منصور انا الحق گویاں بر سر دار ہے۔ کہیں لا الٰہ الا اللہ کی پکار ہے۔ اس مرقعہ دلکش میں اگر کسی صورت سے وصف اصنام آیا ہے گویا بار دگر بیت الحرم بیت الصنم بنایا ہے جس موقع پر شکوہ اسلام دکھائی ہے اور توحید کا دم بھرا ہے معلوم ہوتا ہے سومنات پر محمود غزنوی حملے کر رہا ہے۔ یہ سحر بیانی و جادو نگاری مشابہ بہ معجزات و کرامات ہے رات کو دن اور دن کو رات بنا دینا ان کے نزدیک کتنی بڑی بات ہے۔ ایک نگاہ میں مارڈالنا دوبارہ جلا دینا اعجاز مسیحائی نہیں تو اور کیا ہے یہ سحر و جادو کہنا ناروا ہے۔ نالوں سے آسمانوں کو غربال کر دیں۔ اشکوں کی ندیوں سے زمین کو ڈبو دیں نہیں تو کُسار کے برابر پھولوں کے انبار لگا دیں جس زمین پر گھاس کا پٹھا نہ اُگتا ہو وہاں سایہ دار درختوں کی قطار لگا دیں بزم آرائی کا ذرہ سا خیال اگر آجائے تو راجا اندر کا اکھاڑا یہیں نظر آجائے۔ رزم تحریر سامنے آئیں تو رستم و اسفندیار بھی منہ کی کھائیں دریا کو کوزے میں بند کر دینا اور کوزے کو چاہ بنا لینا۔ کاہ و کہربا کا سیل۔ آہن و مقناطیس کا کھیل دکھانا کے کواشہب بادرفتار اور آندھی کو اسکے پچھلے سموں کا غبار ٹھہرانا میان عباس حسین کا بازیچہ طفلان ہے بایں ہمہ افراط و تفریط نہ تھی بہر مبالغہ نہ ماشہ بھر جھوٹ جو کچھ منہ سے کہا وہی آنکھوں نے دکھا دیا جسکو چشم بصیرت نہو وہ چند روز حکیم بقا صاحب کی گلی میں جا کر رہے اپنی آنکھوں کا علاج کرائے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ ہمارا کیا منہ ہے کہ اس شاعر عدیم المثال اور اسکے کمال کی تعریف کر سکیں اگر میر تقی میر زندہ ہوتے تو اس زبان کی داد دیتے یہ اگر ثانی میر نہیں تو انکو میر ثانی کہے بغیر کوئی تدبیر نہیں سبحان اللہ عجب زبان ہے الفاظ شستہ بندش پاکیزہ۔ استعارے خوشنما اشارے کنائے دلربا نظم میں نثر کا مزا نثر میں نظم کا لطف تو اخاص دہلی کے محاورات شریفانہ معاملات ظریفانہ حرف و حکایات۔ باتوں میں نکات نکات میں حکمت طبیعت میں حدت حدتیں جدت۔ رفاقتیں شور و شور میں زور۔ شبہیں تمام تاقید کا ذکر نہ سکی کا نام

[1] روشن آرا در سربندی دہلی کے وہ خوشنویس باغ تھی جس کی داد میں بہت آرزو سنتا ہوں

[2] یہ حضرت ہجور وح کے خورد سال صاحبزادے تھے

غزل میں میر تقی میر کے ہمدم قصیدہ میں حضرت غالب کے قدم بہ قدم صفائی زبان وسامان بندی کے بانی مبانی مثنوی میں میر حسن ثانی بیان میں در طبیعت میں سوز جنس گراں بہائے مضامین کے مثل میرزا رفیع السودا خریدار مطاع سخن کے امین نہ مثل ابنائے روزگار دکاندار تمام کلام عیوب شاعری سے پاک وصاف طبیعت میں انصاف نہ کسی پر رشک نہ کسی سے حسد تائید غیبی وصولا کی مدد پر قانع حرف گیری ونکتہ چینی کو نالغ سخن کے قدردان کہرے کھوٹے کی پہچان خدا صفا وداع مالک پر سراسر عمل فن شعر کا ہر مسئلہ لاینحل خدا کے فضل سے اسیوقت حل جگت استاد فردوس آشیاں جنت مکاں خلد آرامگاہ فلک بارگاہ سلیمان حشم ملاک خدم ظہوری ظہور ونظیری نظیر رشک عرفی وطالب نواب نجم الدولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خاں غالب مغفور کے شاگرد رشید انکا مثل انکی نظیر وندیدہ شنید دہلی خوبئ زبان میں ہندوستان کی جان ہے اور یہ لوگ دہلی کا دین وایمان ہیں ان کے معاصرین کے نام تا می لکھنے کو اور فن شعر میں انکی دستگاہ بیان کرنے کے لیے ایک جداگانہ تذکرہ چاہیے مختصر یہ ہے کہ اگر کسی اور شاعر کو لیے باکمال ہمعصر ہاتھ آتے تو وہ اپنے کمال کی بے قدری پر کبھی تاسف نہ تو ان کے ساتھی ایسے تھے کہ جنپر یہ خود نازاں ہیں اسوقت میں ایک اسی فن کے صاحب کمال دہلی میں نہ تھے بلکہ علما فضلا شہر سے دہلی بھری ہوئی تھی ہر فن کے صاحب کمال شاہجہانآباد تھا اس مجمع کی پریشانی پر نوحہ خوانی کو اب فقط خواجہ الطاف حسین خاں حالی اور نواب میر خاں داغ اور یہ خود بدولت رہ گئے ہیں یا حضرت ظہیر باقی ہیں اللہ ہی باقی ہوس فقط شکر گزاری سچ یہ ہے میر مہدی حسین صاحب مجروح کے کلام کی حفاظت وجمع کرنے میں جو سعی وکوشش میر فضل علی صاحب عرف میر نصا صاحب نے فرمائی اسکا احسان چشم ناظرین پر تا قیامت رہیگا بندہ درگاہ تو انکو چہارم کا حصہ دار کہے گا ٭

قطعات تاریخ طبع دیوان مجروح معروف بہ مظہر معانی بترتیب حروف تہجی

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع عالیجناب فیاض احمد صاحب اصغر جہانوی تلمیذ جناب امیر مینائی

تعال اللہ عجب لکھا ہے دیوان	ہیں اب مجروح گویا بے مثل شاعر
لکھا اصغر یہ بینے مصرعۂ سال	سخن ہے بے بہا بے مثل شاعر

قطعہ تاریخ طبع دیوان مجروح از تصنیف حالی صاحب

مجروح آنکہ نام سلف زنده از و	ذاکش بود غنیمت کبرے درین زماں

دہلی کہ بُود کانِ ہنر معدنِ کمال — امروز از کمال نیابی درو نشان
جمعے کہ داشت سر بفلک از وجود شان — راند ند سوئے جنت ماوٰے یکان یکان
دانا نکہ مانع امدازان جمع یادگار — لبّیک مے زنند اجل را زمان زمان
غالب برفت و میر و آزردہ رفتہ رفتہ فوق — مومن برفت و حسرتی عارف از میان
رفتند و جائے خود ہمہ خالی گزاشتند — کس بر نخاست تا بنشینند بجائے شان
مجروح ماندہ است ازان قوم یادگار — یارب بدار از بدو و رانش درامان
کاین عندلیب قصۂ ہمی خواند از بہار — واین گل خبر ہمید ھد از عہد گلستان
دیوان او کہ رنجتہ را دور آخر است — خوش مے زند صلا بحریفان نکتہ دان
کاہیں نے کہ واگذاشتہ میر میرزاست — مے بخشمش بہ ہر جگر تشنہ رایگان
الفصہ چاپ گشتہ و ازان شد آن متاع — کانرا بنقد عمر خریدن نمیتوان۔
حالی اگر کسے ز تو تاریخ پرسدش — گو نظم دلفریب بود سال طبع آن۔ ۱۲۸۶

قطعہ تاریخ از زمزمہ سنجی بلبل ہندوستان مقرب الخاقان اوستاد السلطان نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ دہلوی

میرے دیوان کی تاریخ کہو پھر دیکھو — مجھکو آیا یہ محبت سے پیام مجروح
مینے دیکھا تو دعا دی یہ سخن ہو مقبول — نیکنامی سے زبانو پہ ہو نام مجروح
میر و غالب کی بہت طرز ہے ملتی جلتی — کیوں نہ کیا ہے وطن کیا ہے مقام مجروح
داغ بسمل نے یہ تاریخ کہی برجستہ۔ — ہائے کیا شوخ چھپا آج کلام مجروح ۱۲۸۶

قطعہ تاریخ رنجتہ کلک گوہر سلک نواب اکبر میرزا صاحب متخلص بسید خلف نواب معین الدولہ سعید حسین میرزا صاحب شاگرد مولانا مجروح و حضرت حالی مدظلہم العالی

چو رفت از جہان غالب نکتہ ور — زمہدی روان گشت کار سخن
ہمین است مہدی موعود نظم — کہ ناد و بدو روزگار سخن
بیا و ببستان فکرش ببین — کراں تا کران سبزہ زار سخن
عیاں گشتہ معنی چو از شیشہ مل — زہے شاعر حق گزار سخن
ہر دیوان او گر بہ بینند باز — دل آویز نقش و نگار سخن
کنندش ہمہ نقشبندان چین — بصد شوق خود را نثار سخن

سلہ آپ کا کلام بہت پر کیف و مقبول ہوا

بیا و بدہلی بیا موز فن ۔ کہ گویند این را دیارِ سخن
ز مجروح زندہ است نام بلند ۔ خزانست زین پس بہارِ سخن
ازین پس بماند اگر نام نظم ۔ ہمہ ننگ نظم است و عارِ سخن
نماندہ بجز نام از نظم و نثر ۔ بجائے نماندہ قرارِ سخن
چو الفاظ انگلیس مخلوط شد ۔ قرارِ سخن شد فرارِ سخن
رسید چہ پرسی ازیں داستاں ۔ کہ ہست از ازل سوگوارِ سخن

ایضاً

رہے دیوان مجنوں خیز مجروح ۔ جنوں انگیز مثلِ خطۂ نجد
جو غرق فکر سال طبع گشتم ۔ عشی ہم گشت طاری بر سر و جد ۱۳۱۰

ایضاً

چو از بہر سالش شدم غرق فکر ۔ کہ رانم سخن ہم برائے سخن
سروشے بمن از سر قدر گفت ۔ کہ سید بگو منتہائے سخن ۱۲

ایضاً

چو دیوان مجروح گردید طبع ۔ خودش کردہ آنرا درست و صحیح
خرد بے شش و پنج تاریخ طبع ۔ بگفتا کلام بلیغ و فصیح
ایضاً ۱۶ ۱۳

وہ کلام میر مہدی جو ہے مخزن معانی ۔ جو ہے معدن جواہر نہیں نظم جس سے خوشتر
ہوا چھپکے جبکہ شایع ہوئی فکر سال سبکو ۔ کہا دل نے مجھسے لکھدے کہ ہی گلشن سخنور

قطعہ تاریخ از منشی اودہم سنگھ صاحب سردار امرتسری شاگرد حضرت جلال لکھنوی

حضرتِ مجروح کا دیوان اول چھپ گیا ۔ جذبۂ دیوان چیپر خود سخن کو ناز ہے
دیکھ کر اسکو یہی کہتے ہیں اے سردار سب ۔ سحر ہے تسخیر یا افسوں ہے کہ اعجاز ہے
۵۸ ۱۸

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع عالی جناب داروغہ سرفراز حسین صاحب رئیس دہلی

مطبوع ہوا کلام مجروح ۔ خوبی میں نہیں ہے جسکا ثانی
طرز ادکیا جو فکر تاریخ ۔ موزوں ہوا مظہر معانی
۱۳۱۶

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع عالی طوطی شکرستان خوش مقالی ہمائے فلک شہریاری جناب سید ظہیر الدین صاحب ظہیر دہلوی

ہوا میر صاحب کا جب طبع دیواں — بحمد اللہ پھولا پھلا باغ مجروح
شگفتہ ہیں کیا کیا ریاحین مضموں — عجب ہے عجب خوشنما باغ مجروح
ظہیر اسکی تاریخ کی فکر جب کی — پکارا یہ ہاتف کھلا باغ مجروح

۱۲۶۲

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر جناب محمد وجاہت حسین صاحب وجاہت صدیقی جنبہ انوی تلمیذ فصیح الملک حضرت داغ دہلوی

حقیقت میں مجروح صاحب کا ثانی — نہیں ہے کوئی زیر چرخ کہن اب
وجاہت نے لکھا ہے سال اشاعت — کہ چمکا ہے یہ آفتاب سخن اب

۱۲۶۲ ۱۳

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر جناب سید ولاور حسین صاحب لکھنوی المتخاص بہ واصف

چو دیوان کہ ہر فرد او بیگمان — حسن و لطف معانی است جفت
میان سواد ش بہر مصرعی — مصنف بے آب حیواں نہفت
بہ بینید جوہر شناسان نظم — کہ ناظم چہا دُر معنے بسفت
بنفس نفیش چو باد صبا — ہمہ خار و خاشاک زین باغ رفت
بتاریخ طبعش سروشے زغیب — غزلہائے با آب مجروح گفت

ایضاً ۱۲۶۲ ۱۳

چھپ کے تیار ہوا جب دیواں — طالبوں کو تہا جو دے مطلوب
بہر تاریخ یہ بولا ہاتف — لکھدے نے پاک۔ کلام مرغوب

۱۲۶۲ = ۲۳۶ ۱۳ھ

ایضاً

شوق تہا جسکا ایک عالم کو — باد دل خوش یہ اوسکی ہے تاریخ
للہ الحمد وہ کتاب چھپی — نظم مجروح لاجواب چھپی

۱۲۶۲ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ دیوان از مصنف ممدوح

کہاں ہیں صاحبان شوق تا اس نظم کو دیکھیں — سراسر ذکر اسمیں ہے وفا و مہر و الفت کا
مجھے مجروح فکر سال میں دیکھا تو ہاتف نے — کہا بیساختہ شعلہ ہے یہ شمع محبت کا

۱۲۶۲ ۱۳